طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ
پیش لفظ
طارق جمیل
حضرت عبدالرحمن بن صالح الشیبی
مترجم
مولانا حافظ محمد اقبال قریشی
نظر ثانی
قاری حکیم محمود الحسن توحیدی
مکتبۃ الحسن
33۔حق سٹریٹ اردو بازار۔لاہور
فون: 042-37241355 موبائل: 0300-4339699

کتاب	طب نبوی ﷺ
مصنف	امام ذہبیؒ
مترجم	مولانا حافظ محمد اقبال قریشی
نظر ثانی	حکیم قاری محمود الحسن
اہتمام	عبدالقدیر مکتبۃ الحسن
معاونین	علامہ طفیل رضا، مفتی محمد ریاض جمیل
	جناب سعید اختر مکہ مکرمہ، جناب حسن بخاری مکہ مکرمہ
ناشر	مکتبہ شہید اسلام مرکزی جامع لال مسجد (اسلام آباد)

سٹاکسٹ و تقسیم کار:

مکتبة الحسن

33 حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

042-37241355, 0300-4339699

(اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں)

فہرست مضامین

حرف الالف

حرف الباء

حرف التاء

حرف الثاء

حرف الجیم

حرف الحاء

حرف الخاء

حرف الدال

حرف الذال

حرف الراء

حرف الزای

حرف السین

حرف الشین

حرف الصاد

حرف الضاد

حرف الطاء

حرف الظاء

حرف العین

حرف الغین

حرف الفاء

حرف القاف

حرف الکاف

حرف اللام

حرف المیم

حرف النون

عرضِ ناشر

الحمدللہ مکتبہ شہید اسلام حضرت مولانا عبداللہ شہید رحمہ اللہ کی یادگار ہے گزشتہ کئی سالوں نے سینکڑوں کتب کی طباعت کر چکا ہے جس میں خصوصی طور پر مولانا حافظ اقبال قریشی کی کتاب وظائف الصالحین، دوسال کے عرصہ میں ۷۰ ہزار سے زائد طباعت کر چکا ہے اور اب الحمدللہ امام ابوعبداللہ ذہبی رحمہ اللہ کی چھ سو سالہ قدیمی طب کی کتاب جس کا اردو ترجمہ اب تک نہ ہو سکا تھا مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ کی فرمائش پر مولانا حافظ اقبال قریشی مدظلہ نے ترجمہ کی سعادت حاصل کی بھائی عبدالقدیر حسنی صاحب مکتبۃ الحسن لاہور کے تعاون سے مکتبہ شہید اسلام شائع کر رہا ہے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبولیت عطا فرمائے۔

از عمر فاروق مزاری

مکتبہ شہید اسلام مرکزی جامع لال مسجد اسلام آباد

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم: اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال
وجهك وعظيم سلطانك وظاهر برهانك

ہم طبیب حقیقی اللہ رب العزت کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو اس کی ذات کے جلال اور اس کی عظیم بادشاہت کے لائق ہے اور درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ جن کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابی ملتی ہے اور روحانی و جسمانی امراض سے شفا ملتی ہے۔

ساتویں صدی عیسوی میں خطہ عرب ایشیاء یورپ، افریقہ، فارس، شام، عراق و مصر وغیرہ میں طب سے شدید نفرت پائی جاتی تھی پانچویں صدی قبل مسیح کا یونانی علم تاریکیوں میں گم ہو چکا تھا بقراط کا کوئی نام لینے والا نہ تھا اور بالخصوص عرب دنیا طب علمی اور طب عملی دونوں سے بے خبر تھی جہالت کا دور تھا جسمانی امراض کا علاج بھی کاہنوں، جادوگروں اور عبادت گاہوں میں رہنے والے مذہبی رہنماؤں سے جھاڑ پھونک اور جادو کے ذریعے سے کرایا جاتا تھا فطری اور طبی علاج کرنے والا مجرم قرار پاتا اور اسے سزا دی جاتی تھی۔

اللہ جل جلالہ رب العالمین نے ایسی جہالت اور ظلمت کے دور کے اندر اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو نور ہدایت یعنی قرآن و شریعت کی روشنی دے کر مبعوث فرمایا جہاں آپ ﷺ نے بیمار روحوں کا اسلام کے آب حیات سے توحید و رسالت کا تریاق دے کر علاج فرمایا اور کفر کی موت مرنے سے بچایا وہاں آپ ﷺ نے روح کے مکان یعنی بدن انسانی کا بھی حکمت بھرے فرمان مبارک سے علاج فرمایا جس نے آپ ﷺ کے فرمان مبارک پر عمل کیا وہ جسمانی و روحانی امراض سے شفا پا گیا آپ ﷺ کے مبارک دور کے

بعد محدثین نے حدیث کی ہر کتاب میں کتاب الطب کے عنوان سے ارشادات نبوی ﷺ کا گلدستہ سجایا دوسری صدی ہجری میں حضرت عبدالملک بن اندلسی نے طب نبوی لکھی تیسری صدی ہجری میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ اور ان کے ہم عصر محدث ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے طب نبوی مرتب کی جس کی اکثر روایات انہوں نے خود راویوں سے حاصل کیں آئمہ اہل بیت میں سے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا رحمہ اللہ اور امام کاظم رحمہ اللہ بن امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے بھی طبی نبوی کے رسائل مرتب فرمائے چوتھی صدی ہجری میں حبیب نیشا پوری، حافظ سخاوی، عبدالحق الاشبیلی، محمد بن عبداللہ فتوح الحمیدی نے اپنی ذاتی کوششوں سے مجموعے مرتب کیے جواب ناپید ہو چکے ہیں اور نہ ہی ان کے اردو میں ترجمے ہو سکے ساتویں آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں ابوجعفر المختضری رحمہ اللہ، ضیاء الدین المقدسی، السید مصطفیٰ التفاشی، شمس الدین العیلی ابن طبرخان علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی، علامہ جلال الدین سیوطی، عبدالرزاق بن مصطفیٰ الانطائی رحمہ اللہ اور علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے طب نبوی ﷺ کے پھول بکھیرے اور اس میں جو سب سے زیادہ مقبول اور معروف ہوئی وہ علامہ ابن القیم کی طب نبوی ہے ساتویں صدی ہجری میں دنیائے اسلام نے طبی سائنس میں کافی ترقی کی اور اس وقت دنیا کے سب سے بڑے اور بہترین ہسپتال قاہرہ، غرناطہ، قرطبہ، دمشق، بغداد اور اشبیلیہ وغیرہ میں قائم کیے اس وقت طبی سائنس کی ترقی کی بنیاد طب نبوی پر تھی اس کے اوپر آگے چل کر مسلمان اطباء نے القانون فی الطب اور الحاوی جیسی علمی اور تحقیقی کتب لکھیں جن کو چھ سو سال سے یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔ ان کے ذریعے میڈیکل سائنس نے جو ترقی کی وہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ غرضیکہ موجودہ دور میں جو بھی مفید اسلامی طریقہ علاج مثلاً دم، دوا، غذا پرہیز جراحی اور حجامہ وغیرہ کی اول بنیاد طب نبوی ﷺ ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے امراض کے تدارک کے لیے طبعی اور طبی طرز علاج کو اپنانے کا حکم فرمایا کفریہ شرکیہ کلمات سے پاک بامعنی دعا اور دم وغیرہ کی اجازت اور تلقین فرمائی مرض

اور علاج دونوں کو تقدیر الٰہی سے تعبیر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری کہ جس کی شفا نہ اتاری ہو۔ (الحدیث) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیماری کی جڑ بدہضمی ہے۔ (الحدیث) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ شکم پروری سے بچو کیونکہ یہ جسم کو خراب کرنے والی اور نماز میں سست کرنے والی ہے بقراط نے کہا ہر کثیر چیز طبیعت کے لیے نقصان دہ ہے لہٰذا کھانا پینا ہو یا جماع کرنا اسے اعتدال پر ہی رکھنا چاہیے شیخ بو علی ابن سینا رحمہ اللہ نے کہا کہ پہلا کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوسرا کھانا کھانے سے پرہیز کرو۔ اور علم و حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں ملے اسے لے لینا چاہیے آپ کو کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہو گا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے طب نبویؐ کا یہ دستر خوان بڑی محنت اور علم و فن کی حذاقت سے سجایا ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کی خواہش اور حکم پر کیا گیا ہے بندہ ناچیز کو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کا معالج خاص ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے حضرت مولانا اقبال قریشی صاحب مدظلہ جو کہ عالم باعمل، متقی، پیکر اخلاق اور ماہر عملیات و تعویزات ہیں عملیات کے علم و فن میں بندہ ناچیز کو ان کا شاگرد اول اور شاگرد خاص ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ استاد محترم نے اس کتاب کے ترجمے اور کمپوزنگ کے بعد مسودہ عطا فرمایا اور حکم دیا کہ طبی لحاظ سے نظر ثانی کروں بندہ تو اس قابل نہ تھا مگر حکم بجالانا اپنا فرض سمجھتا ہے اس لیے حکم کی تعمیل کی استاد محترم مولانا اقبال قریشی صاحب مدظلہ کو اللہ پاک نے علم و عمل، تقویٰ اخلاص اور فن عملیات میں ممتاز حیثیت عطا فرمائی اور اولیاء کرام اکابرین امت (عصر حاضر) کے اور بزرگوں کی دعاؤں اور سر پرستی کا تاج پہنایا استاد محترم کی مرتب کردہ کتاب ''وظائف الصالحین'' جو یورپ اور عرب و عجم میں قبولیت اور مقبولیت کی بلندیوں کو چھو رہی ہے ان میں ان کا اخلاص اور بزرگوں کی دعائیں شامل ہیں علامہ ذہبیؒ کی کتاب کے اس ترجمے کو بھی اللہ پاک پوری دنیا میں تا قیامت قبولیت اور مقبولیت عطا فرمائے اور انسانیت کے فائدہ کا ذریعہ بنا کر صدقہ جاریہ بنائے اور مکتبۃ الحسن کے بھائی

ابدالقدیر حسنی صاحب اور مکتبہ شہید اسلام کے بھائی عمر فاروق صاحب کو جزائے خیر دے جن کی کاوشوں سے یہ کتاب ترجمہ سے لے کر طباعت تک تمام مرحلوں سے بخیر خوبی گزر کر استفادہ عام کے لیے منظر عام پر آئی اللہ پاک اس کتاب کو تمام حضرات کے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

بندہ عاجز و ناچیز
خادم الاسلام والمسلمین
قاری حکیم محمود الحسن توحیدی
مطب متصل عسکری بنک چوک ناخدا وسن پورہ لاہور
0322-4719084 0300-4670784

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمدلله كفى وسلام على عباده
الذين اصطفى و على آله و اصحابه نجوم الهدى اما بعد:.......
الحمدلله رب العالمين واذكى الصلاة واشرف التسليمه
على سيدنا محمد النبيين الامين و على اخوانه النبين واله
الطيبين واصحابه الغرايمامين ومن سار على منها جهم
واقتفى اثارهم الى يوم الدين امابعد!

علم دوطرح کا ہے ایک علم الادیان دوسرا علم الابدان یعنی بدن انسانی کا علم بدن اگر تندرست ہو گا تو عبادت میں بھی انسان کو یکسوئی نصیب ہو گی یہ کتاب جس کے ترجمہ کی سعادت بندہ کو ہو رہی ہے۔ عالم اسلام کی عظیم شخصیت اور عظیم محدث جو کیسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ابو عبداللہ محمد بن احمد الزہبی رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف طب نبوی ﷺ ہے جو کہ عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عرب کے لوگ اس کتاب سے صدیوں سے مستفید ہو رہے تھے۔ لیکن عجم کے لوگ اس کے استفادہ سے ابھی تک محروم تھے۔ مکہ مکرمہ میں مقیم محترم جناب سعید اختر صاحب جو کہ مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کے قریبی دوست ہیں نے کہا کہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کی خواہش ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب طب نبویؐ جو کہ عربی میں ہے اس کا اردو ترجمہ کیا جائے مگر مولانا اپنی مصروفیت اور ناسازی طبع کی وجہ سے یہ کام خود نہیں کر سکتے اور کسی صاحب علم و عمل کو ذمہ داری دینا چاہتے ہیں بندہ نے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اس کی حامی بھری، پھر سعودی عرب کے اہم سرکاری عہدے دار محترم جناب شیخ حسن بخاری صاحب اور بندہ کی مولانا طارق جمیل صاحب سے بات ہوئی تو مولانا بہت خوش ہوئے سر پرستی فرمائی اور دعاؤں کے ساتھ اس کار خیر کا حکم فرمایا اور جب اس کام کا الشیخ حضرت عبدالرحمٰن الشیبی حفظہ اللہ (چابی بردار خانہ کعبہ) کو پتہ چلا جو کہ صحابی رسول حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں تو حضرت شیخ نے بھی اپنی دعاؤں سے نوازا بندہ عاجز کو جو عرب ممالک میں پذیرائی اور مقام ملا ہے وہ حضرت فضیلۃ الشیخ الشیبی صاحب کی سر پرستی اور دعاؤں کا ثمرہ ہے بندہ ان بزرگوں کا احسان مند ہے۔ بندہ کی کتاب

''وظائف الصالحین'' جو کہ کئی زبانوں میں چھپ چکی ہے اس کو اللہ رب العزت نے ان بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل عرب وعجم میں قبولیت اور مقبولیت عطا فرمائی ہے لاکھوں مسلمان اس سے مستفید ہو رہے ہیں الحمدللہ بندہ نے عملیات میں اپنی بے حد مصروفیت کے باوجود پاکستان واپس آکر اس کتاب کے عربی سے اردو ترجمے کے سلسلے میں کام شروع کر دیا اور تقریباً ۴ ماہ کے عرصہ میں یہ کام اللہ کے فضل سے پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس سلسلے میں مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کے جسمانی معالج خاص اور عملیات میں ہمارے ہر دلعزیز شاگرد خاص طبیب حاذق حضرت قاری حکیم محمود الحسن توحیدی صاحب نے بھی بہت معاونت کی اور طبی حوالے سے اس پر نظر ثانی بھی کی اللہ پاک ان کو جزائے خیر دے۔ آمین!

اس کتاب کی ترتیب سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ اپنے وقت کے بڑے مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حاذق طبیب بھی تھے خود مصنف نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب میں تین قسم کے علوم وفنون کو مرتب کیا ہے۔ (۱) طب کے قوانین کا علم (۲) دواؤں اور غذاؤں کا علم (۳) امراض کے علاج کا علم

علی بن حسنؒ کا فرمان ہے کہ دنیا کی تمام طب قرآن کی اس آدھی آیت میں ہے جس کا ترجمہ کھاؤ پیو اور اسراف مت کرو۔ (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرتا اس کو تو اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا کر دیں۔

بقراط نے کہا کہ صحت کی سلامتی صاف پانی پینے اور پیٹ بھر کر نہ کھانے میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کے مصنف مترجم مرتب اور ہر طرح سے معاونت کرنے والوں کے لیے صدقہ جاریہ بنائے قارئین سے گزارش ہے کہ میری والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

بندہ عاجز خاکپائے اصحاب رسول ﷺ
مولانا حافظ اقبال قریشی
خطیب جامع مسجد الشیبی راولپنڈی
0300-5802404......www.alshaibitrust.com

ترتیب کتاب

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تین فنون پر مرتب کیا ہے۔

١ طب کے قوانین کا علم وعمل

٢ دوائیں اور غذائیں

٣ بیماریوں کا علاج معالجہ

فن اوّل:...... طب کے علمی وعملی قوانین پہلا فن دو فنون پر مشتمل ہے۔

١ طب کے علمی اجزاء کے قوانین

٢ طب کے عملی اجزاء کے قوانین

طب کے علمی اجزاء کے قوانین:

طب علمی کے چار اجزاء ہیں۔

١ امور طبعیہ کا علم — ٢ انسانی بدن کے حالات کا علم

٣ اسباب کا علم — ٤ علامات کا علم

امور طبعیہ کی اقسام:

امور طبعیہ دو ہیں

١ ارکان — ٢ مزاج

پہلا امر طبعی، ارکان:

اس کی چار قسمیں ہیں۔

١ آگ، یہ گرم خشک ہے۔ — ٢ ہوا، یہ گرم، تر ہے۔

٣ پانی، یہ نرم، تر ہے۔ — ٤ مٹی، یہ خشک، سرد ہے۔

دوسرا امر طبعی، مزاج:

اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔

مزاج معتدل مفرد:

اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱ گرم	۲ سرد
۳ تر	۴ خشک

مزاج معتدل مرکب:

اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱ گرم، خشک۔	۲ گرم، تر۔
۳ سرد، خشک۔	۴ سرد، تر۔

معتدل انسانی مزاجوں کی خوبصورت تقسیم

جاندار چیزوں میں سے انسان کا مزاج سب سے معتدل ہے اور انسانوں میں سے مسلمانوں کا مزاج سب سے معتدل ہے اور مسلمانوں میں سے انبیاء علیہم السلام کا مزاج سب سے معتدل ہے، اور انبیاء میں سے سب سے زیادہ معتدل مزاج رسولوں کا ہے اور رسولوں میں سے سب سے معتدل مزاج اولا العزم رسولوں کا ہے اور اولا العزم رسولوں میں سے سب سے زیادہ معتدل مزاج حضرت محمد ﷺ کا ہے۔

حضور ﷺ کے مزاج کی سب سے زیادہ معتدل ہونے کی وجہ رسولوں کے مزاج کے علاوہ ذہبی فرماتے ہیں کہ: تمام مخلوقات میں سے سب سے زیادہ معتدل ہونے کا سبب یہ ہے کہ اطباء کے قوانین کے مطابق یہ ہے کہ نفس کے اخلاق بدن کے مزاج کے تابع ہوتے ہیں لہٰذا جتنے نفس کے اخلاق اچھے ہوں گے اتنا انسانی بدن کا مزاج معتدل ہوگا رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ نے دی انك لعلى خلق عظيم (بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہے) اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: قرآن رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تھا، جب آپ ﷺ کے اخلاق سب سے اعلیٰ ہیں تو آپ کے مزاج کا بھی سب سے معتدل ہونا لازم آگیا۔

اخلاق رسول اللہ ﷺ کی چند ایمان افروز جھلکیاں

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ سب لوگوں میں سب سے زیادہ حسن صورت اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔''

برسہا برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارنے والے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گواہی ہے کہ: ''میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور نہ کسی ایسے کام کے متعلق جسے میں کر چکا تھا یہ فرمایا ہو کہ یہ کیوں کیا؟ اور نہ کسی ایسے کام کے بارے میں جسے میں نے چھوڑ دیا تھا یہ فرمایا ہو کہ یہ کام کیوں چھوڑ دیا، اور آپ ﷺ خود فرمایا کرتے تھے۔

''تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔''

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک پر رکھی چادر کو اتنے زور سے کھینچا کہ اس کا اثر آپ ﷺ کی گردن مبارک میں ظاہر ہو گیا پھر کہا، اے محمد ﷺ! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی دینے کا حکم دیجیے رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر ہنس دیئے اور پھر اس کو عطا کرنے کا حکم فرمایا: ''آپ طاہر و مطہرہ نبی ہیں تخلیق اور اخلاق دونوں اعتبار سے خوبصورت مقام پر فائز ہیں۔''

اللہ رحمٰن نے محمد ﷺ جیسا کوئی پیدا نہیں کیا اور میرے علم و یقین کے مطابق آپ جیسا کوئی اور اللہ پیدا بھی نہیں کرے گا، آپ کا چہرہ والضحیٰ، صبح کے سورج کی طرح روشن۔

کتنے مقامات ہیں جنہیں انبیاء نہ پا سکے اللہ نے آپ ﷺ کو ان پر بلند و بالا اور برتر فرمایا۔

بچپن، جوانی بڑھاپے کا مزاج:

جوانی سب سے معتدل مزاج ہے، اور بچپنا تر مزاج ہے اور بڑھاپا سرد تر مزاج ہے۔

انگلیوں کی جلد میں سب سے زیادہ عام اعضاء معتدل مزاج شہادت کی انگلی کی جلد پھر دوسرے انگلیوں کی جلد سب سے زیادہ نرم ہے، اور اعضاء میں سب سے بڑا گرم دل ہے، پھر جگر ہے پھر گوشت ہے اور اعضاء ہیں سرد تر ہڈی ہے پھر پٹھے، پھر حرام مغز، پھر دماغ اور خشک تر ہڈی ہے۔

تیسرا امر طبعی:...... چار مخلوط چیزیں ہیں۔

① خون، اور یہ سب سے افضل ہے جو کہ گرم تر ہے اور اس کا فائدہ بدن کو غذا کی فراہمی ہے۔

② پھر بلغم ہے یہ نرم سرد ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب بدن کو غذا نہ ملے تو یہ خون کو ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل کرتی ہے اور اعضاء کو تر رکھتی ہے تا کہ مسلسل حرکت اعضاء کو خشک نہ کر دے اور طبعی بلغم اور غیر طبعی میں سے نمکین بلغم گرمی مائل ہوتی ہے اور کھٹی بلغم سردی مائل ہوتی ہے اور دماغ یہ خالص سرد ہوتا ہے۔

④ پھر صفراء ہے جو گرم خشک ہے اور اس کی بلندی کڑواہٹ ہے یہ خون کو نرم کرتا ہے اور اسے تنگ جگہوں پر پہنچاتا ہے۔ اور اس میں ایک حصہ انتڑیوں کو سپلائی کرتا ہے اور اس کو نکلنے پر متنبہ کرتا ہے، اور طبعی صفراء ہلکا سرخ ہوتا ہے۔

⑤ پھر سوداء ہے اور یہ سرد خشک ہے یہ خون کو پیدا کرتا ہے اور ہڈیوں اور انتڑیوں کو غذا پہنچاتا ہے اور اس میں سے ایک حصہ معدہ کے منہ کی طرف کرتا ہے اور اس کو بھوک لگنے پر متنبہ کرتا ہے۔ اور طبعی سوداء میں سے ہلکے خون والا ہوتا ہے اور غیر طبعی سودا سے پیدا ہوتا ہے۔

طب علمی کا دوسرا جز:

انسانی بدن کے حالات کا علم (عنوان) انسانی بدن کے تین حالات ہیں۔ ① صحت ② بیماری ③ نہ بیمار نہ صحت

صحت! پس صحت وہ بدنی حالت ہے جس کی برکت سے کام درست ہوتے ہیں اور عافیت اسلام کے بعد مسلمان کو ملنے والا اللہ کا سب سے بڑا انعام ہے۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت ہو یا دنیاوی کام کاج، کوئی بھی اس کے بغیر سرانجام نہیں پاتے۔

عافیت:

دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں لہٰذا ہر انسان کو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے ناشکری اور ناقدری نہیں کرنی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ دو نعمتوں کے متعلق بہت سے انسان غفلت و دھوکے میں مبتلا ہیں (ایک) صحت (دوسری) فراغت۔ (بخاری)

عافیت کی دنیاوی اور اخروی برکات:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ بہت سے بندوں کو قتل و بیماری سے بچاتا ہے اور انہیں عافیت بھری زندگی عطا فرماتا ہے اور عافیت کے ساتھ موت دیتا ہے اور ان کو شہداء کے مقامات عطا فرماتا ہے۔

عافیت بہتر ہے یا ابتلاء؟

حضرت ابو درداؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں عافیت سے رہوں اور اس پر (اللہ کا) شکر گزار رہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں مبتلا ، مصیبت ہو جاؤں اور صبر کروں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے عافیت کے ساتھ پسند رہنا ہے۔ عافیت بھرا دن گزارنے والا خوش نصیب ہے۔

اور ترمذی شریف کی روایت ہے ''جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا بدن عافیت والا ہو اور وہ اپنے قبیلے میں امن سے ہو اور اس کے ہاں ایک دن کا کھانا ہو تو (وہ ایسا ہے) گویا کہ دنیا اس پر وسعت کے لیے کھل گئی۔''

قیامت کے دن سب سے پہلے تندرستی کے متعلق سوال ہوگا۔

اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ کہ کیا میں نے تمہیں تندرست جسم نہیں دیا تھا؟ اور میں نے تجھے ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا۔

اللہ سے عافیت مانگو!

البتہ رسول اللہ ﷺ ہی فرماتے ہیں اے عباس اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت کا سوال کرو البتہ عافیت یقین کے بعد ملنے والی بہترین چیز ہے ایک اور حدیث میں ہے آپ نے فرمایا: اللہ سے عافیت کا سوال کرو کہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے بہترین کوئی چیز نہیں ملی۔ سب سے زیادہ عافیت کا سوال! آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عافیت مانگنے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔

نماز کے بعد عافیت مانگو ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! میں نماز کے بعد کیا مانگا کروں؟ آپ نے فرمایا امید سے عافیت مانگا کرو۔

عافیت صحت مند لوگوں کو نظر نہ آنے والا تاج ہے۔

ایک مقولہ ہے عافیت تندرست لوگوں کے سروں پر سجنے والا وہ تاج ہے جسے صرف بیمار اور مبتلائے مصیبت لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں ایک اور مقولہ ہے: کہ عافیت جس نعمت سے عموماً غفلت برتی جاتی ہے اے اللہ ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت نصیب فرما۔

بیماری:

صحت کے برعکس صورتحال کا نام بیماری ہے اور بیماری شروع ہونے کے بعد (کبھی) بڑھتی ہے اور پھر گھٹتی بالآخر ختم ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی بیماری لمبی بھی ہو جائے تو موت آخر کار اسے ختم کر دیتی ہے۔

طب علمی کا تیسرا جز اسباب:

اسباب نو ہیں:

① ہوا: روح کے متعدل رہنے کے لیے ہوا ضروری ہے اور ہوا جب تک صاف ہو اس میں گندگی و بدبو نہ ہو تو یہ ہوا صحت کے لیے محافظ ہے۔ لیکن اگر ہوا بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جائے گا اور ہر موسم اپنے مناسب بیماری لاتا ہے اور اس اپنی ضد کو ختم کر دیتا ہے۔

اور ٹھنڈی ہوا بدن کو مضبوط کرتی ہے، اسے طاقت اور ہاضمہ اچھا بناتی ہے۔ اور گرم ہوا اس کی ضد ہے اور ہوا کے بدلنے سے وبا آتی ہے جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

۲ کھانے پینے والی چیزیں: اگر کھانے پینے والی چیزیں گرم ہوں تو جسم میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور اگر کھانے پینے والی چیزیں ٹھنڈی ہوں تو جسم میں ٹھنڈک آتی ہے۔

۳ جسمانی حرکت وسکون: پس حرکت جسم میں گرمی پیدا کرتی ہے اور سکون نرمی پیدا کرتا ہے۔

۴ حرکت وسکون: جیسا کہ تنگی و کشادگی غم و پریشانی زندگی و موت اچھی و بری خبر، کہ یہ چیزیں روح کو حرکت دینے کا باعث بنتی ہیں۔ اس پر تفصیلی بات آگے آئے گی۔ (انشاء اللہ)

۵ سونا و جاگنا: پس نیند روح کو بدن کے اندر اتارتی ہے پس بدن کا ظاہر ٹھنڈا ہو جائے جبکہ جاگنے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

۶ قے کا آنا اور اس کا روک رکھنا: ان سب کا اعتدال پر رہنا صحت کا محافظ و نفع مند ہے۔

طب علمی کا چوتھا جز: علامات:

بالوں اور بدن کا سیاہ ہونا گرمی کو بتاتا ہے اور اس کا الٹ سردی کا پتہ دیتا ہے، اس طرح جسم کا موٹا اور بھرا ہوا ہونا اور گوشت کا زیادہ ہونا گرمی و رطوبت کو بتاتا ہے اور چربی کا زیادہ ہونا رطوبت و نرمی پہ دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح زیادہ نیند رطوبت کی وجہ سے آتی ہے اور نیند کی کمی خشکی کی وجہ سے آتی ہے اور ان کا اعتدال پر رہنا ان کے اعتدال کی خبر دیتا ہے۔

اسی طرح جسم کے اعضاء کی شکل وصورت کا معاملہ ہے پس اعضاء کا کھلا ہونا حرارت کی اور گھٹا ہونا برودت کی نشانی ہے اور ٹھیک اسی طرح خوابوں کا مسئلہ ہے پس سرخ اور پیلا حرارت پر دلالت کرتا ہے اس کی ضد اس کے الٹ کا پتہ بتاتی ہے۔ اسی طرح نبض کے احوال ہیں اس کا بڑا ہونا اور تیز تیز چلنا حرارت کو اور اس کا الٹا ہونا اس کی ضد کو بتاتا ہے۔ اس طرح پیشاب پاخانے کے احوال ہیں پس ان کی گرمی، سرخی حرارت کے لیے ہے اور اس کا الٹ الٹ ہے پیشاب پاخانے کی بو اس کی حرارت پر اور اسی طرح اس کا نہ ہونا ٹھنڈک پر دلالت کرتا ہے۔

فن دوم:

طب کے عملی قوانین

اور طب کا عملی حصہ صحت کی حفاظت اور بیماری کے علاج معالجہ سے متعلق ہے، اور ہم حفاظت صحت سے ابتدا کرتے ہیں۔

غذا:

جان لیجیے کہ بوقت ضرورت غذا لینا یہ دائمی صحت کا بڑا سبب ہے اور ضرورت کی علامت سونگھنے والی حس کا بڑھ جانا اور منہ میں لعاب کا کم ہو جانا اور طلب بڑھ جانا ہے۔ پس ایسے وقت غذا کا استعمال ضروری ہے اور بیماریوں سے دفاع کا ذریعہ اور مزاج کو اعتدال پر رکھنے کا سبب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بغیر ضرورت کے غذا لینا کند ذہنی کو جنم دیتا ہے اور بیماریوں کے پیدا ہونے کا ایک بڑا سبب ہے۔ غذا سے متعلق اہل ہند کی عادت: اور حکیم عبداللطیف کہتے ہیں کہ اہل ہند کی یہ عادت تھی کہ جب غذا کھانا ہوتی تو غسل کرتے، صاف ستھرے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے، نقل و حرکت چھوڑ دیتے پھر کھانے کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

اور مناسب ہے کہ گرم کھانے کو ٹھنڈے کے ساتھ درست کر لیا جائے (یعنی گرم کھانے کی گرمی کو اعتدال پر لانے کے لیے ساتھ کوئی ٹھنڈی چیز بھی استعمال کرنی چاہیے) اور میٹھے کے ساتھ کھٹے اور چکنائی والے کو نمکین کے ساتھ اور قبض کرنے والے کو چکنائی والے کے ساتھ اور کھانے میں انگور کی کثرت طبیعت کو حیرت میں ڈالنے والی ہے اور لذیذ کھانا قابل تعریف ہے بشرطیکہ اس کی کثرت نہ ہو۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ طبیعت میں مزید کھانے کی چاہت ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لینے چاہئیں۔

اور باسی کھانا کھانے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے سستی پیدا ہوتی ہے۔

اور کھٹے کھانے کی کثرت بڑھاپے کو جلد لانے کا ذریعہ ہے اور میٹھے کو ہمیشہ استعمال کرنا شہوت کو کمزور اور بدن کو گرم کرتا ہے۔

نمکین کھانا بدن کو خشک اور کمزور کرتا ہے عادت و معمول کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اور کھانے میں عادت معمول اور روٹین کا خیال رکھنا فائدہ مند ہے بشرطیکہ عادت خراب نہ ہو اور اگر کھانے کا معمول خراب ہو تو اسے اعتدال سے درست کرنا چاہیے، اور جب ایک مرتبہ کھانے کا کوئی معمول بن جائے تو اسے حتیٰ الامکان تبدیل نہیں کرنا چاہیے اسی طرح گرم کھانے سے بھی پرہیز ضروری ہے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا مفید ترین عمل ہے۔ اس طرح انگلیوں کو چاٹنا کھانا ہضم کرنے میں معاون ہے اور رسول اللہ ﷺ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹا کرتے تھے۔ ارشاد نبوی ہے۔

''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھوں کو چاٹنے تک صاف نہ کرے۔'' (متفق علیہ) نیز ارشاد فرمایا: جو انگلیاں چاٹتا ہے انگلیاں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں اور کن کن چیزوں کو اکٹھا کھانا منع ہے اور مچھلی اور دودھ کو اکٹھا کھانے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح سرکہ اور دودھ، پھل اور دودھ، پیاز اور تھوم اور سرکہ و چاول، انار اور ہریسہ اور دو ٹھنڈی غذائیں کھانے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح کھلے پانی اور کھلے کھانے کو استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اس میں زہریلی چیز نہ مل گئی ہو جو اس کے کھانے اور پینے والے کو ہلاک کر دے اور رسول اللہ ﷺ کے روکنے کی وجہ سے بھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ برتنوں کو ڈھانپ دو اور مشکوں کو باندھ دو کہ سال میں ایک رات ایسی ہے جس میں آسمان سے ایک وبا نازل ہوتی ہے جو بھی کھلا ہوا برتن پاتی ہے اس میں اس وباء کا کچھ حصہ نیچے جاتا۔'' کہتے ہیں کہ جس نے چالیس دن پیاز کھایا اور اس کا چہرہ جھائیں والا بن گیا تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے، اور جس نے مچھلی اور انڈہ اکٹھا کھایا اور اس کو فالج ہو گیا تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔ اور جس نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور حمام میں داخل ہوا اور اسے فالج ہو گیا تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے اور جس کو احتلام ہوا اور اس نے غسل کرنے سے پہلے دوبارہ صحبت کر لی

اور اس کو پاگل یا مخبوط الحواس اولاد ملی تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے اور جس نے رات کو شیشہ میں دیکھا اور اسے لقوہ ہو گیا تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بیماری کی جڑ بد ہضمی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی پیٹ سے برا برتن کوئی نہیں بھرتا آدمی کو تو بس اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا کر دیں اور اگر ضروری ہو تو پیٹ کا تہائی کھانے کے لیے اور پینے کے لیے اور تہائی اپنے نفس کے لیے (خاص کر لے)

حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری طب قرآن کی آدھی آیت میں بیان فرمائی ہے۔ ﴿کلوا واشربوا ....﴾ ''اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔''

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے شکم پروری سے بچو کیونکہ یہ جسم کو خراب کرنے والی، بیماری کو پیدا کرنے والی اور نماز سے سست کرنے والی ہے اور تم کھانے کے معاملے میں اعتدال کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ یہ جسم کو صحت مند بنانے والا اور فضول خرچی سے دور لے جانے والا ہے اور بے شک اللہ موٹے عالم کو ناپسند کرتا ہے۔

بقراط نے کہا ہے: صحت کی سلامتی صاف ستھرے پانی کے استعمال اور شکم پروی کے چھوڑنے میں ہے نیز فرمایا کہ نقصان دہ چیز کم کرنا، نفع دینے والی چیز کی زیادتی سے زیادہ بہتر ہے۔ الملل والنحل میں شہرستانی رقم طراز ہیں کہ: یونان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے بقراط کے پاس سونے کے قنطار بھیجے کہ وہ اس کے پاس چلا آئے تو بقراط نے جانے سے انکار کر دیا اور بقراط علاج معالجہ پر غریب اور متوسط لوگوں سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا تھا اور بقراط سے پوچھا گیا کون سی زندگی بہتر ہے؟ اس نے کہا: فقر کے ساتھ امن اس مالداری سے بہتر ہے جس کے ساتھ خوف ہو۔ اور بقراط لوگوں کا علاج اپنے گھر کا سامان تک بیچ کر کیا کرتا تھا۔

بقراط کی جب وفات ہونے لگی تو اس نے کہا: مجھ سے جامع علم حاصل کر لو، نقصان دہ چیز کی کمی نفع دہ چیز کی زیادتی سے بہتر ہے اور کہا: اگر انسان ایک ہی طبیعت سے پیدا کیا گیا

ہوتا تو کبھی بیمار نہ ہوتا کیونکہ نہ اس طبیعت کے برخلاف کوئی چیز ہوتی اور نہ انسان بیمار ہوتا۔

بقراط ایک مریض کے پاس داخل ہوا تو اسے کہا، میں آپ اور بیماری تین ہیں، اگر آپ نے میری بات مان کر میری مدد کی تو ہم دو ہو جائیں گے اور بیماری اکیلی رہ جائے گی تو ہم اس پر طاقتور ہونے کی وجہ سے غلبہ پالیں گے کیونکہ جب دو جمع ہو جائیں تو وہ ایک پر غلبہ پا لیتے ہیں۔

بقراط سے پوچھا گیا: یہ میت بوجھل کیوں ہو جاتی ہے، اس نے جواب دیا کہ: دراصل دو چیزیں تھیں ایک ہلکی اٹھنے والی یعنی روح دوسری بوجھل بیٹھنے والی (وزنی) اور یعنی جب ان میں جسم سے ایک چلی گئی جو ہلکی اٹھنے والی تھی تو بیٹھنے والی ایک رہ گئی جس کی وجہ سے میت بوجھل ہو گئی۔

بقراط نے اپنے شاگرد کو کہا: کہ لوگوں کے لیے تمہارا افضل ترین وسیلہ درج ذیل چیزیں ہونی چاہیں۔

① لوگوں سے محبت کرنا۔ ② ان کے حال احوال کی خبر رکھنا۔

③ ان کے امور کی دیکھ بھال کرنا۔ ④ ان کے ساتھ بھلائی کرنا۔

بقراط نے کہا: ہر کثیر چیز طبیعت کے لیے متضاد و نقصان دہ ہے لہٰذا کھانا پینا ہو یا جماع، اسے اعتدال پر ہی رکھنا چاہیے۔

اور طب میں بقراط کی بڑی قابل قدر کتابیں ہیں ان میں سے ایک ''کتاب الفصول'' ہے اور ایک ''کتاب قبر'' ہے اور اس کتاب میں طب کی عجیب وغریب باتیں ہیں، یونانی بادشاہوں میں سے ایک نے بقراط کی قبر کھلوائی ''تو کتاب القبر'' کو وہاں موجود پایا۔

طبیب العرب حارث بن عمرہ سے سوال کیا گیا کہ دواء کیا ہے؟ اس نے کہا: بھوک، پوچھا گیا، بیماری کیا ہے؟ اس نے کہا: کھانے پر کھانا داخل کرنا، اسی طرح ابن سینا کا کہنا ہے: کہ پہلے کھانے کے ہضم ہونے سے قبل دوسرا کھانا کھانے سے پرہیز کرو۔''

جان لیجیے کہ شکم سیری قرن اوّل کے بعد ظاہر ہونے والی بدعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، ''مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔''

جو معدہ کھانے سے بھرا ہوا ہو اس میں حکمت داخل نہیں ہوتی پس جس کا کھانا کم ہو اس کا پینا کم ہو گا اور جس کا پینا کم ہو گا اس کی نیند کم ہو گی اور جس کی نیند کم ہو گی اس کی عمر میں برکت ہو گی اور جس نے اپنا پیٹ بھرا اس کا پینا زیادہ ہو گا اور جس کا پینا زیادہ ہو گا اس کی نیند زیادہ ہو گی اور جس کی نیند زیادہ ہو گی اس کی عمر میں برکت نہ ہو گی۔ نیز فرمایا: جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے کم پر اکتفا کیا اس کے بدن کی غذا درست ہو گی اور اس کے دل اور نفس کا حال اچھا ہو گا اور جس نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا اس کے بدن کی غذا درست نہ رہے گی اس کا نفس خراب اور دل سخت ہو گا لہٰذا تمہیں زیادہ کھانے سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ دل میں سختی کا باعث بنتا ہے اور اعضاء و جوارح کو نیکی میں لگنے سے روکنے کا ذریعہ ہے اور وعظ و نصیحت اور دین کی باتیں سننے سے انسان کو بیزار کرنے والا ہے۔ اور گرم کھانا مذموم ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے نیز اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کیونکہ یہ ٹیک لگا کے کھانا جابر و سرکش لوگوں کا عمل ہے اور حضور ﷺ پانی و کھانے میں پھونک نہیں مارتے تھے اور نہ برتن میں پھونک مارتے اور رات کے کھانے کے بعد چلنا بڑا نفع مند ہے اور غذا ٹھیک معدہ میں اپنے مقام پر جا کر ٹھہرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''کھانے سے اپنی حاجت پوری کرو اللہ کے ذکر اور نماز کے ساتھ اور کھانے پر سوؤ نہیں کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور کھانے پر حرکت زیادہ نہ کرو کہ تمہیں نقصان دے گی اور رات کا کھانا نہ چھوڑو کہ بوڑھے ہو جاؤ گے۔

ابونعیم نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ''رات کا کھانا کھاؤ چاہے ردی کھجور کی ایک مٹھی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کا باعث ہے۔'' (ترمذی)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت ہے کہ ''رات کا کھانا مت چھوڑو چاہے مٹھی بھر کھجور ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا چھوڑنا بوڑھا کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

اور ہاتھوں پر لگنے والی بو اور ہاتھ کے اثرات کو دھو لینا مناسب ہے کیونکہ رسول

اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی ایک اس حال میں رات گزارے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چکناہٹ (لگی) ہو اور اسے کوئی (نقصان دہ) چیز پہنچ جائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا فقر و غربت کو دور کرتا ہے اور بعد میں ہاتھ دھونا دیوانگی کو دور کرتا ہے۔''

افلاطون نے کہا کہ جس نے سونے سے پہلے بیت الخلاء جانے کی پابندی کی اس کے بدن کی خوبصورتی برقرار رہے گی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''جب تو سونے کی جگہ کو پکڑے تو نماز جیسا وضوء کر لے۔'' (صحیح حدیث)

اور کھانے کے دوران اور بعد میں پانی نہ پینا چاہیے اور جتنے پانی کی ضرورت ہو اس کا آدھا پینے سے کھانا زیادہ ہضم ہوتا ہے۔ اور شدید ٹھنڈک سے بچنا چاہیے کہ یہ نفس کو بہت تکلیف دینے والی ہے خاص طور پر گرم کھانے کے بعد اور میٹھا کھانے کے بعد اور میوہ، میٹھی چیز حمام اور جماع کے بعد ٹھنڈک سے پرہیز کرنی چاہیے۔ اور کنویں اور نہر کے پانی کے درمیان جمع نہ کرے، اور حدیث میں ہے ''کہ جانوروں کی طرح منہ لگا کر (غٹاغٹ) پانی نہ پی کیونکہ جگر کی (ایک) بیماری اس سے ہی (لگتی) ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیتے وقت تین سانس لیتے تھے۔ اور ابو نعیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پیتے تو تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور شروع کرتے وقت بسم اللہ اور ختم کرتے وقت الحمد للہ کہتے تھے۔

''اور رسول اللہ ﷺ جوڑائی میں مسواک کرتے اور پانی چوس چوس کر یعنی گھونٹ گھونٹ پیتے تھے۔'' (ترمذی)

اور اس حدیث میں تین مرتبہ سانس لینے سے مراد برتن کا منہ سے جدا کرنا ہے۔ اور جس حدیث میں برتن میں سانس لینے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد وہ آدمی ہے جو برتن کو منہ سے جدا کیے بغیر سانس لے کیونکہ ہوسکتا ہے منہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز نکل کر برتن میں گر

جائے۔ اور تین سانسوں میں پانی کو تقسیم کر کے پینے میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات آدمی پیاس کی شدت کی وجہ سے زیادہ تیزی سے پانی پی بیٹھتا ہے جو رگوں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے اور تین سانس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں لہٰذا ہر پینے والے کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کی نیت سے تین سانس لیا کرے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔''

خطابی فرماتے ہیں کہ یہ نہی تنزیہی اور تادیبی ہے اور حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اور جمہور فقہاء نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو بھی جائز قرار دیا ہے اور کچھ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں جب کہ خود رسول اللہ ﷺ سے کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے۔

فصل بدنی حرکت و سکون جان لیجیے ''معتدل حرکت'' حفاظت صحت کے اسباب میں سے ایک قوی ترین سبب ہے، کیونکہ یہ جسم کو گرم رکھتی اور فضلات کو تحلیل کرتی رہتی ہے اور بدن کو ہلکا اور چست بناتی ہے، اور ورزش کا مناسب وقت غذا کے معدہ سے اترنے کے بعد ہے اور اس کی مقدار پانچ، چھ یا کم وبیش گھڑیاں ہیں، لوگوں کے اپنے اپنے مزاج کے مطابق اور اپنی اپنی غذا کے لحاظ سے، اور ''معتدل حرکت'' وہ ہوتی ہے جس میں چہرہ سرخ ہو جائے اور پسینہ نکلنے اور بہنے لگے تو اس وقت حرکت کا چھوڑ دینا مناسب ہوتا ہے اور وہ حرکت جس میں بے تحاشا پسینہ بہنے لگے تو وہ زائد از ضرورت ہے۔ اور جس عضو کی جتنی ریاضت و مشقت زیادہ ہوگی وہ اتنا ہی مضبوط ہوگا۔ یہی معاملہ باطنی قویٰ کا ہے تو اگر حافظہ قوی کرنے کا ارادہ ہو تو حفظ کرنے کی کثرت کرے مقدار بڑھا دے، اسی طرح ذکر وفکر کا معاملہ ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿لعلکم تذکرون۔ لعلکم تفکرون﴾ تا کہ تم ذکر وفکر کرنے والے بنو۔

پھر ہر عضو کی مخصوص ریاضت ہے، پس سینے کی ریاضت پڑھنا ہے جس میں آہستہ پڑھنے سے بلند پڑھنے کی طرف جانا ہوتا ہے، اور آنکھ کی ریاضت باریک خط ہے، اور کان کی

ریاضت، اونچی و پاکیزہ آوازیں ہیں، اور سارے بدن کی ریاضت گھوڑوں پر اعتدال کے ساتھ سواری کرنا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے جسم و دل کو درست رکھنے والی ریاضت کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

''جہاد کرو، مال غنیمت پاؤ گے، اور سفر کرو تندرست رہو گے۔''

اب رہی سونے کی تدبیر تو اس کا بہترین وقت غذا ہضم ہونے کے بعد ہے اور مناسب ہے کہ نیند کی ابتدا دائیں کروٹ پر لیٹنے سے کی جائے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نیند کی ابتداء قبلہ رخ ہو کر سونے سے فرمایا کرتے تھے۔ اور دن کی نیند نقصان دہ ہے یہ رنگ خراب کرتی ہے اور بیماریاں اور سستی پیدا کرتی ہے لہٰذا دن کی نیند سے بچنا چاہیے ہاں گرمیوں کی دوپہر نیند کر لینے میں کچھ حرج نہیں ''قیلولہ کرو کہ بے شک شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔'' نیز ارشاد نبوی ہے ''رات کے اٹھنے کے لیے دن کے قیلولہ سے مدد حاصل کرو۔'' اور آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ ''صبح کی نیند رزق کو روکنے والی ہے۔''

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''آپ ﷺ نے اس طرح سونے سے منع کیا ہے کہ آدمی کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سایہ میں۔''

فصل...... جماع:

جو جماع کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ کچھ مدت جماع سے رکا رہے۔ اور پھر پاکی کے ابتدائی دنوں میں بیوی سے خوب کھیلنے کے بعد جماع کرے۔ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے۔ کہ تم نے کیوں نہ کنواری سے شادی کی کہ وہ تم سے اور تم اس سے کھیلتے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے یوں کھیلنے (عورت کو تیار کیے) بغیر جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور جماع کا سب سے بہترین وقت غذا ہضم ہونے کے بعد ہے اور بدن کے گرمی و سردی اور بھرے ہونے اور خالی ہونے میں اعتدال پر ہے۔

اسی طرح تھکن غم اور پریشانی کے بعد جماع سے بچنا چاہیے اور دواء استعمال کرنے کے بعد بھی جماع کرنے سے بچنا چاہیے اور جب تک شہوت پوری قوت سے نہ آجائے اس وقت تک استعمال نہیں کرنا چاہیے اور یہ کسی تکلف، سوچ اور نظر کی محتاج نہیں ہوتی منی کا نکلنے کے لیے بے تاب ہونا اس کی علامت ہے۔ اور معتدل منی حرارت کو پیدا کرتی ہے اور نفس کو خوش کرتی ہے اور فضول سوچوں کو جھٹک دیتی ہے۔

بسا اوقات جماع کا بالکلیہ چھوڑ دینے والا کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور منی کی زیادتی رعشہ اور فالج پیدا کرتی ہے اور قوت اور نظر کو کمزور کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی کر لے کیونکہ یہ نظر کو جھکانے اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کرنے والا ہے۔

اور بوڑھی اور بچی کے اور حیض والی عورت کے ساتھ جماع کرنے سے سختی سے بچنا چاہیے۔ اور تحقیق اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

''اور لوگ آپ سے حیض سے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ وہ گندگی ہے پس حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہو۔''

یعنی حالت حیض میں ان سے جماع نہ کرو۔ یہودی لوگ حیض کی حالت میں عورتوں سے بالکلیہ جدا ہو جاتے تھے یہاں تک کھانا پینا اور رات تک الگ گزارتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بتایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''(حالت حیض میں) ہر کام کرو مگر شرم گاہ (کے استعمال) سے بچو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: ''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بچوں کی کمی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے انڈہ کھانے کا حکم دیا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے

قلت جماع کی شکایت کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا رسول اللہ! آپ ﷺ ہریسہ کیوں نہیں استعمال کرتے بے شک اس میں چالیس مردوں کی طاقت ہے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ ﷺ نے اچانک اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا: ''تم خضاب کے سردار ''حناء'' کو لازم پکڑو کیونکہ بے شک یہ چہرے کو تروتازہ کرتا اور جماع کو بڑھاتا ہے۔'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ''تم لوگ ''حناء'' کا خضاب لگایا کرو کہ یہ تمہاری جوانی، جماع اور نکاح کو بڑھانے والا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ (زیرناف) بالوں کا کاٹنا جماع کو بڑھاتا ہے۔''

اور جماع کے لیے مفید غذائیں درج ذیل ہیں۔ انڈہ، پیاز کھانا، دودھ پینا، لوبیا، گاجر، شلغم، انگور، بادام، اخروٹ کھانا جماع کے لیے مفید ہے۔ اور کھٹی و میٹھی چیزوں کے استعمال سے بچنا چاہیے اس کی مزید تفصیل دواؤں کے بیان میں آگے آرہی ہے۔

اور جو آدمی دوبارہ جماع کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی گھر والی کے پاس (جماع کے لیے) آئے اور (دوبارہ) پھر آنا چاہے تو وضو کر لے۔ اور اس وقت بسم اللہ پڑھنا بھی مستحب ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ ''اگر تم میں سے کوئی اپنے گھر والی کے پاس آئے گا تو اسے یہ کہنا چاہیے: (اللھم جنبنا الشیطان و جنت الشیطان مارزقتعا) پڑھے اور اس دوران حمل ٹھہر جائے تو شیطان اس کو چھو نہیں سکے گا۔

اور وضو کر کے سونا مستحب ہے اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ ﷺ نے وضو کر کے سونے کا حکم دیا ہے کیونکہ جس گھر میں کوئی ناپاک آدمی ہو فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے اور اگر خدانخواستہ کوئی ناپاکی کی حالت میں مرجائے تو رحمت کے فرشتے اس کے غسل کے وقت حاضر نہیں ہوتے۔ اسی طرح ناپاکی کی حالت میں کھانا پینا چاہیے تو پہلے کم از کم وضو کر لے۔

اور اطبا کہتے ہیں کہ مشت زنی غم کو پیدا کرتی، شہوت اور انتشار کو کمزور کرتی ہے اور حضور ﷺ نے بھی اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

فصل: ...... پچھنے اور سینگی لگوانا:

یہ دونوں چیزیں صحت کی محافظ ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باقاعدہ اس پر باب باندھا ہے (باب الحجامة من العداء) رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوانے کا باقاعدہ حکم دیا ہے۔ ''بہترین چیز جسے تم دور کرتے ہو۔ پچھنے لگوانا اور سینگی لگوانا ہے۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ سے سر درد کی شکایت کرتا تو آپ فرماتے سینگی لگوالو، اور جب کوئی ٹانگوں میں درد کی شکایت کرتا تو آپ حناء کا خضاب لگانے کا حکم فرماتے۔'' (ابوداؤد)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''بہترین دوا پچھنے اور سینگی لگوانا ہے۔''

اور چاند کی مخصوص تاریخوں میں اس کا لگوانا مناسب ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ (ایام بیض) میں سینگی لگوانے کا حکم دیتے تھے کیونکہ بدن کے اندر ان دنوں رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور سینگی لگوانے کے فوائد اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ جو ہم نے بیان کیے ہیں اور ناف پر سینگی لگانا بھوک کو بڑھانے والا ہے۔

اور سر و قوم وغیرہ پر سینگی لگوانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

اور اس کے مستحب ایام کا بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (چاند کی) ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ (تاریخ) کو سینگی لگوائی وہ اس کے لیے ہر بیماری سے شفا کا ذریعہ ہوگی۔''

فصل: ......نفسیاتی چیزیں:

بدن نفسیاتی چیزوں کے بدلنے سے بدلتا ہے، اور وہ، غصہ، خوشی، غم، پریشانی اور شرمندگی ہیں۔

غصہ بدن کو گرم اور خشک کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے غصہ سے منع فرمایا ہے چنانچہ

بخاری شریف کی روایت ہے کہ: ''ایک آدمی نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔''

غصہ نہ کرنے سے مراد ہے کہ غصہ کی وجہ سے یا غصہ کے وقت کوئی کام نہ کرو اس کی دلیل دوسری حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم پہلوانی کس کو سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کی جس کو لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا:

''یہ پہلوانی نہیں ہے بلکہ پہلوانی تو دراصل یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو پالے۔''

ارشاد خاوندی ہے:

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۝﴾ (آل عمران: ١٣٤)

''(اور قابل تعریف ہیں) غصہ کو پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔''

اس آیت میں پہلے غصہ کو ثابت کیا گیا پھر اس کو پی جانے پر ان کی تعریف کی گئی اور رسول اللہ ﷺ بھی دینی معاملات میں اظہار غضب فرمایا کرتے جو آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے پہچان لیا جاتا تھا۔

نیز ارشادِ نبوی ہے۔

بے شک غصہ شیطان (کی وجہ) سے ہے اور شیطان آگ سے (پیدا کیا گیا ہے) اور بے شک آگ کو پانی کے ذریعہ بجھایا جاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی غصہ میں ہو تو اس کو چاہیے کہ وضو کر لے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''غصہ آگ کا ایک انگارہ ہے انسانی دل میں، کیا تم غصہ کرنے والے کے آنکھوں کی سرخی اور اس کے نتھنوں کا پھولنا نہیں دیکھتے ہو؟۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو غصہ کرتے دیکھا تو فرمایا: ''بے شک البتہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو اگر یہ کہہ لے تو اس کا غصہ چلا جائے (اور وہ کلمہ یہ ہے) (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) (مسلم)

اب رہی خوشی تو نفس کو تقویت و حرارت دینا اس کی شان ہے لیکن خوشی بھی تب تک قابل تعریف اور صحت کے لیے فائدہ مند ہے جب تک ایک حد کے اندر ہو اور جب یہی خوشی حد سے گزر جائے تو نقصان دہ بن جاتی ہے کتنے ہی لوگ شدت خوشی میں مارے گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بے جا خوشی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (البقرہ: ۱۹۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ (بے جا) خوشی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔''

ہاں، ایمانی خوشی قابل تعریف ہے بوجہ ارشاد خداوندی ہے کہ

﴿فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (آل عمران: ۱۷۰)

''وہ اللہ کے دیئے گئے فضل پر خوش ہیں۔''

نیز ارشاد خداوندی ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ﴾ (یونس: ۵۸)

''فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت کے سبب تم کو چاہیے کہ خوش ہو جاؤ۔''

غم اور پریشانی: یہ انسان کی روح کو کھا جانے والی اور ختم کر دینے والی چیزیں ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ ان دونوں چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ: ''جس کا غم زیادہ ہوگا اس کی بیماری زیادہ ہوگی۔'' ''ھم'' اس غم اور پریشانی کو کہتے ہیں جو متوقع ہو یا کسی چیز کے جانے پر ہو۔'' اور ''غم'' اس پریشانی کو کہتے ہیں جو کسی کام کے واقع ہونے یا چھوٹ جانے پر ہوتا ہے۔''

''حضور ﷺ ''ھم و حزن'' سے ہر نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے: ''کہ جس کے غم اور پریشانیاں بڑھ جائیں اسے چاہیے کہ وہ ''لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم'' کی کثرت کرے۔''

اور غم اور پریشانیوں سے جان چھڑوانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسرے مشاغل و مصروفیات میں لگا دیا جائے۔ چنانچہ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے کہ: ''حضور ﷺ کو جب کوئی معاملہ پریشان کرتا تو آپ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا لیتے اور فرماتے تھے۔ سبحان الله العظیم

ایک حدیث میں ہے کہ جس بندے کو کوئی غم یا پریشانی پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھ لے تو اللہ ضرور اس کی غم اور پریشانی کو ختم کر دے گا اور اس کے بدلے خوشی عطا فرمائے گا (دعا یہ ہے)

((اللهم انی عبدك و ابن عبدك و ابن امتك، ماض فی حكمك، عدل فی قضاؤك، اسالك بكل اسم هو لك سميت به نفسك، اوانزلتله فی كتابك، اوعلمته احد امن خلقك اواستاثرت به فی علم الغيب عندك ان تجعل القرآن العظيم ربيع قلبی ونوا صدری و جلاء حزنی و ذهاب همی))

شرمندگی: وہ مفل کہلاتا ہے جس سے انسان کو شرمساری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت فرمایا کرتے تھے۔

((لااله الا الله العظيم الحليم، لااله الا الله رب العرش العظيم.))

فصل...... عادت کی رعائت:

اطباء کہتے ہیں عادت طبیعت ثانیہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد چہل قدمی کیا کرتے تھے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کچھ تکلیف تھی تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: پرہیز (ہر بیماری کی) دوا ہے اور معدہ بیماری کا گھر ہے پس ہر بدن کو اس کی مناسب چیزوں کا عادی بناؤ۔''

پرہیز: کھانا چھوڑنے کا نام ہے کیونکہ بھوک سیرابی سے شفاء ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ''معدہ ہر بیماری کا گھر ہے'' غذا کی کمی اور شہوتوں کے چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے۔

اور عادت، جسے طبیعت ثانیہ بھی کہا جاتا ہے یہ انسانی بدن میں وہ عظیم قوت ہے جو صحت

کی محافظ ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر انسان کو اپنی (اچھی) عادت کے مطابق چلنے کا حکم فرمایا ہے۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ جب سردیوں میں گھر میں داخل ہوتے تو شب جمعہ کو داخل ہونا پسند فرماتے تھے اور جب گرمیوں میں داخل ہوتے تو شب جمعہ کو داخل ہونا پسند فرماتے تھے۔''

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ انسانی بدن انسان کے اخلاق کے تابع ہے لہٰذا جب بدن بھوک اور سیرابی سونے اور جاگنے کے معاملے میں ایک معمول کا پابند ہو گا تو اس سے انسان کا نفس چست رہے گا خیر اور نیکی کی طرف متوجہ رہے گا اور جب کمی یا زیادتی ہو گی تو عادت کے بدلتے رہنے سے انسانی صحت پر برے اثرات مرتب ہونگے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''میں سوتا بھی ہوں، اور جاگتا بھی ہوں اور روزہ رکھتا بھی چھوڑتا بھی ہوں۔''

عملی قوانین کا دوسرا حصہ:

بیماروں کا علاج معالجہ

علاج کرنے والے کے لیے مناسب ہے کہ وہ علاج کے دوران عمر، عادت، علاقہ، موسم اور پیشہ و کام کی رعائت کرے۔

اور مسہل دواء درج ذیل لوگوں کو نہ دے، نہ بہت بوڑھا، نہ چھوٹا بچہ، نہ تھکن والے کو، نہ بہت کمزور جسم والے کو، نہ بہت موٹے کو، اور مناسب نہیں ہے کہ پکانے والی دوا بغیر اچھی طرح پکائے استعمال کرائے، اور دواء کے فوراً بعد کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اور جب قے (الٹی) کرنے کا ڈر ہو تو اپنے دونوں جبڑے مضبوطی سے پکڑ لے اور کڑوا انار یا سیب چوس لے۔ اور دو مسہل دوائیں ایک دن استعمال نہ کرے اور جب تک ہلکی دوائی سے کام چلتا ہو تو طاقتور دوائی استعمال نہ کرے اور جب ہلکی دوائی فائدہ نہ دے تو درجہ بدرجہ طاقتور دوائی کی طرف جائے۔ اور کسی ایسی دوائی پہ اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائے جو طبیعت کو تو بھائی ہو مگر زیادہ نفع نہ دے رہی ہو۔ اور جب تک غذا سے کام چل سکتا ہے دوا استعمال نہ کی جائے۔

فصل:

بقراط نے کہا ہے کہ حکیم اور ڈاکٹر کو درج ذیل چیزوں کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے!

① اللہ کا ڈر ② اور اس کی اطاعت ③ مریض کی خیر خواہی ④ اور اس کے راز کی حفاظت ⑤ اور یہ کہ کسی کو قتل کر دینے والی دوائی نہ دے نہ اس قسم کی دوائی کی نشاندہی کرے، اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے ⑥ اور نہ کسی باندی، بچی اور بچے کی فحش چیز کی طرف بلا ضرورت نظر کرے ⑦ اور لذت دینے والی اور لہو لعب کی چیزوں میں مشغول نہ ہو ⑧ غریبوں فقیروں اور مستحق لوگوں کی امداد اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کا ہمیشہ حریص رہے۔ ⑨ زبان کا کلام نرم ہو۔

فن دوئم دو امور پر مشتمل ہے

غذاؤں اور ادویات کے احکام، اور یہ دو ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل:...... ادویہ مفردہ کے احکام میں:

امام بخاری نے اس پر ''کتاب الطب والادویۃ'' کے تحت باب باندھا ہے۔

اطباء کہتے ہیں کہ ادویات کی کیفیت عنصری کا درجہ معلوم کرنے کے لیے چند قواعد وضع کیے گئے ہیں۔ مثلاً اگر کسی دوا نے کسی بدن میں داخل ہونے کے بعد اس میں کوئی تغیر پیدا کیا، لیکن وہ کیفیت تغیر محسوس نہیں ہوتی تو وہ اس دوا کا درجہ اوّل شمار ہوگا، اور اگر اس کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، لیکن وہ محسوس کیفیت کوئی نقصان نہیں پہنچاتی تو وہ دوا درجہ دوئم میں ہوگی، اگر اس دوا نے نقصان پہنچایا، لیکن وہ نقصان شدید نہیں، یعنی ہلاکت تک نوبت نہیں پہنچتی تو وہ دوا درجہ سوئم میں شمار ہوگی، اور اگر اس دوا کی کیفیت محسوسہ نے نقصان، ہلاکت تک پہنچایا تو وہ دوا درجہ چہارم میں شمار ہوگی۔ اور ایسی دوا، دواءِ سمی کہلاتی ہے۔

ادویات کے قوئ تجربہ اور قیاس کے ذریعہ معلوم کیے جاتے ہیں۔ اور ادویہ کی ترکیب دو قسم کی ہوتی ہے۔

① مصنوعی، جیسے تریاق۔

② قدرتی، جیسے دودھ، جو کہ مائیت، جبنیت اور زبدیت سے مرکب ہے۔

جب کوئی دوا تیز خوشبودار ہو تو یہ اس دوا کی حرارت پر دال ہے اور خوشبو کا نہ ہونا اس کی برودت پر دلالت کرتا ہے اور متوسط، متوسط ہے، اسی پر باقیوں کو قیاس کر لیں۔ شیریں چیز گرم اور نمکین میں حدت ہوتی ہے اور ترش چیز سرد اور چکناہٹ والی چیز معتدل ہوتی ہے۔

باب دوئم: ادویہ اور اغذیہ کے احکام میں:

(مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اسے حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ ۢبَهِيْجٍ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۝﴾ (ق: ۷،۸)

"اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ﴾ (الدخان: ۲٦) "اور عمدہ مکانات۔" "کریم" کہتے ہیں کثیر المنافع کو اور "بہیج" کہتے ہیں خوشنما رنگ کو۔

حضرت قتادہ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "سلیمان علیہ السلام جب خانہ خدا کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو مسجد میں داخل ہوئے تو ان کے سامنے ایک سرسبز درخت آیا، جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو وہ درخت کہنے لگا، آپ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کون ہوں؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! بتاؤ، تم کون ہو؟ درخت نے کہا میں فلاں فلاں درخت ہوں اور فلاں فلاں مرض کے لیے دوا ہوں، (یہ سن کر) سلیمان علیہ السلام نے اس درخت کے کاٹ دینے کا حکم دیا، جب اگلا دن ہوا تو اس جیسا درخت دکھائی دیتا اور ہر روز مسجد میں داخل ہوتے وقت درخت نظر آتا جو ان کو اپنے بارے میں بتاتا، چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے اس موقع پر کتاب الطب لکھی اور اطباء نے ادویات لکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: "سلیمان علیہ السلام جب بھی نماز پڑھتے تو اپنے سامنے کوئی نہ کوئی درخت اگتا ہوا دیکھتے اور اس سے پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے؟ وہ اپنا نام بتاتا، پھر پوچھتے کہ تو کس چیز کے لیے ہے؟ اگر وہ شجر کاری کے لیے ہوتا تو اسے لگا دیا جاتا اور اگر کسی دوا کے لیے ہوتا تو اسے قلمبند کر لیا جاتا۔" (رواہ ابونعیم)

(حرف الالف)

اترج.... (ترنج، CITRON):

حضور نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ترنج کو دیکھنا پسند فرماتے تھے۔"

نیز حضور علیہ السلام کا فرمان ہے: ''قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی سی ہے، جس کا ذائقہ خوشگوار اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔'' (صحیح البخاری، باب فضل القرآن علی سائر الکلام۔ صحیح مسلم، باب فضیلۃ حافظ القرآن)

ترنج میں بہت سے منافع پائے جاتے ہیں، یہ چار چیزوں سے مرکب ہوتا ہے۔ ① چھلکا ② گودا ③ ترشی ④ بیج۔ ہر حصہ ایک خاص مزاج رکھتا ہے۔ چنانچہ ترنج کی ترشی کا مزاج سرد خشک ہے، اس سے ترش شربت تیار کیا جاتا ہے، گرم معدہ میں نافع ہے، قلب کے لیے مفرح اور مقوی ہے، کھانے کی اشتہاء پیدا کرتا ہے، صفراوی قے اور صفراوی اسہال کو ختم کرتا ہے، پیاس کو تسکین دیتا ہے، خفقان کے لیے نافع ہے اور غم والم کا ازالہ کرتا ہے، اس سے کپڑے پر لگا ہوا روشنائی کا داغ ختم ہو جاتا ہے، اور چہرے کی گدلاہٹ کو دور کرتا ہے۔ پٹھوں اور سینوں کے لیے مضر ہے۔

اس کا سفید گودا، سرد تر ہے، دیر ہضم ہے اور معدہ کے لیے ردی ہے اس کا کھانا مرض قولنج پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا بیج چھلکا اور پتے اور پھول مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہیں، اس کے بیج میں تریاق کی قوت ہے۔ اگر دو مثقال وزن کے برابر اسے کوٹ کر بچھو کے ڈسے ہوئے مقام پر لگا دیا جائے تو نافع ہوگا، اور اگر اسے دو مثقال وزن کے برابر پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو ہر قسم کے قاتل زہر کے لیے نافع ہوتا ہے، اور اس کا زرد چھلکا ایسا ہے کہ اس سے اطباء ترنج کا معجون تیار کرتے ہیں جو قولنج میں مفید ہے، شہوت کو زیادہ کرتا ہے اور

...اگاتا ہے اور نفخ میں محلل ہے اور اس کے پھول بہت قوی اور لطیف ہوتے ہیں، اس کی ...خراب ہوا کے لیے مصلح اور وبا کے لیے دافع ہے۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا ...میں نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک نابینا شخص موجود ہے اور اس کے لیے ترنج توڑی جا ...ہی ہیں اور اسے شہد میں ملا کر کھلائی جا رہی ہیں؟ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی وجہ ...پوچھی تو انہوں نے فرمایا: ''یہ عبداللہ بن مکتومؓ ہیں کہ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ...محبوب ﷺ کو عتاب کیا تھا۔''

اَثْلٌ.... (جھاؤ کا درخت:TAMARISK TREE):

یہ ایک بہت بڑا جھاڑ دار بے ڈھنگا درخت ہے، اس کی لکڑی، گرہ دار نہایت مضبوط ہوتی ہے، اس کے پتے، برگ سرو کے مثل ہوتے ہیں، یہ درخت فراش سے چھوٹا ہوتا ہے، یہ درخت مازو کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، اس کے پھل کو مائیں کلاں کہتے ہیں، اس پر سفید یا گلابی رنگ کے پھول لگتے ہیں، اس کی ایک اور قسم بھی ہوتی ہے جسے لال جھاؤ کہتے ہیں، کیونکہ اس پر سرخ رنگ کے پھول لگتے ہیں، اس کا مزاج سرد بدرجہ اوّل خشک بدرجہ دوم ہے، پیٹ کے لیے قابض اور خون کو بند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی ''اَثْل'' کا ذکر موجود ہے۔

اثمد:.... (اثمد سرمہ ANTIMONY):

سیاہ سرمہ کا پتھر ہوتا ہے، اس کی اعلیٰ قسم وہ ہے جو بہت جلد ریزہ ریزہ ہو جائے اور اس کے ریزوں میں چمک ہو، اس کا اندرونی حصہ چکنا اور گرد و غبار سے پاک ہو، اس کا مزاج سرد خشک ہے، آنکھ کے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے اور اس کی صحت کا محافظ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا بہترین سرمہ، اثمد ہے جو نگاہ کو تیز کرتا ہے اور (پلکوں کے) بالوں کو اگاتا ہے۔'' (سنن ابی داؤد)

امام ترمذی نقل کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، جس سے ہر رات تین تین بار ہر آنکھ میں سرمہ لگاتے تھے۔''

حکیم عبداللطیف کا قول ہے کہ ''اثمد'' پلکوں کے بال اگاتا ہے، آنکھوں کو خوبصورت بناتا ہے اور دلوں کو محبوب ہے۔''

اجاص:.... (آڑو،PEACH):

یہ ایک خوردنی پھل ہے، دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) چکیا (۲) لمبا گول مخروطی، آڑو کا مزاج سرد تر ہے، یہ مقوی معدہ و جگر اور پیٹ کے لیے ملین ہوتا ہے، کھانے سے پہلے کھانا زیادہ نافع ہے بہ نسبت کھانے کے بعد استعمال کرنے سے، اس کا شربت بھی تیار کیا جاتا ہے، صفراوی بخار میں نافع ہے اور طبیعت کو نرم کرتا ہے اور پیاس کو ختم کرتا ہے، اسے ادویہ مسہلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

اذخر.... (اذخر گھاس، جرانکس،LEMONGRASS):

سپر کنڈے کے مشابہ ایک پودا ہے، اس کے پتوں کو ہاتھ میں ملنے سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے، اس کا شگوفہ اور جڑ، دوا کے طور پر مستعمل ہیں۔ ہندوستان میں جو اذخر ہوتا ہے اس کو گندہیل کہتے ہیں، حجازی اذخر زیادہ اچھا ہوتا ہے، اس کو اذخر مکی کہتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم خشک بدرجہ دوم اذخر، منقح اخلاطِ غلیظہ، مفتح سدد، محلل اورام، کاسر ریاح، دافع تشنج، مدر بول و حیض اور مقوی معدہ و قابض ہے، حضور اکرم ﷺ نے بھی احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ارُزّ.... (چاول،RICE):

گندم کے بعد اناج میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی غذا ہے اور باعتبار خلط کے سب سے عمدہ ہے۔ بعض اطباء کے نزدیک اس کا مزاج گرم خشک اور بعض کے نزدیک سرد خشک بدرجہ اول ہے۔ پیٹ میں ثقل پیدا کرتا ہے، اگر دودھ میں پکا لیے جائیں تو اس کی گرانی کم ہو جاتی ہے اور شکر کے ساتھ استعمال کرنے سے اس کا ہضم ہونا سہل ہو جاتا ہے۔ بدن کو شاداب بناتا ہے، منی میں اضافہ کرتا ہے اور چاول کا کھانے والا حسین خواب دیکھتا ہے، اور اس کا آٹا، بکری کے گردوں کی چربی کے ساتھ استعمال کرنا دواء مسہل کے افراط میں نافع ہے۔ اور یہ فن طب کے اسرار میں سے ایک ہے۔

مروی ہے کہ ''تمہارے کھانے کا سردار گوشت ہے، پھر چاول کا درجہ ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ''چاول میں شفاء ہے اس میں کوئی بیماری نہیں۔'' [1]

اراك.... (پیلو کا درخت، TOOTH BRUSH TREE):

مشہور عام درخت ہے، جس کا پھل چھوٹے چھوٹے بیروں کی مانند ہوتا ہے، اس کا مزاج گرم خشک بدرجہ دوم ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ ان چیزوں میں سب سے افضل ہے جن سے مسواک کی جاتی ہے، کیونکہ یہ گفتگو کو فصیح کرتی ہے زبان کو صاف کرتی ہے، ذہن کو خوشگوار کرتی ہے، کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے، دماغ کو صاف کرتی ہے اور سب سے عمدہ وہ ہوتی ہے جسے عرق گلاب میں بھگو کر استعمال کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''مسواک میں دس چیزیں ہیں منہ کو پاک کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے اور دانتوں کی زردی کو دور کرتی ہے، معدہ کو کھولتی ہے، سنت کی موافقت پیدا کرتی ہے اور پروردگار عالم کی خوشنودی کا باعث ہے، نیکیوں میں اضافہ کا باعث ہے اور فرشتوں کی خوشی کا سبب ہے۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک سے صاف کرتے۔'' (بخاری)

نیز مروی ہے کہ:

''مسواک کا استعمال آدمی کی فصاحت میں اضافہ کرتا ہے۔'' ابونعیم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اور اس بارہ میں احادیث کثیر اور مشہور ہیں۔''

''نیز رسول اللہ ﷺ نے انار اور ریحان (خوشبودار پودا) کی لکڑی سے خلال کرنے سے منع کیا۔''

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بانس کی لکڑی سے خلال کرنے سے منع کیا۔''

---

[1] یہ موضوع حدیث ہے۔ از مترجم۔

ارنب.... (خرگوش، RABBIT):

اس کا مزاج گرم خشک بدرجہ دوم ہے۔ اس کا گوشت سودا کو پیدا کرتا ہے، اور اس کا سب سے عمدہ حصہ اس کی پشت اور کولہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا کھانا پسند نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک خرگوش کا ہم نے شکار کیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کولہے اور ران کا گوشت حضور علیہ السلام کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔'' (متفق علیہ)

اسفاناخ.... (پالک SPINACH):

مشہور سبزی ترکاری ہے، اس کا مزاج سرد درجہ دوم تر درجہ اوّل ہے۔ حلق اور سینہ کی خشونت کے لیے عمدہ ہے اور طبیعت اور پیٹ کے لیے ملین ہے۔

آس.... (آس درخت، MYRTLE):

یہ ایک خوشبو دار پھل دار پودا ہے اس کا مزاج سرد خشک بدرجہ دوم ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے، اس کو سونگھنا تیز درد صداع کو تسکین دیتا ہے اور اس کا مسالہ پھوڑے پھنسیوں پر لیپ کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا شمار اعضاء کے لیے مقوی ہے، اس کا استعمال، خروج مقعد و رحم میں نافع ہے، اور اس کا روغن بالوں کو سیاہ کرتا ہے، اہل عرب اسے ''ریحان'' کہتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ریحان (خوشبو دار پودا) دیا جائے تو اسے رد نہ کرے، کیونکہ وہ جنت میں سے ہے۔''

البتہ اس کا خلال نہ کرے، اس کا عرق، آتشزدگی میں نافع ہے، اس کا شربت بھی تیار کیا جاتا ہے، بہی کے شربت اور اس کے شربت کے علاوہ کوئی شربت بھی سعال میں نافع نہیں اور نہ اسہال کو قاطع ہے۔ درخت آس کے تخم سے معجون تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ''حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے اترنے کے بعد سب سے پہلے آس کا پودا ہی لگایا تھا۔''

نیز ان سے مروی ہے کہ: ''آدم علیہ السلام جنت سے تین چیزیں لے کر اترے، آس، جو دنیا کے خوشبودار پودوں کا سردار ہے اور سنبلہ (خوشبودار پودا) جو دنیا کے اناجوں کا سردار ہے اور عجوہ، جو دنیا کے پھلوں کا سردار ہے۔'' (روہما ابونعیم)

اطریة:.... (سوّیاں VERMKELLIPREPARED FOR PASTRY SHREDDED BISCUIT):

گرم ہیں اس کی رطوبت مفرط ہوتی ہے، سعال اور حلق کی خشونت میں نافع ہے اور دیر ہضم ہے، لیکن ہضم ہونے کے بعد کثیر غذائیت پیدا کرتی ہے۔

الیة.... (سرین، RUMP):

مزاج گرم تر، معدہ کے لیے مضر ہے اور پٹھوں کو نرم کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ عرق النساء (کے مرض) میں صحرائی بکری کی سرین کا ذکر کرتے تھے، جسے پکھلایا جائے اور اس کے تین حصے کیے جائیں اور ہر روز ایک حصہ نہار منہ پلایا جائے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم ﷺ نے تین سو سے زیادہ لوگوں کو اس (نسخہ) کا ذکر کیا وہ سب کے سب ٹھیک ہو گئے۔''

میں (مصنف کتاب) کہتا ہوں کہ یہ استعمال اس صورت میں ہے جب اس کا درد یبوست کے سبب ہو تو سرین کا گوشت اسے نرم بھی کرے گا۔ اور منضج بھی۔ اور صحرائی بکری شیح اور قیصوم (جنگلی بوٹیاں) کے چرنے کی وجہ سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔

کیونکہ شیح اور قیصوم (بوٹیاں) عرق النساء کے مرض میں نافع ہوتی ہیں۔

امیر باریس (ایک بوٹی):

اس کا مزاج سرد خشک ہے، صفراء کو ختم کرتا ہے، پیاس بجھاتا ہے، جگر کے لیے مقوی ہے، اس کا عصارہ (رس، نچوڑ) رنگ کو نکھارتا ہے، اسے نقوعات اقراص اور شربت دینار میں ڈالا جاتا ہے۔

انجبار.... (انکبار POLY GONUM BISLORIS):

ملک شام میں ایک درخت ہے قد آدم کے برابر، اس کی جڑ مستعمل ہے، اس کا مزاج سرد خشک بدرجہ دوم ہے۔ اس کا شربت خون کو بند کرتا ہے، مقوی معدہ و امعاء ہے، بالخصوص سینہ اور پھیپھڑوں کے لیے مفید ہے۔

انیسون.... (انیسوں، ANISI):

مزاج گرم درجہ دوم خشک درجہ سوم، انیسوں، مسکن وجع جوف، محلل ریاح، مدر بول و حیض و شیر ہے زہر کے ضرر کو دور کرتا ہے۔ اس کے عرق کا سرمہ لگانا نگاہوں کو تیز کرتا ہے، اس لیے موسم ربیع کے اوائل میں سانپ اس کے اگنے کا قصد کرتے ہیں اور اس کا سرمہ لگاتے ہیں، کیونکہ موسم سرما میں ان کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔ انیسوں، مغالی اور مطابخ میں ڈالا جاتا ہے۔ اس کی حرارت کا اوّل حصہ قوی ہوتا ہے اور اس میں رطوبت ہوتی ہے اور اس کی غذا متوسط ہے نہ محمود اور نہ مذموم۔

حرف الباء

بابونج.... (بابونہ، CHAMOMILE):

یہ ایک شاخوں والی بوٹی ہے، باریک لمبے روئیں دار، پھول سفید مگر درمیان سے چشم گاؤ کے مثل، اس مناسب سے اسے بابونہ گاؤ چشم بھی کہتے ہیں، ایک فٹ بلند ہوتی ہے، اس کا تنا سیدھا اور اونچا ہوتا ہے، اس کی جڑ اور پھول دار شاخیں بطور دوا مستعمل ہیں۔

مزاج گرم بدرجہ دوم خشک درجہ اول، بابونہ، ملطّف، منفخ، اور ملین ہے، بلا حذب محلل ہے، یہ اس کے خواص ہیں، نیز مدر بول و حیض ہے۔

بابونہ کو زیادہ تر صلابتوں کو تحلیل کرنے کے لیے بیرونی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نیز ادرار حیض اور اخراج مشیمہ و جنین کے لیے اس کے جوشاندہ سے آب زِن کرایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال ضمادات اور گرم حقنوں میں ہوتا ہے۔

باقلا.... (باکلہ، لوبیاPNYSATIG MATUSSEMINA):

مشہور عام چیز ہے، اس کی پھلی کے اندر سے چار پانچ دانے نکلتے ہیں۔مزاج سرد خشک ہے، منفث بلغم، محلل اورام اور جالی ہے، اسے پکا کر بطور غذا بہ کثرت استعمال کیا جاتا ہے لیکن نفخ پیدا کرتا ہے، سخت غذا ہے، کھانسی کو تسکین دیتا ہے، مقوی باہ ہے، مرغی اسے کھا کر اپنے انڈے توڑ دیتی ہے۔ اگر کسی بچہ کے عانہ کو اس کا ضماد کیا جائے تو بالوں کے اگنے سے مانع ہو جاتا ہے۔ اس کا مصلوق کھانسی میں نافع ہے، اس کا کھانا تشویش ناک خوابوں کا باعث ہے۔لوبیا، فکر وغم کا ازالہ کرتا ہے اور نسیان پیدا کرتا ہے۔

بقراط نے اس کی غذا کی عمدگی کا فیصلہ کیا ہے اور اسے حفظان صحت کے ذریعہ قرار دیا ہے، اس کی اصلاح صعتر (پہاڑی پودینہ)، روغن اور نمک کے ہمراہ اس کا کھانا ہے۔

باذنجان.... (بینگن، BRINJALS):

مشہور عالم سبزی ترکاری ہے مزاج گرم خشک بدرجہ دوم، امراض جگر میں نافع ہے۔ سیاہ بینگن سوداء پیدا کرتا ہے اور اس کی پینڈی کا مسحوق (پاؤڈر) بواسیر کے لیے نافع ہے۔ اس کی اصلاح تیل میں اس کو فرائی کرنا ہے۔البتہ سفید بینگن ان مضرتوں سے پاک ہے اور قابل غذا ہے۔

بردی.... (پیپرس، نرسل PAPYRUS):

مزاج سرد خشک، زخم سے بہتا خون بند کرتا ہے، اس کا چبانا، پیاز ولہسن کی بدبو کو دور کرتا ہے نکسیر والے کی ناک میں اس کا رماد خون کو بند کر دیتا ہے۔

ابن سینا کا قول ہے کہ، یہ زخم کو مندمل کرتا ہے اور خروج دم کو بند کرتا ہے۔امام بخاری اور امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ ''جب نبی کریم ﷺ کے سامنے والے دانت شہید ہوئے تو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک چٹائی کو لے کر جلایا، جب وہ رماد (راکھ) بن گئی تو آپ ﷺ کے زخم پر لگا دیا تو خون بہنا بند ہو گیا۔''

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث میں موجود لفظ ''صحیحہ'' سے مراد یہی بردی

(پیپرس، زسل) ہے، اس لیے کہ اس کا رماد تجفیف کا کام دیتا ہے، اسی وجہ سے خون بند ہوتا ہے۔ (بلکہ) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب باندھا ہے، باب دواء الجرح باحراق الصحیحہ۔"

برقوق.... (آلوچہ، PLUM):

اس کے افعال آڑو کے افعال کے قریب قریب ہیں اس پر بحث پہلے گزر چکی ہے۔

بزر قطوناً.... (اسبغول، SPOGUL SEEDS):

ایک بیج ہے جس کا پودا ایک گز کے قریب بلند ہوتا ہے، اس کے پتے، گھوڑے کے کان کی مانند اور ٹہنیاں باریک ہوتی ہیں۔ مزاج سرد ۲ وتر ۲، محلل و مسکن اورام حارہ، مسکن عطش، ملین و مغری ہے، سوزش معدہ اور پیچش وغیرہ میں استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔ طبیعت کو نرم کرتا ہے اور تلا ہوا اسبغول شکم میں گرانی پیدا کرتا ہے۔ اسے تندرستی کی حالت میں ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اسبغول کو بطور فتیلہ، حقنہ اور طباخت کے استعمال کیا جاتا ہے۔

بسفایج.... (بسفائج، POLYPODIUM):

یہ ایک قسم کی گرہ دار جڑ ہے جو چھپکلی کی مانند ہوتی ہے، اندر سے سبز اور سیاہ، جس کا رنگ اندر سے سبز نکلے وہ بہترین قسم ہے، اس کو بسفائج فستقی کہتے ہیں۔ مزاج گرم خشک بدرجہ دوم۔ مسہل سودا و بلغم اور کاسر ریاح ہے۔ امراض سوداوی و بلغمی کو دفع کرتی ہے۔

بُسْرٌو بَلَحٌ.... (کچی کھجور، UNRIPE DATES):

بسر (نیم پختہ کھجور) گرم اور بلح (کچی کھجور) سرد ہے لیکن دونوں معدہ کے امراض میں نافع ہیں۔ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کچی کھجور کو چھوہارے کے ساتھ کھاؤ، اس لیے کہ شیطان جب ابن آدم کو کچی کھجور چھوہارے کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ابن آدم زندہ رہا حتیٰ کہ وہ نئی چیز کو پرانی چیز کے ساتھ ملا کر کھا رہا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، "شیطان اس پر غمزدہ ہوتا ہے۔"

امام نسائی نے بھی اسے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔

بَصَلٌ.... (پیاز ONION):

مزاج گرم بدرجہ سوم خشک درجہ اوّل مع رطوبت فضیلہ کے۔ پیاز کا کھانا، پانی کی مختلف قسموں کے ضرر سے بچاتا ہے۔ کھانے کی اشتہاء پیدا کرتا ہے، مقوی باہ ہے، قاطع بلغم ہے، دوا نوش کرنے والا اس کو سونگھے تو قے کو روکتا ہے اور گوشت کے ہمراہ استعمال کرنا اس کی بدبو کو دور کرتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ وفد کے سامنے پیاز میں پکا ہوا کھانا پیش کیا اور کہا کہ اس سانڈ میں سے تناول کرو کہ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی قوم نے اسے استعمال کیا ہو اور اسے اس کے پانی نے ضرر نہ پہنچایا ہو۔" لیکن اس میں نقصان بھی ہے کہ اس کے استعمال سے آدھے سر کا درد ہوتا ہے اور آنکھوں میں دھندلا پن پیدا کرتا ہے اور اس کا زیادہ استعمال مفسد عقل ہے۔ اور یہ نقصانات کچی پیاز میں ہیں، اگر پکا کر اس کا استعمال کریں تو یہ ساری مضرتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص یہ سبزی کھائے" اور ایک روایت میں ہے۔ "پیاز اور لہسن میں سے، تو وہ ہماری مسجد میں ہمارے قریب ہرگز نہ آئے کہ فرشتوں کو بھی ان ہی چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جن سے اولادِ آدم کو پہنچتی ہے۔ (رواہ البخاری)

حدیث مذکور میں نہی (ممانعت) نہی تنزیہی ہے۔

بُصَاقٌ.... (تھوک، SPIT)

بعض کہتے ہیں کہ اگر بچھو پر تھوک دیا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔

بِطِّيْخٌ.... (تربوز، خربوزہ، WATERMELON MUSKMELON)

سبز رنگ کا سرد تر بدرجہ سوم اور زرد رنگ کا (خربوزہ) حرارت کی طرف مائل ہے۔ اور عبدلی (Qsamg melom ehate og Egyst) عبداللہ کی طرف منسوب ہے۔

حلاوت کی زیادتی سے اس کی حرارت زیادہ ہوتی ہے، مبرد، مسکن پیاس وصفراء، مدر بول اور ملین طبع و سریع الہضم ہے۔ زرد رنگ والے (خربوزہ) کا دلوک (ملنا) چہرے کی

نشانات اور داغوں کو دور کرتا ہے، بالخصوص اس کے بیج میں یہ تاثیر ہے۔ گردے اور مثانہ کی پتھریاں توڑ دیتا ہے، معدہ میں سرعت سے اتر کر نیچے چلا جاتا ہے اور معدہ کے لیے خلط تیار نہ ہونے کی صورت میں اسی کی جانب تیزی سے مستحیل ہو جاتا ہے۔ اور زرد رنگ والے (خربوز) پھل کا چھلکا جب غلیظ گوشت کے ساتھ پکایا جائے تو اس کو منضج کر دیتا ہے۔

تربوز کھانے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بعد کھانا کھائے، اگر ایسا نہ کرے گا تو نظر کمزور ہو گی، اور کبھی قے بھی آجاتی ہے، اور خراب ہونے کے وقت اسے بدن سے خارج کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ردی اور سمی کیفیت میں بدل جاتا ہے۔ گرم مزاج کو اس کے بعد شکنجبین اور سرد مزاج کو ادرک کا استعمال کرنا چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ: ''آپ ﷺ تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے، اس کی حرارت اس کی برودت کو اور اس کی برودت اس کی حرارت کو دور کرتی ہے۔'' (رواہ الترمذی وابوداؤد) [1]

آنحضرت ﷺ پھلوں میں انگور اور تربوز پسند فرماتے تھے۔'' ابومسہر الغسانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''میرے والد جب تربوز خریدتے تو کہتے کہ بیٹا! اس میں موجود لائنیں شمار کر لیا کرو، اگر تو طاق ہوں تو وہ شریں ہوگا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''تربوز طعام بھی ہے اور پانی بھی اور خوشبو بھی، مثانہ کو دھو ڈالتا ہے، پیٹ کو صاف کرتا ہے، پشت کے پانی کو زیادہ کرتا ہے، مقوی جماع ہے، جلا کو نکھارتا ہے اور بدہضمی کو دور کرتا ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں کہ بلاشبہ مذکورہ صفات و افعال زرد تربوز (خربوزہ) میں پائے جاتے ہیں اور اسے زیادہ بھوک کی حالت میں کھانا مناسب ہوتا ہے۔

بَطٌّ .... (بطخ، GOOSE DUCK):

مشہور پرندہ ہے، مرغابی کی قسم ہے، جس کو گھروں میں پالتے ہیں، یہ پانی پر بھی تیرتی

[1] اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث صحیح درجہ کی نہیں ہے۔ (از مترجم)

ہے، بڑی بطخ یعنی ہنس کھ کو عربی میں اوز اور فارسی میں قاز اور انگریزی میں گوز (GOOSE) کہتے ہیں، یہ مرغی کے گوشت سے زیادہ گرم ہوتی ہے، یعنی گرم و تر بدرجہ اوّل کثیر الغذاء اور دافع ریاح ہے، زود ہضم نہیں، گردوں اور باہ کو تقویت دیتا ہے۔ اس کی چربی ملطف، ملین اور محلل اورام ہے۔

بَقْلَۃٌ حَمْقَاءُ.... (قلفہ، PURSLANE):

مشہور ساگ ہے، اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں، اس کے زرد رنگ کے پھول پتوں ہی میں چھپے رہتے ہیں، اور صرف صبح کے وقت کھلتے ہیں، اسے عربی میں رِجْلَۃٌ، فَرْفَجْ اور فَوْ لِیْبنٌ بھی کہتے ہیں۔ مزاج سرد تر بدرجہ دوم۔ صفراوی مواد میں نافع ہے، اس کی خاصیت یہ ہے کہ اسے سرکہ میں پکا کر کھایا اور ضماد کیا جاتا ہے، ڈاڑھ درد میں بھی مفید ہے، قوت باہ کو کم کرتا ہے، اس کے بیج مقوی قلب ہیں کھانے کی اشتہاء کو کم کرتا ہے اور جو شخص اسے اپنے سرہانے رکھ کر سو جائے اسے کوئی خواب نظر آئے گا۔

مروی ہے کہ: ”آنحضرت ﷺ کے پاؤں مبارک میں کوئی پھوڑا تھا تو آپؐ نے اسے بھگو کر اس پر نچوڑا تو آپؐ ٹھیک ہو گئے، (اس پر) آپؐ نے دعا دی کہ اللہ تجھے برکت دے! خدا کرے تو جہاں چاہے اگے۔“

بَلُّوْطٌ....(بلوط، OAK TREE):

مشہور عام پہاڑی درخت کا پھل ہے، دو قسم کا ہوتا ہے۔ پھل گول جس کو شاہ بلوط کہتے ہیں، اس کے مغز سے متصل ایک نازک پوست ہوتا ہے جس کو جفت بلوط کہتے ہیں اور دوسرے کا لمبا، مزاج سرد خشک بدرجہ دوم بستر پر پیشاب کرنے والے کے لیے اس کا کھانا مفید ہے۔

بُنْدُقٌ.... (فندق، FRUITFILBERT):

ایک بڑے پہاڑی درخت کا سر گوشہ پھل ہے، اس کو توڑنے سے مغز بادام کی مانند مغز حاصل ہوتا ہے، بادام کی گری کی طرح دو پارہ ہو جاتا ہے، تازہ پھل کا مغز سفید اور پرانے کا زردی مائل ہو جاتا ہے۔

مزاج گرم خشک بذرجہ اوّل، دیر ہضم ہے، صفراء پیدا کرتا ہے اور قے اور صداع (درد سر) کو بھڑکاتا ہے، دماغ میں زیادتی اور زہروں میں نافع ہے۔

بَنَفۡسَجُ.... (بنفشہ، WILD VIOLET):

ایک قسم کی پہاڑی گھاس ہے جو گرمی کے موسم میں سایہ دار مقامات پر پیدا ہوتی ہے، اس کے پتے انار کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ مزاج سرد درجہ اول تر درجہ اول بعض کہتے ہیں کہ اس میں حرارت (گرمی) ہے خونی صداع میں مسکن ہے اسے سونگھ کر اور بطور ضماد اور آب زن کر کے ہر طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ اور شربت بھی تیار کیا جاتا ہے۔ بخاروں، نزلہ وزکام، ذات الجنب، ذات الریہ اور کھانسی وغیرہ میں بطور خیساندہ یا جوشاندہ پلایا جاتا ہے۔ اندرونی دردوں میں مسکن ہے۔ بنفشہ کو بطور حقنہ، نقوع، طباخت اقراص، فتیلہ اور ضماد کے استعمال کیا جاتا ہے۔

بورق (سہاگہ، BORAX):

مشہور چیز ہے، یہ معدنی اور مصنوعی دو قسم کا ہوتا ہے، مزاج گرم خشک بدرجہ سوم، طبیعت کو نرم کرتا ہے، حقنہ کی انواع اور معجونِ کمون میں استعمال کیا جاتا ہے۔

بَیۡضٌ.... (انڈہ، EGG):

مشہور چیز ہے، اس کی زردی کے جوہر کو لیسی تھین کہتے ہیں، مزاج کے اعتبار سے زردی، مرکب القویٰ مائل بہ گرمی اور سفیدی سرد تر بدرجہ دوم، چھلکا سرد بدرجہ دوم خشک بدرجہ دوم مرغی کا انڈہ، دیگر تمام پرندوں کے انڈوں سے افضل و معتدل ہے اور نیم برشت، سخت سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور اس کا چہرہ پر طلاء سورج کی گرمی سے بچاتا ہے، آتش زدہ جلد پر اس کا ضماد نافع ہے، پیٹ کے مروڑوں کو روکتا ہے، آنکھ کی تکالیف کے لیے مسکن ہے، نیم برشت انڈہ، کھانسی سینہ کی خشونت، نفث دم اور آواز کے بھاری پن میں نافع ہے۔

نیز انڈہ، صالح الکیموس، کثیر الغذاء اور قلیل الفضول ہے۔ اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام نے

اللہ تعالیٰ سے اپنی کمزوری کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں انڈہ کھانے کا حکم دیا۔“

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حرف التاء

تُرَابٌ.... (مٹی، DUST):

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر کیا ہے۔

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (آل عمران: ۵۹)

”تحقیق عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی مانند ہے، پیدا کیا اس کو مٹی سے۔“

مٹی کا مزاج سرد خشک ہے اور یہ رطوبات کے لیے مجفف ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کی آنکھوں کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔“

تُرْمُسٌ (باقلائے مصری، LUPINE):

اس کے باقلاء جیسے تخم ہوتے ہیں، مزاج گرم خشک بدرجہ دوم، اس کا شہد کے ہمراہ استعمال کرنا پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے، ناف پر اس کا ضماد کرنا بھی اس مقصد کے لیے مفید ہے۔ اس کا آٹا (سفوف) چہرے کے داغ دھبوں کو دور کرتا ہے اور اس کا عرق پسو کھٹمل کو مارتا ہے۔

نیز محلل اورام، جالی، قاتل کرم شکم اور مدرِ بول وحیض ہے اور اس کے پانی سے غسل کرنا نافع خارش ہے۔

تُرُنْجبِيْنَ.... (ترنجبین، من، MANNA):

مزاج معتدل مائل بہ حرارت، بچوں اور نازک مزاج مریضوں کے لیے بہترین ملین دوا ہے، دواء الترنجبین اس کا مشہور مرکب ہے جو ضعف باہ اور لاغری دور کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

تُربُدٌ.... (نسوت، تروی TURPETH):

ایک نبات کی جڑ ہے جس کی شکل بل دار رسی کی طرح ہوتی ہے، اس کے اندر ایک سخت لکڑی ہوتی ہے جس کو نکال کر پھینک دینا چاہیے، سفید اور سیاہ اس کی دو قسمیں ہیں، یعنی سفید جڑ والی اور کالی جڑ والی، لیکن صرف سفید قسم بطور دوا مستعمل ہے۔ مزاج گرم بدرجہ دوم خشک بدرجہ دوم۔ بلغم اور رقیق رطوبت کو دست کے ہمراہ لاتی ہے، جب اس کے ساتھ زنجبیل ملا دی جاتی ہے تو زنجبیل کی حدت سے اس کی قوت اسہال تیز ہو جاتی ہے۔ اسے بطور طباحت وحقنہ اور حبوب میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تُفّاحٌ.... (سیب، APPLE):

مشہور پھل ہے۔ مزاج گرم بدرجہ اوّل تر بدرجہ اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے اور ترش سیب زیادہ سرد ہوتا ہے اور فتحی نام کا سیب مقوی قلب ہے۔

نیز مرفوعاً مروی ہے کہ سیب، مقوی قلب ہوتا ہے، اور اس کا شربت تیار کیا جاتا ہے جو دل کو تقویت بخشتا ہے خفقان اور وساوس میں نافع ہے۔

توت شہتوت، MULBERR):

توت سیاہ سرد قابض ہے اور ناپختہ شہتوت، اپنے افعال میں سماق (ایک پہاڑی درخت کا ترش پھل) کے مشابہ ہوتا ہے، اس سے رُب تیار کیا جاتا ہے جو حلق کی تکلیفوں میں نافع ہوتا ہے اور توت سفید قلیل الغذاء اور ردی المعدہ ہے اور اپنے کھانے سے قبل کھانا بہتر ہوتا ہے اور اس پر ٹھنڈا پانی پی لیا جائے۔

تَمرٌ.... (کھجور چھوارہ، KATE):

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ برنی کھجور سب سے اچھی ہے۔''

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر برنی کھجور ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے۔'' نیز روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ: ''برنی کھجور ایسی دوا ہے کہ اس میں کوئی مرض نہیں۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو کھجوریں کھلایا کرو کہ جس کا طعام کھجور ہوگا اس کا بچہ بردبار پیدا ہوگا۔'' اور رطب (تازہ کھجور) مریم علیہا السلام کا طعام تھا، اگر اللہ کے علم میں اس سے بہتر کوئی طعام ہوتا تو وہی اس کو کھلایا جاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ هُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا﴾ (مریم: ۲۵)

''اور کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلاؤ وہ تجھ پر تروتازہ کھجوریں گرائے گا۔''

''ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے لیے نقوع تیار کیا جاتا ہے، جسے آپ ﷺ اگلے دن اور اس سے اگلے دن نوش جاں کرتے تھے، پھر اسے پلانے یا گرا دینے کا حکم دیتے تھے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''کھجور کا کھانا مرض قولنج سے حفاظت کا باعث ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''رسول کریم ﷺ کو کھجوروں میں عجوہ (کھجور) سب سے زیادہ پسند تھی۔''

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عجوہ میں کافی فاضل غذائیت ہوتی ہے۔ اور گھی کے اضافہ سے اس کی کفایت مکمل ہو جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''عجوہ، جنت کا پھل ہے۔''

ابونعیم نے یہ احادیث اپنی کتاب الطب میں ذکر کی ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ: ''جو شخص صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اسے نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا اور نہ سحر و جادو۔'' (رواہ البخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''جو شخص صبح کے وقت اس کے سات دانے کھالے گا اس کو اس دن شام ہونے تک زہر اور سحر نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

مؤلف فرماتے ہیں کہ ''عجوہ'' مدینہ منورہ کی کھجوروں میں ایک قسم ہے جو صیحانی سے بڑی

ہوتی ہے اور مائل بہ سیاہی ہوتی ہے، آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے لگایا ہوا پودا ہے، یہ تمام تر منافع محض آنحضور ﷺ کے ٹکانے کی برکت سے وابستہ ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے آنحضور ﷺ کا ان دو اشخاص کی قبروں پر ٹہنیاں رکھنے کا واقعہ ہے جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور آپ ﷺ کے ٹہنیاں لگانے کی برکت سے ان کے عذاب میں اس وقت تک تخفیف رہی جب تک وہ خشک نہ ہو گئیں۔

نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث رسول ﷺ نقل کی ہے کہ: ''عجوہ، جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عوالی مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے۔'' (اخرجہ مسلم)

نیز روزے دار کے لیے مسنون ہے کہ وہ عجوہ یا کوئی اور کھجور کھا کر روزہ افطار کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جسے کھجوریں میسر ہوں وہ اس پر افطار کرے اور جسے میسر نہ ہوں اسے پانی پر افطار کرنا چاہیے، کیونکہ پانی پاک ہے۔'' (رواہ)

جاننا چاہیے کہ کھجور یا کشمش یا اس طرح کی شیریں اشیاء سے روزہ افطار کرنا روزے دار کے قوی میں قوت پیدا کرتا ہے اور اس کے روزے کے لیے معین ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم وہ کشمش پر افطار کرتے تھے۔''

نیز حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جس گھر میں کھجور نہیں اس کے رہنے والے بھوکے ہیں۔''

کھجور (چھوارہ) گرم خشک ہے، مقوی باہ ہے، بالخصوص، مغز صتوبر کے ہمراہ استعمال باہ میں اضافہ کرتا ہے، لیکن اس میں آشوب زدہ شخص کے لیے ضرر اور تصدیع ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں کھجوریں کھانے سے منع کیا تھا۔ (جیسا کہ عنقریب اس کا ذکر آئے گا)

نیز نبی کریم ﷺ نے کشمش کے ہمراہ اس کو بھگونے سے منع فرمایا ہے۔'' اس طرح

تازہ کھجوروں کو انگوروں کے ساتھ بھگونے سے (نقوع کرنے سے) منع فرمایا ہے۔'' البتہ اس کا ضرر مغز بادام وخشخاش سے دور ہو جاتا ہے۔

تَمْرٌ هِنْدِيٌّ.... (املی TAMARIND):

ایک سدا بہار درخت کی پھلی ہے جو تقریباً نصف بالشت لمبی ہوتی ہے، پھلی پر پتلا سا چھلکا ہوتا ہے اور اس کے چھلے کے نیچے گودا ہوتا ہے جس میں پتلی پتلی نسیں ہوتی ہیں۔ ایک پھلی میں چار سے بارہ تک چپٹے بیج نکلتے ہیں، اس کے بیجوں سے بیس فیصد تیل نکلتا ہے جو بازار میں بکتا ہے۔ مزاج سرد درجہ اوّل خشک درجہ دوم، مفرح، مسکن حرارت، ملین اور قاطع صفرا و قے ہے اور سینہ کو ضرر دیتی ہے، نقوعات، مطابخ اور سکنجبین میں استعمال ہوتی ہے، شربت ثمر ہندی اور جوارش ثمر ہندی اس کے مشہور مرکبات ہیں اور پیاس کو ختم کرتی ہے۔

تین (انجیر، FIG):

ایک مشہور پھل ہے، گولر کے پھل کے مشابہ ہوتا ہے، مزاج گرم درجہ اوّل تر درجہ دوم، عمدہ قسم کی انجیر، پختہ سفید چھلکے دار ہوتی ہے، تازہ انجیر خشک سے عمدہ ہوتی ہے اور انجیر کثیر الغذاء اور جلد منحدر ہو جاتی ہے، تمام پھلوں سے زیادہ غذائیت والی چیز ہے۔ یہ طبیعت کے لیے ملین اور بلغم سے پیدا ہونے والی پیاس میں باعث تسکین ہے اور پرانی کھانسی میں مفید ہے، مدرّ بول ہے اور سدوں کو کھولتی ہے۔ نہار منہ اس کے استعمال کرنے سے مجاری غذا کھل جاتے ہیں، بالخصوص جبکہ اس کا استعمال مغز بادام واخروٹ کے ساتھ کیا جائے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں یہ کہوں کہ جنت سے کوئی پھل اترا ہے تو وہ پھل یہ انجیر ہو سکتا ہے، کیونکہ جنت کے پھلوں میں گٹھلی نہ ہوگی، اسے کھاؤ، کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے اور نقرس [1] کے لیے نافع ہے۔''

اطباء کہتے ہیں کہ انجیر کا کثرت استعمال بدن میں جوؤں کو پیدا کرتا ہے اور گولر (پھل) معدہ کو خراب کرتا ہے اور قلیل الغذاء ہے۔

---

[1] نقرس: پیروں کے جوڑوں کی ایک بیماری جو اکثر و بیشتر انگوٹھے میں ہوتی ہے، اسے داء الملوک بھی کہتے ہیں۔ (المعجم الوسیط)

حرف الثاء

ثُوْمٌ.... (لہسن، CARLIC):

پیاز کے مثل ایک قسم کی گول جڑ ہے، اس کی دو قسمیں ہیں ① کئی تریوں والا ② صرف ایک تری والا۔ جسے ایک نلیا بھی کہتے ہیں، یہ بہت کامیاب اور گراں ہے۔ مزاج گرم ۳ خشک ۳۔ لہسن، نفخ کے لیے محلل ہے، جالی اور محلل ہونے کی وجہ سے اس کو باریک پیس کر پھوڑے پھنسیوں پر ضماد کرتے ہیں، اس کا استعمال پانی کے تغیر کے اثرات کو ختم کرتا ہے، حیض جاری کرتا ہے، پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے اور صداع (دردسر) پیدا کرتا ہے اور نگاہ کو مضر ہے۔

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی رضی اللہ عنہ! لہسن کھاؤ، اگر فرشتہ میرے پاس نہ آیا کرتا تو میں اسے ضرور تناول کرتا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے لہسن (کچا) کھانے سے منع فرمایا ہاں اگر پکا لیا گیا ہو (تو جائز ہے)۔''

ٹھنڈے مزاج والوں بلغمی مزاج والوں اور فالج زدہ حضرات کے لیے یہ بہت عمدہ ہے منی کو خشک کرتا ہے، غلیظ ریاح کو تحلیل کرتا ہے، سرد اورام اور حشرات کے ڈنگ میں تریاق کا کام کرتا ہے۔ اگر اس کو پیس کر سانپ یا بچھو کے کاٹے ہوئے مقام پر اس کا ضماد کر دیا جائے تو نفع بخش ہوگا۔ حلق میں پھنسے جونک کو نکال پھینکتا ہے۔ اس کے بے شمار منافع ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے کہ ''جو شخص اس درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد میں ہرگز نہ آئے۔'' (رواہ البخاری)

لہسن گندہ ذہنی پیدا کرتا ہے، البتہ اگر اس کے کھانے کے بعد برگ سداب چبا لیا جائے تو اس کی بدبو ختم ہو جاتی ہے۔

ثَلْجٌ وَجَلِيدٌ.... (برف،ICE):

مشہور عام ہے، دوقسم کی ہوتی ہے، ایک قدرتی، دوسری مصنوعی، برف، مخدر، مسکن حرارت وعطش اور مقامی قابض ہے، کثرت استعمال معدہ وجگر کو کمزور کر دیتی ہے خصوصاً کمزور لوگوں کے لیے۔ گرمی کے بخار کو تسکین دیتی ہے، پیشانی اور تالو پر رکھنے سے نکسیر کو بند کرتی ہے اور بسا اوقات برف شدت یبوست کی وجہ سے پیاس لگاتا ہے۔ برف چوسنا قے اور متلی کو روکتا ہے۔

حرف الجیم

جُبْنٌ.... (پنیر،CHEESE):

دودھ کو پھاڑ کر مائیت دور کر کے تیار کیا جاتا ہے، اس میں روغنی اور نائٹروجنی اجزاء بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مزاج کے اعتبار سے تازہ پنیر سرد تر اور پرانا گرم خشک ہے، اور متوسط زیادہ بہتر ہے اور تازہ جید الغذاء ہے، فربہی لاتا ہے اور فالج، لاغری لاتا ہے، البتہ شہوت کو زیادہ کرتا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ''انہوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا پنیر پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے کھایا، پھر نماز پڑھی اور (از سرنو) وضو نہیں کیا۔'' (رواہ الترمذی فی الشمائل، وعن المغیرۃ نحوہ)

بھنا ہوا پنیر، آنتوں کے پھوڑوں کے لیے نافع ہے اور اسہال کو روکتا ہے۔

جرُجیر.... (تارامیرا،......):

اطباء اس کو بقلۃ عائشہ بھی کہتے ہیں، یہ ایک پودا ہے جس کے تخم مولی کے تخموں کے مشابہ ہوتے ہیں، مزاج گرم تر، شہوت جماع کو بھڑکاتا ہے۔

آنحضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جرجیر، ایک گندی ترکاری ہے، گویا کہ میں اسے آتش دوزخ میں اگتا ہوا دیکھتا ہوں۔'' تارامیرا، افعال کے اعتبار سے

ہاضم، کاسر ریاح، مولد منی، جالی، محمر، مقوی باہ اور مدرِ بول و حیض ہے، اس کا تیل مالش کرنے سے خارش دور ہوتی ہے۔

جَرَادٌ.... (ٹڈی، LOCUSTS):

مزاج گرم خشک ہے، قلیل الغذاء ہے، اس کا زیادہ استعمال لاغر پن پیدا کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی (اس دوران) ہم ٹڈی کھاتے رہے۔''

(رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''مجھے تلی ہوئی ٹڈی مرغوب ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپس میں ایک دوسرے کو ٹڈیاں ہدیہ کے طور پر بھیجا کرتی تھیں۔''

جَزَرٌ.... (گاجر، CARROT):

گاجریں دیسی اور ولایتی دو قسم کی ہوتی ہیں، دیسی گاجریں سیاہ سرخی مائل بینگنی بدنما ہوتی ہیں اور ولایتی گاجریں زرد سرخی مائل خوشنما رنگ کی ہوتی ہیں، مزاج گرم تر بدرجہ دوم۔ گاجر مفرح و مقوی اعضاء رئیسہ و منفث بلغم و صدر بول و حیض ہے، اس میں نفخ اور حرارت موجود ہوتی ہے، شہوت جماع کو برانگیختہ کرتی ہے اور اس کے بیج مقوی اعصاب اور مدر بول و حیض ہیں۔

جُمَّارٌ.... (کھجور کا گابھ، SPADIX OF PAIMTREE):

کھجور کا مغز، جسے قلب النخل (درخت خرما کے تنے کا اندرونی نرم حصہ) کہتے ہیں، سفید رنگ کا ہوتا ہے، مزاج سرد خشک، اسہال میں نافع ہے، دیر ہضم ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ کے پاس درخت کھجور کا گابھہ لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد نخلہ سے تھی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

جَوْزُ الطِّیّب.... (جائفل،NUTMEGS):

ایک درخت کا پھل ہے، مازو کے برابر بیضوی شکل، بوتیز خوشگوار، اس کے بیرونی چھلکے کو جاوتری کہتے ہیں، مزاج گرم بدرجہ دوم خشک بدرجہ دوم جائفل، مفرح، مقوی، کاسر ریاح اور قدرے قابض بھی ہے۔ ذہن کے لیے مخدر اور دہن کو خوشگوار کرتا ہے اور یہ رنگ کو خوبصورت کرتا ہے اور اس کے افعال گھاس کے افعال کے قریب قریب ہیں۔ بعض اطباء اس میں زعفران اور شکر کا اضافہ موسم کو خوشگوار کرنے کے لیے ہضم طعام اور فساد دور کرنے کی غرض سے کرتے ہیں۔

جَوْزُ الْھِنْدِ.... (ناریل،COCANUT):

مشہور چیز ہے، اس کے مغز کو کھوپرا کہتے ہیں، مزاج گرم ۲ خشک ۲۔ اس میں حرارت و رطوبت موجود ہوتی ہے۔ قوت باہ میں معین ہے۔ اس کے افعال حب صنوبر جیسے ہیں۔

جَوْزٌ .... (اخروٹ WALNUT):

ایک بڑے اونچے پہاڑی درخت کا مشہور پھل ہے، پھل گول اور ان کے اوپر سبز چھال ہوتی ہے، اسے چھیلنے سے اندر سے سخت گٹھلی نکلتی ہے جیسے اخروٹ کہتے ہیں۔ مزاج گرم بدرجہ دوم خشک بدرجہ سوم۔ دردسر پیدا کرتا ہے اور یہ دیر ہضم ہے، معدہ کے لیے مضر ہے اور تازہ اخروٹ، خشک سے بہتر ہوتا ہے، اور شہد میں ملا کر اس کا مربہ، حلق کی تکالیف میں مفید ہے۔

ابن سینا کہتا ہے کہ: انجیر، اخروٹ اور سداب (Garden sue) [1] کا کھانا زہر کی تمام اقسام کی دوا ہے۔

دسفور یاوس کا قول ہے کہ اخروٹ کو جان لیوا اشیاء سے پہلے یا بعد میں کھانا بہت مفید ہے۔

---

[1] سداب، ایک بدبودار نبات ہے۔ از مترجم

مہذب سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں خلیفہ منصور کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ اخروٹ اور پنیر کھا رہے ہیں، میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پنیر اور اخروٹ کھاتے دیکھا تو اس کی وجہ معلوم کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''پنیر بھی بیماری ہے اور اخروٹ بھی بیماری ہے، لیکن جب دونوں جمع ہو جائیں تو دونوں دوا بن جاتے ہیں۔'' (رواہ صاحب الوسیلۃ)

حرف الحاء

حَبَّةٌ سَوْدَاءُ.... (کلونجی، BLACKCUMIN):

اس کا پودا سونف کے پودے کی مانند ہوتا ہے، لیکن اس کی شاخیں زیادہ باریک ہوتی ہیں، اس سے تقریباً تین انگل لمبی پھلیاں لگتی ہیں، جن کے پک جانے پر ان سے تخم پیاز کے مشابہ سہ پہلو تخم نکلتے ہیں۔ مزاج گرم تین درجہ خشک تین درجہ۔ بعض کے نزدیک بدرجہ دوم ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس سے مراد شونیز (فارسی زبان میں) ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''تم اس شونیز (کلونجی) کو لازماً استعمال کرو، اس لیے کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء موجود ہے۔''
(رواہ البخاری و مسلم)

عربی زبان میں اسے "حبّۃ سوداء" اور فارسی میں "شونیز" کہتے ہیں۔

جرمی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ رائی کا دانہ ہے اور ہروی نے نقل کیا ہے کہ یہ حکم سبز رنگ کا پھل ہے۔ حالانکہ یہ بے اصل بات ہے۔

عبداللطیف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''شونیز (کلونجی) کمون اسود (سیاہ زیرہ) ہے .اور اس کا نام کمون ہندی بھی کہتے ہیں۔ اس کے منافع کثیر ہیں، اسی وجہ سے

مطلقاً فرمایا گیا کہ اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے، یہ اطلاق کلی ہے مگر اس سے مراد مبالغۃ کثرت ہے۔" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (النمل: ۲۳)

"اور اسے ہر چیز دی گئی تھی۔"

ممکن ہے کہ اس دوا میں ایسی صلاحیت موجود ہو جو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علم میں ہو، لیکن ہمیں نہ بتایا گیا ہو۔ آنحضرت ﷺ کا مذکورہ ارشاد مبارک ایسا ہی ہے جیسے آپ ﷺ کا یہ فرمانِ ذی شان ہے کہ: "جو شخص صبح کے وقت عجوہ کے سات دانے کھا لے گا اس دن کوئی زہر اور سحر اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔" نیز جیسے فرمایا کہ "مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔" ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں، دراصل یہ اخبار واحادیث، آنحضور ﷺ کے معجزات کا حصہ ہیں۔

کلونجی تمام امراض باردہ مرطوبہ میں نافع ہے اور عارضی طور پر امراض حارہ یالمبسہ میں بھی مفید ہے، مرطوب مارد دواؤں کی قوتوں کو اس کی طرف تیزی سے لے جاتے ہیں اس لیے کہ اس میں نفوذ کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جیسا کہ اطباء کے خیال کے مطابق قرص کافور میں زعفران کی آمیزش سے تیزی آجاتی ہے، اس کی قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، کلونجی، نفخ و برص اور بلغمی میعادی بخار کو دور کرتی ہے سدوں کو کھولتی ہے، ریاح کو تحلیل کرتی ہے، معدہ کی رطوبات کے لیے مجفف ہے۔

مدرِ بول وحیض ہے اور دودھ زیادہ پیدا کرتی ہے، اگر اس کو سرکہ کے ساتھ گرم کر کے شکم پر ضماد کیا جائے تو کدودانے کو مارتی ہے، نزلہ بارد کو ختم کرتی ہے۔ اس کا تیل بالخورہ کے لیے نافع ہے، مسوں اور جسم کے تل کی افزائش کو روکتا ہے۔ اس کے تیل کی مالش، بالوں اور داڑھی کو جلد اگاتا ہے اور بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ ایک مثقال پانی کے ساتھ اس کو پی لیا جائے تو دمہ اور ضیق نفس اور موذی مکڑی کے ڈنگ سے نجات مل جاتی ہے۔

اگر اس کو باریک پیس کر اس کا سفوف روزانہ دو درہم کی مقدار ٹھنڈے پانی کے ساتھ

استعمال کیا جائے تو باؤلے کتے کے کاٹے کے لیے بہت مفید ہے اور وہ ہلاکت سے مامون رہے گا۔ اور اگر اس کا بخور کی جائے تو کیڑے مکوڑے ختم ہو جائیں گے۔ روٹی کے ساتھ اس کا استعمال نفخ کو دور کرتا ہے۔

کلونجی، صداع، فالج، لقوہ، دردِ شقیقہ، رعشہ، سلبہ، نسیان، دوار اور سدر میں نفع بخش ہے۔

اس کے منافع بہت زیدہ ہیں، جو شخص ان منافع سے بہرہ یاب ہونا چاہے اطباء کی مطبوعات کا مطالعہ کرنا چاہیے، اس لیے کہ انہوں نے کلونجی کے اتنے منافع بیان کیے ہیں کہ ہماری یہ مختصر کتاب اس کی متحمل نہیں ہے۔

جب اطباء کو ان منافع سے آگاہ ہی حاصل ہے تو رسول کریم ﷺ کے علم کا کیا ٹھکانہ ہوگا! ہم جیسے کم ترین اور بے حیثیت لوگوں کے علم کی سید الاولین و لآخرین ﷺ کے علم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے!؟

حَبُّ الصَّنُوْبَرِ.... (چلغوزہ FILBERT NUT):

درخت صنوبر کلاں کا پھل ہے۔ مزاج گرم و تر بدرجہ اوّل۔ چلغوزہ، مولد منی ہے۔ اس کا تریاق، کٹھا میٹھا انار ہے، اور اسے معجون فلاسفہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

حُرْفٌ.... ہالوں، حب رشاد، تیزک، GARDEN @ CRESS):

برّی اور بستانی دو قسم کا ہوتا ہے، بستانی کو حب الرشاد کہتے ہیں اور جس کے تخم سفید یا سرخ اور گول ہوتے ہیں، اسے رائی کہتے ہیں۔ اور جس کے پتے سرخی مائل کسی قدر لمبے تخم ریحان کی مانند ہوتے ہیں، اس کو حب الرشاد کہتے ہیں۔

مزاج گرم و خشک بدرجہ دوم، پیچش میں مفید ہے، شہوت جماع کا محرک ہے، اس کا بخور کیڑے مکوڑوں کو بھگا دیتا ہے، ریاح کی تحلیل کرتا ہے اور قولنج میں نافع ہے، اس کے افعال، رائی کے افعال کی طرح ہیں۔

حضور ﷺ سے مروی ہے: ''دو چیزوں میں کس قدر شفاء ہے؟! ❶ صبر ❷ اور ثفاء۔''

---

❶ صبر: ایلوا ❷ ثفاء حب اشاد

حُصْرُمٌ.... ترش انگور، سبز انگور، (GREEN SOUR GRAPES):

مزاج سرد خشک ہے، صفراء کو ختم کرتا ہے، اس کا پانی، اسہال اور قے کو روکتا ہے۔ شہوت جماع کو بھڑکاتا ہے، اس کا شربت متلی کو روکتا ہے۔

حَرِیْرٌ.... (ریشم، ابریشم، SILK):

کپڑا ایک قسم کا کپڑا ہے جو شہتوت کے درخت پر ہوتا ہے اور اپنے لعاب دہن سے گھر بناتا ہے جس کو ابریشم یا ابریشم خام کہتے ہیں، جب اس کو قینچی سے کتر کر صاف کر لیا جائے تو ابریشم مقرض کہلاتا ہے۔ یہی بطورِ دوا مستعمل ہے۔ مزاج گرم خشک، خام زیادہ بہتر ہوتا ہے اور یہ مشروبات اور معجونات میں استعمال ہوتا ہے، اور ریشم کا لباس پہننے سے جوئیں نہیں پڑتیں، لیکن ابن سینا کا قول اس کے خلاف ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک اس کا کپڑا پہننا جوئیں پیدا کرتا ہے۔

بخاری و مسلم نے حدیث نقل کی ہے: ”نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی اس خارش کی وجہ سے جوان کو لاحق تھی۔“

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”ان دونوں نے ایک غزوۂ میں جوؤں کی شکایت کی تو آنحضور ﷺ نے ان کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی۔“

اس کا لباس سوداء کے غلبہ میں مفید ہے اور یہ مقوی قلب ہے۔ ریشم کا لباس مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا۔

مذکورہ حدیث سے تداوی بالمحرم کا جواز معلوم ہوتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ خارش وغیرہ کے لیے تو اس کا پہننا جائز ہے، امام مالک رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ مذکورہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے مرفوعاً مروی ہے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال کر دیا ہے اور مردوں پر اسے حرام قرار دیا ہے۔“ (الحدیث صحیح)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج (دونوں) کو اتارا ہے، اور بیماری کی دوا پیدا کی ہے، لہٰذا تم علاج کیا کرو (لیکن) حرام چیز سے علاج نہ کرو۔'' (رواہ ابوداؤد)

آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ: ''علاج کیا کرو'' ایک حکم ہے اور امر کا کم سے کم مرتبہ ندب (استحباب) کا ہے، اور اس میں موجود نہی (ممانعت) تحریم پر دلالت کرتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہاں پر امر، اباحت کے لیے ہے؟ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب اس سے پہلے ممانعت آئی ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ اور ﴿فَاسْعَوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ پھر اس کے بعد فرمایا کہ ﴿فَانْتَشِرُوْا﴾ خود آنحضرت ﷺ بھی علاج معالجہ کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: ''جو شخص حلال چیز سے علاج کرے گا اسے شفاء حاصل ہوگی اور جو حرام چیز سے علاج کرے گا تو اللہ نے تو اس میں شفا نہیں رکھی ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے: ''آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آیا دوا میں شراب کا استعمال کیا جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو بیماری ہے دوا نہیں ہے۔'' (رواہ الترمذی و ابوداؤد و مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے گندی چیز سے علاج کرنے سے منع فرمایا۔''

امام وکیع رحمہ اللہ کے قول کے مطابق مذکورہ حدیث میں ''خبث'' سے مراد زہر ہے ابن الاعرابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''کلام عرب میں ''خبث'' مکروہ اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں، اور کلام میں خبث سے مراد گالی گلوچ ہوگی اور ملتوں میں لفظ خبث کا استعمال کفر کے معنی میں ہوگا اور اگر طعام کے لیے خبث کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے مراد حرام ہوگا اور پینے کی چیز کے لیے خبث کا معنی مضر ہوگا۔''

عثمان بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''(ایک مرتبہ) ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دوا میں مینڈک استعمال کرنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اسے مینڈک مارنے سے منع فرمایا۔'' (راوہ ابوداؤد)

طارق بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری زمین میں انگور ہوتے ہیں، ہم ان کو نچوڑ کر نوش کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، (مت استعمال کرو) میں دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم اسے مریض کو پلا سکتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز شفاء نہیں بلکہ بیماری ہے۔'' (رواہ الترمذی وابوداؤد)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''آنحضور ﷺ نے اسے ''بیماری'' اس لیے کہا کہ اس کے پینے سے گناہ ہوتا ہے، اور درست بات یہ ہے کہ اس میں کوئی منفعت نہیں ہے، اس لیے کہ سائل کو سوال کرتے وقت اس کے گناہ ہونے کا علم پہلے سے تھا، اس کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ آیا اس سے کوئی طبی فائدہ بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ آنحضور ﷺ نے اس کی بھی نفی فرمادی۔'' واللہ اعلم۔

فن طب کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ بعض امراض کے لیے بطور دوا استعمال ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اس کو باب دنیا سے باب آخرت اور طبیعت سے شریعت کی طرف نقل کیا ہے۔

عربی زبان میں خمر کا لفظ تمر اور تمرۃ کی طرح مذکور اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اہل کفر وفسق اور اہل معصیت اس کی مدح میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے شعراء نے اس کی صفت میں اشعار کہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اسلام کی توفیق عطا کرنے کے بعد اس (شراب) کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی حرمت، ہمارے دین کی تکمیل اور رب تعالیٰ کی رحمت میں سے ہے۔

اس لیے کہ شراب نوشی، انسانی عقل کو زائل کر دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی کامل ترین عطاء ہے کہ اسے خریدنا پڑتا تو اموال کثیرہ تو کجا رہے بہت سی جانیں صرف کرنا پڑتیں، اس کے مفاسد اور مضرات سے شراب نوشی کرنے والا خوب واقف ہے، کیونکہ شراب پینے والا بہت سے قبائح و محرمات کو مباح خیال کرنے لگتا ہے، حتیٰ کہ وہ محرم عورت کو بھی حلال سمجھنے لگتا ہے اور اس سے ہمبستری کر لیتا ہے، اس کی قباحتیں تو بے شمار ہیں، مثلاً کپڑوں میں پیشاب کر دینا اور بستر پر ہی قے کر دینا اور دیگر بہت سی حرام اشیاء کا مرتکب ہو جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے جس جان کے قتل کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس کا قتل کرنا وغیرہ۔

جو شخص شراب نوشی کا عادی ہو جاتا ہے اور اسے کثرت سے پیتا ہے، شراب اس کو مار ڈالتی ہے، کچھ دنوں تک بخار میں مبتلا رہتا ہے نہ کھانا کھاتا ہے اور نہ نیند سے بیدار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے ہمیں عافیت عطا فرمائے، جیسا کہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو اہل کتاب سے اس کے بارہ میں پوچھ لیجیے۔

حُلْبَۃٌ.... (میتھی FENUGREEK):

ایک مشہور ساگ ہے، اس کے تازہ نرم پتوں کی ترکاری عام طور پر کھائی جاتی ہے، نیز پتے اور بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مزاج گرم دو درجہ خشک دو درجہ۔ اگر اس کو پکا کر لیا جائے تو حیض آور ہوتا ہے، قولنج میں نافع ہے اور اسے حقنہ اور منضج کرنے والی چیزوں میں استعمال کرتے ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام سے منقول ہے کہ: ''اگر میری امت میتھی کے فوائد سے آشنا ہو جائے تو سونے کے دام کے برابر اس کی قیمت دے کر اس کو خریدنے لگیں۔''

(نقلہ صاحب الوسیلۃ)

اس کی خاصیات میں سے یہ ہے کہ یہ لید گوبر کی بدبو کو خوشگوار کر دیتی ہے۔

نیز پسینہ اور پیشاب کی بدبو کو دور کرتی ہے۔

حَلْوٰی.... (حلوہ، SWEETMEAT):

جو حلوہ، شکر کا ہو وہ حرارت اور رطوبت کی طرف مائل ہوتا ہے، اور وہ حلق کی خشونت کو دور کرتا ہے، کھانسی میں مفید ہے اور اس کی غذا اچھی ہے، اور شہد کا حلوہ زیادہ حدت والا ہوتا ہے۔ اور بلغم والوں کے لیے بہت مناسب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''رسول کریم ﷺ حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (رواہ البخاری)

خبیصہ [1] حلوہ، سوداوی مریضوں اور سل کے مریضوں کے لیے نافع ہے، نیز ان کے لیے بھی نفع بخش ہے جنہیں بہت زیادہ لاغر پن لاحق ہو۔ اور ان کے لیے بھی مفید ہے جو بے خوابی کے مرض میں مبتلا ہوں۔

حِمَّصٌ.... (چنا، GRAM):

مزاج گرم وتر بدرجہ اوّل۔ سیاہ چنے کے افعال سرخ سے زیادہ قوی ہوتے ہیں اور سرخ کے افعال سفید سے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ اس سے نفخ پیدا ہوتا ہے۔ قوۃ باہ کو بھڑکاتا ہے، منی اور دودھ میں اضافہ کرتا ہے، رنگ کو نکھارتا ہے اور بدن میں وہ کام کرتا ہے جو گوندھے ہوئے آٹے میں خمیر کرتا ہے۔ اطباء کا کہنا ہے کہ جماع میں جن تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب چنے میں موجود ہیں۔

حَمَامٌ وَحْشِیٌّ.... جنگلی کبوتر، WILD PIGEON):

مشہور عام پرندہ ہے، خانگی اور جنگلی دو اقسام ہیں، خانگی کے مختلف رنگ ہوتے ہیں، لیکن جنگلی کا صرف ایک رنگ خاکستری مائل بہ سرمئی ہوتا ہے اور گردن سبز، قلیل الرطوبت ہے، مگر اس کے بچے زیادہ رطوبت والے ہوتے ہیں، اس کا کھانا جماع میں مفید ومعین ہے، گرم مزاج والے کچا ترش انگور یا سرکہ ملا کر استعمال کرتے ہیں، نیز فالج، لقوہ رعشہ، خدر اور استرخاء کا ازالہ کرتا ہے۔

---

[1] خبیصہ: کھجور اور گھی وغیرہ سے تیار کردہ حلوہ۔ از مترجم

حضرت حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''رات کے وقت پرندوں کے گھونسلوں میں مت آؤ، کیونکہ رات کا وقت ان کے لیے باعث امان ہے۔''

حِمَارٌ وَحْشِيٌّ.... (جنگلی گدھا، WILD ASS):

گدھے کے مشابہ، اس کا قد، گھوڑے اور گدھے کے قد کے درمیان ہوتا ہے، یہ جنگل میں غول کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر غول کا ایک سردار ہوتا ہے جو ہر طرح کے خطرے کا خیال رکھتا ہے۔ مزاج گرم وخشک بدرجہ دوم۔ غلیظ خون پیدا کرتا ہے، دیر ہضم اور مولد سوداء ہے۔ اس کی چربی روغن قسط کے ساتھ ملنا ریحی درد ِگردہ اور درد ِکمر کے لیے مفید ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے شکار کے بارہ میں مشہور ہے۔ (رواہ البخاری)

''نیز آنحضور ﷺ کے پالتو (خانگی) گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرنا بھی مشہور ہے۔'' (رواہ البخاری)

حَنْظَلٌ.... (اندرائن، تمہ، COLOCYNTH):

مزاج گرم خشک بدرجہ سوم، اندرائن کے مغز اور چھلکے سے بچنا چاہیے، بلغم وسوداء کو بذریعہ اسہال خارج کرتا ہے، اس کا گودا روغن پستہ میں چھلکا اتار کر استعمال کرتے ہیں۔ مگر اس کا تنہا استعمال کرنا مہلک ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال اندرائن کی سی ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔''

حِنْطَةٌ.... (گندم، گیہوں، WHEAT):

مزاج گرم بدرجہ اوّل مائل بہ اعتدال، گندم کے دانے، کچے کھانا پیٹ کے کیڑے اور نفخ پیدا کرتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ دانے پینے کے بعد آٹے کو کچھ دنوں کے لیے یوں ہی چھوڑ دیا جائے، کچھ دن گزرنے کے بعد گوندھا جائے۔

حناء .... (مہندی، HENNA):

یہ پتے برگ سنا کے مشابہ ہوتے ہیں، ہاتھ اور بال رنگنے کے کام آتے ہیں، مزاج

سرد دو درجہ خشک دو درجہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں حرارت ہوتی ہے جو منہ کے پھوڑوں قلاع ❶ اور اِم حارہ میں مفید ہے، اس کا پانی پکا کر استعمال کرنا حرق بالنار (آگ سے جلنے) میں مفید ہے اور اس کا خضاب کرنا بالوں کو سرخ اور حسین بناتا ہے، اور ناخنوں کے ٹوٹنے میں مفید ہے۔ اگر چیچک زدہ شخص اس کا لیپ کرے تو چیچک اس کے قریب بھی نہ آئے گی یہ مجرب عمل ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: '' جب بھی رسول اللہ ﷺ کو کوئی پھوڑا نکلتا یا کانٹا چبھتا تو آپ ﷺ اس پر مہندی لگا لیتے تھے۔'' (رواہ الترمذی)

تاریخ البخاری میں ہے کہ: '' جب بھی کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے دردسر کی شکایت کرتا، آپ ﷺ اسے پچھنا لگوانے کا فرماتے اور پاؤں میں کسی درد کی شکایت کرتا تو اسے مہندی کا لیپ کرنے کا فرماتے تھے۔''

نیز منقول ہے کہ: '' مہندی سے زیادہ کوئی درخت اللہ کو پسندیدہ نہیں ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' یہود و نصاری بالوں کو نہیں رنگتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کیا کرو۔'' (اخرجاہ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: '' میں کسی کے لیے سفید بالوں کو متغیر کرنے کے سوا کچھ پسند نہیں کرتا، (لیکن) اہل کتاب سے مشابہت اختیار نہ کرے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: '' سفید بالوں کو متغیر کرو (لیکن) اہل کتاب سے مشابہت اختیار نہ کرو۔'' (امام ترمذی کے بقول یہ حدیث، حسن صحیح ہے)

امام احمد فرماتے ہیں کہ خضاب کرو خواہ ایک مرتبہ ہو، مجھے یہ پسند ہے کہ تم خضاب کرو، لیکن یہود کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: '' جن چیزوں سے تم بالوں کو متغیر کرتے ہو ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے۔''

---

❶ قلاع: منہ، زبان اور حلق کی پھنسیاں پھوڑے۔

لیکن آپ ﷺ کو سیاہ کرنا پسند نہ تھا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ: ''میں (ایک بار) خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے یکا یک اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا، پھر فرمایا، خضاب کا سردار یعنی مہندی کو لازم جانو، یہ جلد کو خوشگوار بناتی ہے اور قوت جماع میں اضافہ کرتی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''مہندی کا خضاب کرو، کیونکہ یہ تمہارے شباب میں، جمال میں اور جماع میں اضافہ کرتی ہے۔'' (رواہما ابونعیم)

حکیم عبداللطیف کہتے ہیں کہ: ''مہندی کا رنگ آتشی پسندیدہ ہے محبت کے قویٰ میں ہیجان پیدا کرتا ہے، اور اس کی مہک عطر جیسی ہے، بہت سے اسلاف حنا (مہندی) کا خضاب کیا کرتے تھے، جیسے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ ابن سیرین اور خلق کثیر خضاب کیا کرتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خضاب کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ڈاڑھی کو زرد کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اپنی داڑھی مبارک کو زرد کرتے تھے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول پاک ﷺ کا موئے مبارک لوگوں کو دکھایا جو حنا اور کتم سے خضاب شدہ تھا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے نبی کریم ﷺ کے بالوں کو خضاب شدہ حالت میں دیکھا ہے۔''

اس سے پہلے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا جو یہ قول گزر چکا ہے کہ: ''آنحضور ﷺ کو جب بھی پھوڑا پھنسی یا کانٹا چبھتا تو آپ ﷺ اس پر مہندی لگاتے۔'' اس کا سبب یہ ہے کہ پھوڑے پھنسیوں کا علاج ان چیزوں سے کیا جاتا ہے جو مجفف رطوبت ہوتی ہیں کہ اس میں گوشت کے نمو کرنے کی قوت پیدا ہو، حنا (مہندی) میں یہ خاصیت موجود ہے کہ وہ اس رطوبت فضلہ میں تخفیف پیدا کرتی ہے جو پھوڑے پھنسیوں میں گوشت کے نمو کو روکتی ہے اور کانٹے میں بھی

مفید اس لیے ہے کہ مہندی میں تحلیل کرنے کی قوت ہوتی ہے جو عضو میں تسکین پیدا کرتی ہے اور اس کو نرم کرتی ہے اس سے کانٹے کا خروج ہو جاتا ہے اس کے پھولوں کو اون کے کپڑوں میں رکھنے سے کیڑے نہیں کھاتے اور خوشبودار رکھتے ہیں، بعض تجربہ کار حضرات کا خیال ہے کہ: ''جو شخص اس کے پتوں کو بھگو کر پھر اسے نچوڑے اور بیس دن تک اسے نوش کرے کہ ہر روز چالیس درم وزن کے برابر دس درم شکر کے ساتھ، تو جذام سے فوری آرام دے گا اور بھیڑ کے گوشت کے ساتھ اس کا ناشتہ میں استعمال کرے بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

حرف الخاء

خُبَازیٰ.... (خبازی، COMMON MALLOW):

اس کے تخم گول اور چپٹے ہوتے ہیں اور ان پر باریک جھریاں پڑی ہوتی ہیں اور عین درمیان میں ذرا سا نشیب ہوتا ہے۔

مزاج سرد و تر بدرجہ اول۔ طبیعت اور حلق کو نرم کرتی ہے، کھانسی میں مفید ہے، اس کے تخم، حقن لینہ وغیرہ میں استعمال ہوتی ہیں اور مطبوخ، مقعد کی خارش میں مفید ہیں۔

خُبْزٌ.... (روٹی LOAR OF BREAD):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ﴾ (الکهف: ۱۹)

''پس اپنے میں سے ایک کو بھیجو اپنے یہ روپے دے کر شہر کی طرف پس اسے دیکھنا چاہیے کہ دیکھے کہ کونسا کھانا فارس میں پاکیزہ ہے، پس اس میں سے رزق تمہارے پاس لے آئے۔''

اطباء کہتے ہیں کہ سب سے بہتر تندوری روٹی ہے جو خوب صاف اور پکی ہوئی ہو، اس کا مزاج گرم ہے، کچھ خشک پن ہے، ٹھنڈی جب تک نہ ہو جائے نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ گرم

روٹی پیاس پیدا کرتی ہے۔ [1] خشک اور فطیری روٹی (غیر خمیری) پیٹ میں ثقل پیدا کرتی ہے اور اس کے بعد غربی (بوٹی) استعمال کرے۔ اور اس کے ماسوا قسم ردی ہے۔ جتنا اس میں بھوسا کم ہوگا دیر ہضم ہوگا، لیکن یہ کثیر الغذ اء ہے، اور نرم روٹی زیادہ زود ہضم اور کثیر الغذ اء ہے۔ اور چوری ہوئی روٹی نفخ پیدا کرتی ہے اور دیر ہضم ہے۔ اور میٹھی لقمیاں، خلط غلیظ پیدا کرتی ہے اور دودھ میں بنی ہوئی روٹی، مسدد (سدے پیدا کرنے والی) کثیر الغذ اء اور بطئی الاغدار ہے، جو کی روٹی منفخ اور مبرد ہے اور چنے کی روٹی دیر ہضم ہے اس لیے اس کے نمک کو زیادہ کر لینا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''روٹی کی قدر کرو، کیونکہ اللہ نے اس کے لیے زمین و آسمان کو کام میں لگایا ہے۔''

اگر آٹے میں مٹی ملی ہو تو اس سے کھانے والے کے مثانہ اور گردہ میں پتھریاں پیدا ہوں گی۔

خُرْنُوبٌ.... (خرنوب، CARANTANIA SILIGUS):

خرنوب کی دو قسمیں ہیں، ایک خرنوب بنطی، اس کی شاخیں پراگندہ ہوتی ہیں اور ان پر باریک باریک تیز کانٹے لگے ہوئے ہیں، پھول زرد داغدار ہوتا ہے اور اس کو چھوٹے گردے کے مشابہ پھل لگتے ہیں۔

دوسری قسم کا درخت خربوب بنطی سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور درخت کیکر کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کے پتے املی کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں، جب یہ درخت پھل دینے لگتا ہے تو اس کے کانٹے غائب ہو جاتے ہیں۔ مزاج سرد بدرجہ دوم خشک بدرجہ دوم۔ قابض شکم، محلل اورام اور حابس اسہال ہے، معدہ کے لیے ردی ہے، اس کا رب، مائل بہ حرارت ہوتا ہے، اسہال بند کرتا ہے۔

منقول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کا عصا درخت خرنوب کا بنا ہوا تھا۔

---

[1] اس کے کھانے کا بہترین وقت یہ ہے کہ روٹی جس دن پکائی جائے اسی دن کی شام کو کھائی جائے۔

خَرْدَلٌ.... (رائی،MUSTARD):

رائی کا پودا سرسوں کے پودے جیسا ہوتا ہے، اس کی چھوٹی چھوٹی پھلیاں ہوتی ہیں، رائی دراصل سرسوں کی ہی ایک قسم ہے۔

مزاج گرم خشک بدرجہ چہارم۔ قاطع بلغم ہے، اس کا زیادہ استعمال اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ دماغ کے سدوں کو کھولتا ہے۔

خَسٌّ.... (خس،CUSCUSHRASS):

مزاج سرد تر خس، منوم (نیند آور) اور تمام سبزیوں ترکاریوں میں کثیر الغذاء ہے، اس کا کھانا دودھ میں اضافہ کرتا ہے۔

ہذیان میں نافع ہے منی کو خشک کرتا ہے شہوت جماع کو تسکین دیتا ہے اور اس کے کھانے کا عادی ہونا بصارت کو کمزور کرتا ہے۔

خشخاش.... (خشخاس،POPPY SEEDS):

مزاج سرد خشک بدرجہ دوم، خشخاس، مخدر اور منوم ہے۔

خِطْمِیٌّ.... (خطمی MARSH MALLOW):

یہ ایک سدا بہار روئیں دار بھنڈی جیسا پودا ہے، بھنڈی کے پتوں جیسے پھول خوشنما اور بے بو گچھوں میں نکلتے ہیں اور ان کو گل خیرا کہتے ہیں۔ مزاج گرم بہ اعتدال، سوزش بول، پیچش اور اسہال صفراوی میں اس کی جڑ کا پانی میں لعاب نکال کر دیتے ہیں۔ اس کے تخموں کا جوشاندہ بنا کر پلاتے ہیں، حقنہ لینہ میں استعمال ہوتا ہے۔

خَلٌّ.... (سرکہ VINEGAR):

انگور، گنا اور جامن وغیرہ کے رس کو کسی برتن میں بھر کر دھوپ میں رکھ دینے سے تیار ہو جاتا ہے۔ مزاج بعض کے نزدیک حرارت لطیف کے ساتھ سرد دو درجہ خشک دو درجہ مرکب القوئی، یعنی گرم اور سرد سے مرکب، لیکن بعض کے نزدیک سرد زیادہ غالب ہوتا ہے، اور خشک بدرجہ سوم، معدہ کی جلن میں مفید ہے لیکن سوداء اور بلغم میں مضر ہے۔ جمرہ، غلہ، خارش اور حرق

بالنار میں نافع ہے۔ دردسر کے لیے تنہا یا روغن گل میں ملا کر لگانا مفید ہے۔ دانتوں کے درد میں اس کی کلیاں کرنا تسکین بخشتا ہے خواہ حارہ ہو یا باردہ ہو۔ سرکہ، معدہ کی آگ کو جلاتا ہے اور ہضم میں مددگار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ کیا ہی خوب سالن ہے۔'' (رواہ مسلم)

نیز مرفوعاً مروی ہے: ''اے اللہ! سرکہ میں برکت ڈال، کہ وہ مجھ سے قبل انبیاء کا سالن تھا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جس گھر میں سرکا ہو وہ محتاج نہیں۔'' اس کا شربت سکنجبین تیار کیا جاتا ہے۔ گرم مزاج والوں کی صحت کا ضامن ہے، اس کا شربت صفراوی بخاروں میں نافع ہے۔ منی کو کم کرتا ہے۔

خَمْرٌ.... (شراب، SPIRIT):

نشہ آور سیال ہے، مختلف اجزاء کے اعتبار سے اس کی بہت سی اقسام ہیں عموماً انگور، سیب، کھجور، جو اور گندم سے شراب بنائی جاتی ہے، مزاج مختلف، پرانی گرم خشک، ''ریشم'' کے عنوان کے تحت اس پر سیر حاصل گفتگو پہلے ہو چکی ہے۔ جمہور ائمہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر نشہ آور چیز شراب ہے، جیسا کہ نصوص اس پر دال ہیں۔

خِلَالٌ.... (خلال TOOTHPICK):

خلال کا ذکر ''درخت پیلو'' کے تحت گزر چکا ہے۔

خَمْطٌ.... (پیلو کا پھل FRUIT OF TOOTH BRUSH TREE):

''ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''خمط'' ہر کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں جبکہ دیگر حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ''خمط'' پیلو کے درخت کو ہی کہتے ہیں ''درخت پیلو'' کے تحت اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ''خمط'' کا تذکرہ کیا ہے۔

خِیَارٌ.... (کھیرا CUCUMBER):

ایک بیل دار درخت کا پھل ہے اس کی بیل یا تو زمین پر پھیل جاتی ہے یا آس پاس

کے درختوں پر چڑھ جاتی ہے۔ مزاج سرد دو درجہ تر دو درجہ۔ شیخ کا قول ہے کہ کھیرا، ککڑی سے بہت دیر ہضم ہے۔ زیادہ عمدہ وہ ہوتا ہے جس کے بیج چھوٹے ہوں اور جسم سے چمٹتے ہوں۔ اسے شہد کے ساتھ استعمال کرنا بہتر ہے۔ کھیرے میں اس کے بیج زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔

خِيَارُ شُنْبَرِ.... (املتاس،PURGING CASSIA):

یہ درمیانہ قد کا خوبصورت درخت ہوتا ہے، اس درخت کو ایک سے دو فٹ لمبی پھلیاں لگتی ہیں، کچی پھلیوں کا رنگ سبز ہوتا ہے لیکن پکنے پر سیاہی مائل بہ سرخ ہو جاتی ہیں، اس کا گودا اور پھلی کا بیرونی چھلکا ہی بطور دوا استعمال ہیں۔ مزاج گرم تر بدرجہ اول، جبکہ بعض کے نزدیک معتدل ہے، سوداء اور صفراء کے لیے مسہل ہے، ورم حلق اور خناق میں پوست املتاس ۳ تولہ دودھ گاؤ ایک پاؤ میں جوش دے کر صاف کر کے غرغرے کرائے جاتے ہیں۔

سہل قوی ہے مگر نہایت آسان، حتیٰ کہ حاملہ عورتوں کو بھی اس کا جلاب دیا جا سکتا ہے، گودا املتاس کو تنہا دینے سے پیٹ میں مروڑ پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کو روغن بادام یا شیرۂ بادام ملا کر دیتے ہیں۔ املتاس، لعوقات، حقنوں اور مطابیخ میں استعمال ہوتا ہے۔

حرف الدال

دَارُ صِينِيْ.... (دارچینی CINNAMONBARK):

ایک درخت کی خوشبو دار چھال ہے۔ مزاج گرم خشک بدرجہ سوم۔ مدطف ارواح اور مقوی معدہ ہے۔

دُبْسٌ.... (کھجور کا شیرہ، راب، TREACLE):

مزاج گرم تر، یہ گدلا، خون پیدا کرتا ہے، بادام، خشخاس اور تلوں کا تیل اس کا مصلح ہے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام آئے تو لوگوں کو کھجور کا شیرہ بناتے دیکھا تو اس کی وجہ ان سے دریافت کی اس پر انہوں نے بتایا کہ اسے انگور کے عصارہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ کہ اسے اتنا پکایا جاتا ہے کہ اس کے دو تہائی حصے ختم ہو جائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح

اس کا حرام ختم ہو جاتا ہے اور حلال باقی رہتا ہے اور اس کی شدت ختم ہو جاتی ہے اور جنون کو راحت ملتی ہے، پھر مسلمانوں کے لشکر کو اس کے پینے کا حکم دیا تا کہ انہیں قوت حاصل ہو۔

ابن الخلیلی رحمہ اللہ نے مختصر فتوح الشام میں اس کا ذکر کیا ہے۔

دَجَاجٌ.... (مرغ، HEN):

پرندوں میں سب سے بہتر گوشت مرغی کا ہوتا ہے۔ مزاج گرم تر بدرجہ اوّل، معدہ کے لیے خفیف، سریع الہضم اور جید الخلط ہے۔ دماغ اور منی میں اضافہ کرتی ہے، رنگ کو خوبصورت کرتی ہے، عقل کو قوی کرتی ہے، البتہ اس کا زیادہ استعمال نقرس (مرض) پیدا کرتا ہے، جو انڈے نہ دے وہ زیادہ بہتر ہے۔ مرغا، زیادہ گرم اور قلیل الرطوبت ہے، پرانے مرغ کا گوشت مرض قولنج کے لیے ایک مفید دوا کا کام دیتا ہے اور اس کے خصیے غذا کے اعتبار سے عمدہ اور زود ہضم ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغے کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے۔''

نیز صحیحین میں ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔'' چوزوں کا ان کا شوربا معدہ کی جلن کے لیے مسکن ہے۔ (ذکرہ ابن البیطار) چوزوں کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے، طبیعت کو نرم کرتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خون عمدہ ولطیف ہوتا ہے۔

دَقِیْقٌ.... (آٹا، FLOUR):

اس کا ذکر ''روٹی'' کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

حرف الذال

ذُبَابٌ.... (مکھی، FLY):

ایک غلیظ اڑنے والا مشہور کیڑا ہے۔ مزاج گرم خشک، اطباء بس اتنا ذکر کرتے ہیں کہ اس کے منہ کو بھڑ یا بچھو کے ڈنگ پر ملنا بہت مفید ہے اور پلکوں کے ورم میں ملنا بھی مفید ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مکھی تم میں سے کسی کے مشروب میں گر پڑے تو اس کو ڈبو دو، پھر نکال لو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ (رواہ مسلم)

اور بخاری میں یوں ہے کہ: ''جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باقاعدہ باب باندھا ہے ''باب اذا وقع الذباب فی الاناء''

ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''مکھی زہر والے پر کو پہلے ڈالتی ہے۔ اور شفاء والے پر کو بعد میں ڈالتی ہے۔''

امام خطابی رحمہ اللہ نے یہ بات نقل کی ہے کہ کچھ لوگ، جو اخلاق سے عاری ہیں، اس حدیث کے بارہ میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مکھی کے پروں میں بیماری اور شفاء دونوں چیزیں موجود ہوں! اور یہ بات کیونکر معلوم کی جاسکتی ہے کہ وہ پہلے بیماری والا پر پانی میں ڈالتی ہے اور پھر شفاء والا پر ڈالتی ہے؟!

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جاہلانہ یا متجاہلانہ قسم کا سوال ہے، اس لیے کہ جس ذات نے عام حیوانات کے نفوس میں حرارت و برودت اور رطوبت و یبوست جیسی متضاد صفات جمع کر دی ہیں وہ ایک حیوان کے دو حصوں میں بیماری اور دوا دونوں کو یکجا کر سکتا ہے۔ جس ذات نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ وہ موم کا گھر بنا کر اس میں شہد تیار کرے اور جس نے چیونٹی کے دل میں ڈالا کہ وہ اپنی ضرورت کے اوقات کے لیے اپنی خوراک کو اکٹھا کرے اس نے مکھی کو بھی پیدا کیا اور اس کو سوجھایا کہ پہلے اس پر کو ڈالے اور پھر دوسرے پر کو پانی میں ڈالے۔

وفی کل شیء لہ ایۃ

تدل علی انہ واحد

''ہر چیز میں اس کی قدرت کی نشانی موجود ہے جو اس کی وحدانیت کا پتہ دیتی ہے۔''

مؤلف فرماتے ہیں کہ اطباء سے منقول ہے کہ مکھی کی ایک قسم جسے ذراریح (تیلنی مکھی،

(Blisteving Camtha Radium) کہتے ہیں، اس کے ایک پر میں بیماری اور ایک میں شفاء ہوتی ہے۔

ذَھَبٌ.... (سونا، GOLD):

ایک قیمتی مشہور دھات ہے، مزاج، معتدل، اس میں حرارت لطیفہ ہوتی ہے اس لیے مفرحات میں استعمال ہوتا ہے، مقویِ قلب ہے۔ منہ کے لیے نافع ہے۔ اس کو منہ میں رکھنے سے گندہ دہنی دور ہوتی ہے۔

اگر کوئی مریض ایسا ہو کہ اسے داغ دینے کی ضرورت درپیش ہو تو اس کو سونے سے داغ دیا جائے تو اس جگہ آبلے نہیں پڑتے اور مریض جلد رد بصحت ہو جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے البتہ سونے چاندی کو بطور علاج استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

حرف الراء

رَاوَنْد.... (ریوند چینی، RHEUM):

یہ ریباس کی جڑ ہے، منہ میں چبانے سے تھوک زرد ہو جاتا ہے۔ مزاج بعض کے نزدیک گرم اور بعض کے نزدیک سرد ہے۔ اس کی عمدہ قسم وہ ہے جو تازی بھی ہو اور سوس (غلہ کو لگنے والا کیرا) سے پاک اور محفوظ ہو، جگر کے سدوں کو کھولتی ہے، آنتوں کو فضلات ردی سے پاک کرتی ہے اور پرانے بخاروں میں نافع ہے، استسقاء والوں کے لیے بھی مفید ہے۔

رَازِیَانِج.... (سونف FENNEL FRUIT):

مزاج گرم درجہ دوم خشک درجہ دوم۔ اس کا پانی آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور مدر بول وحیض ہے۔ ہاضم اور کاسر ریاح ہے، اس کا کھانا دودھ کو بڑھاتا ہے، سینہ، جگر، طحال اور گردہ کے سدے کھولتی ہے، مقوی معدہ ہے۔

سونف، بطور منضج وطبوخ اور سفوفات میں استعمال ہوتی ہے۔

رُطَبٌ.... (تازہ کھجور، DATE):

اس کا ذکر حرف التاء کے تحت تمر کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ یہ گرم وتر ہوتی ہے، نفخ پیدا کرتی ہے۔ گرم مزاج رکھنے والے اس کی اصلاح سکنجبین اور کھٹے میٹھے انار سے کرتے ہیں۔

''نبی کریم ﷺ نے تازہ کھجوروں کے ساتھ نقیع کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔''

رُمَّانٌ.... (انار، POMEGRANATE):

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَرُمَّانٌ۝﴾ (الرحمن: ٦٨)

''ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے۔''

میٹھا انار گرم تر ہوتا ہے۔ اس کا شربت کھانسی کو ختم کرتا ہے، کھانے پر اس کا کھانا معدہ کی خرابی سے روکتا ہے۔ سب سے افضل انار بیدانہ ہے جس کی گٹھلی نرم ہوتی ہے۔ ترش انار سرد خشک ہوتا ہے، صفراء کو ختم کرتا ہے اس کا شربت بھی تیار کیا جاتا ہے جو قے کو روکتا ہے اور معدہ کو تقویت بخشتا ہے اور کھٹا میٹھا انار اور انار کی تمام اقسام مسکن خفقان ہیں۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ''انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے انار کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی انار ایسا نہیں جس میں جنت کے انار کا کوئی دانہ موجود نہ ہو۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''ہر انار کی جنت کے پانی سے قلم لگائی گئی ہے۔'' اور ایک روایت میں یوں ہے: ''جو شخص بھی انار کھاتا ہے اس کا دل اس کی طرف لوٹتا ہے اور شیطان اس سے بھاگتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: ''جو شخص انار کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کر دیتا ہے۔''

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب بھی انار کے دانے ملتے تو فوراً اسے لے کر تناول فرما لیتے، کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ روئے زمین پر کوئی انار ایسا نہیں جو جنت کے دانہ سے قلم نہ لگایا گیا ہو۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ انار یہی ہو۔''

بعض آثار سے یہ بات ملتی ہے کہ: ''انار استعمال کرو اور اسے (اندرونی باریک) چھلکے کے ساتھ کھاؤ کہ وہ معدہ کی خوب صفائی کر دیتا ہے۔''

آمدی رحمہ اللہ نے ابن مطلاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ، جو شخص تین روز تک انار کے شگوفے کھالے گا وہ سال بھر تک آشوب چشم سے محفوظ رہے گا۔

بعض اطباء کہتے ہیں کہ: ''جو شخص ہر سال انار کے تین دانے نگل لے اسے پورے سال آشوب چشم سے نجات حاصل ہو جائے گی۔''

رَمْلٌ.... (ریت، SAND):

رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ استسقا والے کو اس میں دبا دیا جائے تو اس کے مرض میں تخفیف پیدا ہو جاتی ہے اور نفع دیتا ہے۔

رَیْحَانٌ.... (خوشبو دار پودا، AROMATIC PLANT):

مزاج گرم ہے، اس کا سونگھنا مقوی قلب ہے، اس کے پانی کے چھینٹے دینا منوم ہے۔

امام بخاری نے آنحضور ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ: ''جس کو خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے، اس لیے کہ یہ اٹھانے میں بھی ہلکی ہوتی ہے اور اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔''

حرف الزای

زُبْدٌ.... (مکھن، BUTTER):

مشہور عام چیز ہے، سب سے اچھا مکھن گائے کے دودھ کا ہوتا ہے۔ مزاج گرم تر، مکھن، منضج محلل ہے، سب سے عمدہ وہ ہے جو تر و تازہ ہو، خشکی اور خشک کھانسی میں مفید ہے، کھانے کی رغبت کو کمزور کرتا ہے، اس کے ثقل کو شہد یا چھوارہ دور کر دیتا ہے۔

ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ کو مکھن اور چھوارہ مرغوب تھا۔''

ابو نعیم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ: ''رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم مجھے مکھن اور شہد سے بھی زیادہ محبوب ہو۔''

زَبِيْبٌ.... (کشمش، RAISINS):

مشہور عام چیز ہے، عمدہ وہ ہے جو سائز میں بڑی ہو، اس میں گودا اور رس بھر پور ہو اور چھلکا باریک ہو گھٹلی ناپید ہو اور اس کا تخم نہ چھوٹا ہو نہ بڑا مزاج گرم تر مائل بہ اعتدال گرم کرتا ہے، پیاس لگاتا ہے، سرد مزاج رکھنے والوں کے بدن کو فربہ کرتا ہے اور گرم مزاج والوں کی سکنجبین سے اصلاح کرتی ہے۔ اس کا مغز، معدہ میں خشونت پیدا کرتا ہے اور حب دمان کے سفوف میں استعمال ہوتا ہے۔

حضرت تمیم الداری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کو کشمش بطورِ ہدیہ پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس میں اسے رکھ کر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اسے کھاؤ، کشمش بہترین طعام ہے جو تھکاوٹ کو دور کرتا ہے، غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے، اعصاب کو قوت بخشتا ہے، منہ کی بدبو زائل کرتا ہے، بلغم کو دور کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص ہر روز اکیس دانے سرخ کشمش کے کھائے گا وہ اپنے جسم میں کوئی مکروہ چیز نہ پائے گا۔'' (ذکرہما ابونعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ: ''کشمش کھایا کرو (لیکن) اس کی گٹھلی پھینک دیا کرو، کیونکہ اس کی گٹھلی میں بیماری ہے اور اس کے گودے میں شفاء ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے منقول ہے کہ: ''آنحضور ﷺ کے لیے کشمش کا نقیع (شربت) تیار کیا جاتا تھا جسے آپ ﷺ اسی دن یا اگلے دن یا اس سے اگلے دن نوش کیا کرتے تھے، پھر دوسروں کو پلانے کا حکم دیتے تھے۔''

ایک روایت میں یہ ہے کہ ''پھر خدام کو پلایا جاتا تھا۔''

''آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ نقیع میں چھوارے اور کشمش کو جمع کیا جائے۔''

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص حدیث یاد کرنا چاہے اسے کشمش کھانا چاہیے۔''

امام زہری رحمہ اللہ اسے کھاتے تھے لیکن ترش سیب نہیں کھاتے تھے۔

کشمش کی غذائیت چھوارے کی غذائیت سے زیادہ عمدہ ہے، جو شخص کشمش، مغز، چلغوزہ اورلوبان کے اجزاء پر روز نہار منہ استعمال کرے اس کا ذہن قوی ہوگا۔

زَقُوْمٌ.... (تھوہر، تھوڑ MILK HEDGE PLANT SPURGE):

مشہور عام ہے، اس کے تنے اور شاخوں پر کانٹے ہوتے ہیں، یہ کئی قسم کی ہوتی ہیں (۱) ڈنڈا تھوہر (۲) تدہارا (۳) چودہارا (۴) پھل تھوہر (۵) ناگ پھنی تھوہر مزاج گرم تین درجہ خشک تین درجہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کا ذکر کیا ہے:

﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ○ طَعَامُ الْأَثِيمِ ○﴾ (الدخان: ٤٣۔٤٤)

''بے شک زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہوگا۔''

زَعْفَرَانٌ.... (زعفران، کینسر، SAFFRON):

اس کا پودا پیاز کی مانند ڈیڑھ دو فٹ اونچا ہوتا ہے، ستمبر اور اکتوبر میں اس پر پھول لگتا ہے، پھولوں کو صبح کے وقت توڑا جاتا ہے جبکہ وہ نیم وا ہوتے ہیں اور ان کو دھوپ میں چٹائیوں پر بچھا کر پھولوں کے اندرونی ریشوں کو الگ کرلیا جاتا ہے۔ مزاج گرم دو درجہ خشک ایک درجہ۔ زعفران، مفرح اور حواس و دل و دماغ کو قوت دیتی ہے، جگر کو قوت دیتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ محرم شخص زعفران یا ورس سے رنگا ہوا لباس پہنے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ زعفران دل و دماغ کو قوت دیتا ہے تو اس سے قوت باہ میں مدد ملے گی۔ اور محرم آدمی کو جماع سے منع کیا گیا ہے۔

زَنْجَبِيْلٌ.... (ادرک، سونٹھ، GINGER):

ایک قسم کی جڑ ہے جو زمین میں ہوتی ہے، شفاقل کی مانند پتے لمبے اور پھول باریک ہوتے ہیں، تر کو ادرک اور خشک کو سونٹھ کہتے ہیں۔ مزاج تازہ گرم درجہ سوم ہیں اور خشک درجہ اوّل میں، سوکھا ہوا دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہوتا ہے، اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے،

ہاضم، کاسر ریاح اور مقوی باہ ہے۔ جب اس میں مکھن کا اضافہ کر دیا جائے تو اس کے افعال قوی ہو جاتے ہیں۔ اور غلیظ بلغم کو نکالتا ہے، اس کا مربہ معدہ کو گرم کرتا ہے اور بڑھاپے میں مفید ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''روم کے بادشاہ نے ایک گھڑا زنجبیل کا آنحضور ﷺ کو بطور ہدیہ بھیجا، آپ ﷺ نے اپنے ہر صحابی کو اس کا ایک ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔''

زَیۡتٌ.... (روغن زیتون، OLIVE OIL):

درخت زیتون کے پختہ پھلوں کو دبا کر نکالا جاتا ہے، صحائف آسمانی میں روغن زیتون کا ذکر موجود ہے۔

نیم پختہ زیتون سے نکلنے والا تیل سرد خشک ہوتا ہے اور پختہ زیتون سے بنا ہوا روغن، گرم بہ اعتدال مائل بہ رطوبت ہوتا ہے، پرانا روغن زیتون بہت زیادہ گرم کن اور محلل ہوتا ہے اور اس کی مالش کرنا بالوں کو اعضاء کو قوت دیتا ہے اور بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ دست آور ہے، پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے اور ہر قسم کے زہر میں مفید ہے، نیز اوجاع میں مسکن ہے۔ اس کے منافع بے شمار ہیں۔ روغن زیتون کے علاوہ ہر قسم کے تیل کی مالش معدہ کو کمزور کرتی ہے، پختہ زیتون کا رس نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''روغن زیتون کو بطور سالن استعمال کیا کرو اور اس کا روغن لگایا کرو، اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت سے حاصل ہوتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی:

﴿وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ تَنۢبُتُ بِالدُّهۡنِ﴾ (المومنون: ۲۰)

''میں ''شجرۃ'' سے یہی زیتون کا درخت مراد ہے اور ﴿وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ﴾ سے اس کو بطور سالن استعمال کرنا مراد ہے۔''

جامع ترمذی میں ہے کہ: ''زیتون کھاؤ اور اس کا روغن استعمال کرو۔''

اور حضرت علقمہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''روغن زیتون کو استعمال کرو، اس کو کھاؤ اور اس کا روغن استعمال کرو، کیونکہ یہ بواسیر میں نافع ہے۔'' (رواہ ابن الجوزی)

ایک روایت میں یوں ہے: ''جو زیتون کا تیل استعمال کرے گا شیطان اس کے قریب نہ آئے گا۔'' نیز آنحضرت ﷺ ذات الجنب (ایک مرض) میں زیتون اور ورس تجویز فرماتے تھے۔''

بعض کہتے ہیں کہ زیتون، فقراء کا تریاق ہے۔

باقی سبز زیتون تو وہ سرد خشک ہوتا ہے، عمدہ غذائیت کا حامل ہوتا ہے، معدہ کے لیے مقوی ہوتا ہے۔ شہوت میں تحریک پیدا کرتا ہے، نیز بخارات کو چڑھنے سے روکتا ہے۔ اور سیاہ زیتون گرم خشک ہوتا ہے، سوداء پیدا کرتا ہے، معدہ کے لیے اچھا نہیں ہے۔ اور نمکین زیتون آگ کے جلے میں نفع دیتا ہے۔ زیتون کے پتے چبانا، منہ کے پھوڑوں، جمرہ، نملہ اور پتی میں نافع ہے۔

حرف السین

سِبِسْتَانٌ.... (لہسوڑہ، LATIFOLIA):

مزاج معتدل مائل بہ رطوبت، ملین حلق و صدر و شکم ہے۔ لہسوڑہ، مطابخ، حقنہ اور جوشاندوں میں استعمال ہوتا ہے۔

سِدْرٌ.... (بیری کا درخت، JUJUBE TREE):

مشہور عام درخت ہے۔ اس کا غسل کرنا، دوسری چیزوں کی بہ نسبت سر کے بالوں کو زیادہ صاف کرتا ہے۔ حرارت کو دور کرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے غسل میت کے سلسلہ میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں اس کو ذکر کیا ہے۔

سَفَرْ جَلٌ.... (بہی QUINCE):

مشہور عام میوہ ہے، شیریں اور ترش دو قسم کا ہوتا ہے۔ مزاج سرد درجہ اوّل خشک درجہ دوم، بہی قابض، معدہ کے لیے بہترین ہے، ہیضہ کو ختم کرتا ہے۔ کھانے کے بعد اس کا

استعمال پیٹ کو نرم کرتا ہے، اور اس کا زیادہ استعمال مرض قولنج پیدا کرتا ہے، اس کا لعاب کھانسی اور حلق کی خشونت میں مفید ہے۔ بہی سے مطیب، میبس اور سادہ شربت تیار کیا جاتا ہے۔

اور جوارش سفرجل بنایا جاتا ہے جو مسہل اور قابض ہوتا ہے، اسی طرح لیموں سفرجل اور سفرجل خام کا شربت تیار کیا جاتا ہے۔ اس کا تیل پسینہ کو روکتا ہے اور معدہ کو تقویت دیتا ہے، نیز دل کو مضبوط اور روح کو فرحت دیتا ہے اور عنبر سے مطیب کیا ہوا زیادہ قوی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''بہی نہار منہ کھایا کرو۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے بہی کا ایک دانہ عنایت فرمایا اور فرمایا یہ لے لو کیونکہ یہ دل کو راحت پہنچاتا ہے۔'' (رواہ ابن ماجۃ)

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بہی کھاؤ کہ وہ دل سے غم کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی مبعوث فرمایا اسے بہی کا پھل ضرور کھلایا ہے جس سے چالیس آدمیوں کے برابر قوت میں اضافہ ہوا۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اپنی حاملہ عورتوں کو بہی کھلاؤ کہ وہ دل کو آرام دیتا ہے اور اولاد کے رنگ کو خوبصورت بناتا ہے۔''

سَكَّرٌ.... (شکر، SUGAR):

گرم تر مزاج رکھتی ہے، بلغم کو صاف کرتی ہے۔ پیٹ کو نرم کرتی ہے، سرخ شکر زیادہ ملین ہے اعضاء کی انتہاء تک ادویات کی قوت کو پہنچاتی ہے اور اس کے گنے میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے اور اس کا زیادہ استعمال خارش کو پیدا کرتا ہے۔

مِسْكٌ.... (مشک، MUSK):

معدہ کو قوت دیتی ہے، پسینہ کی بدبو کا ازالہ کرتی ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ''نبی کریم ﷺ مشک کو بطور خوشبو استعمال فرماتے تھے۔''

سَلْوٰی.... (بٹیر، QUAIL):

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی﴾ (البقرہ: ۵۷)

''پہنچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بیٹریں۔''

ایک مشہور پرندہ ہے جو دریا کے پاس ہوتا ہے۔ اس کا گوشت کھانا، مفرح قلب ہے، پتھریاں توڑتا ہے، کثیر الغذاء اور جید الکیموس ہے، درد کمر والے اور لاغر اندام شخص کے لیے عمدہ غذا ہے، اس کا مزاج مرغی کے مزاج کے قریب قریب ہے۔ اس کو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ رعد (بجلی کو کوند) سن کر مر جاتا ہے۔

سَمَاقٌ.... (سماق، RHUS CORIARIA):

سرد خشک مزاج رکھتا ہے، مکن تے و متلی، مقوی احشاء، قابض اور رادع ہے۔ کھانے کی اشتہاء پیدا کرتا ہے۔

سِمْسِمٌ.... (تل، GINGELI SEEDS):

مزاج گرم تر ہے۔ تخموں میں سب سے زیادہ اس کا تیل استعمال ہوتا ہے۔ معدہ کے لیے مضر ہے، تلوں کا بھوسا کھانا، گندہ ذہنی پیدا کرتا ہے۔

سَمْنٌ.... (گھی CLARIFIED BUTTER):

گرم تر درجہ اوّل، معدہ کے لیے مضر ہے۔ گائے کا گھی شہد میں ملا کر استعمال کرنا زہر کے پینے میں نافع ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''گائے کا دودھ شفاء ہے اور اس کا گھی دوا ہے۔''

ایک روایت میں یوں ہے: ''گائے کے دودھ کو استعمال کیا کرو۔ کیونکہ یہ ہر درخت سے غذا حاصل کرتی ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، لوگوں کو گھی سے بڑھ کر اور کسی اعلیٰ چیز سے شفاء حاصل نہیں ہوئی۔''

سَمَكٌ.... (مچھلی، FISH):

سب سے عمدہ وہ ہے جو متوسط ہو اور ایسے شیریں پانی کی ہو جو سنگریزوں سے بہتا ہوا نکلے نباتات سے پرورش پاتی ہو اور گندگی نہ کھاتی ہو۔ تازہ مچھلی سرد تر ہوتی ہے۔ دیر ہضم ہے، بلغم پیدا کرتی ہے، گرم مزاج کی اصلاح کرتی ہے، اور نمکین مچھلی گرم خشک ہوتی ہے جو خارش، کھجلی اور سلوک پیدا کرتی ہے، زیادہ کانٹوں والی مچھلی کو۔ یہود نہیں کھاتے۔

سَنَا.... (سنا مکی، SENNA):

مزاج کے اعتبار سے گرم خشک بدرجہ اوّل، اس سلسلہ میں اس سے قبل حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ گزر چکی ہے، یہ ان نباتات میں سے ہے۔ جو مکہ مکرمہ میں ہوتی ہیں، اطباء بھی سنا مکی کو پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ سب سے عمدہ قسم ہے۔

ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضور ﷺ سے حدیث نقل کی ہے کہ: ''سنا اور سنوت کو لازم جانو کہ ان دونوں میں شفاء ہے ہر بیماری سے موت کے سوا۔''

حدیث میں مذکورہ لفظ ''سام'' سے مراد موت ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہی بات کلونجی کے بارہ میں بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''اس میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔'' اس سے مراد اکثر بیماریوں سے شفایابی ہے۔ ''سنا'' ایک بہترین دوا ہے جو ہر مہلک چیز سے محفوظ ہے، مقوی قلب ہے۔

اور ہر خلط کی مسہل ہے، کثرت منافع اور عظمت وشرف کی وجہ سے اطباء تمام ادویات میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ مسہل نقوعات، مطابیخ، حبوب، سفاقات اور سفوفات میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ بہترین مسہل ہے۔ یہ صفراء سوداء اور بلغم کا مسہل ہے اور مفاصل کی گہرائی تک خلط میں گھس جاتی ہے، اسی طرح وجع المفاصل اور وساوس میں نافع ہے۔

ابن سینا نے اسے دل کی ادویات میں شمار کیا ہے۔ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا میں آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ ''تم اپنے پیٹ کو کس چیز سے اسہال کرو گی؟ انہوں

نے کہا شبرم سے'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: '' وہ تو آتشی گرم ہے، تم سنا کو استعمال کرو۔''

نیز آنحضرت ﷺ کے اس فرمان مبارک ''اگر کسی چیز میں موت سے شفاء ہوتی تو سنا میں ہوتی۔'' میں لطیف نکتہ اور عظیم مفہوم پنہاں ہے اور اس پر واضح برہان ہے کہ آنحضور ﷺ بھی بہت ساری معلومات رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ شبرم ناپسندیدہ دوا ہے قوی الاسہال گرم خشک بدرجہ چہارم ہے۔ اطباء اس خطرہ اور شدت اسہال کی بناء پر اس کا استعمال نہیں کرتے ہیں۔ اور باقی رہا ''سنوت'' تو اس کے مفہوم میں چند اقوال ہیں: ① شہد ② گھی کے ڈبہ کا رب ③ زیرہ کی مانند ایک دانہ (ابن الاعرابی) ④ زیرہ کرمانی ⑤ سونف ⑥ سویا ⑦ چھوارہ ⑧ وہ شہد جو گھی کی مشکوں میں ہوتا ہے۔

موفق عبداللطیف نے اسے نقل کیا ہے۔ اور یہ زیادہ اشبہ ہے کہ پسی ہوئی سنا اس شہد سے مخلوط ہو جو گھی سے مخلوط کیا گیا ہو کہ وہ اس کی یبوست کی اصلاح کرے گا اور اسہال کو سہل کرے گا اور رطوبت و ھانت پیدا کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفاء ہے ایک سنا اور دوسری سنوت'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سنا تو ہم جانتے ہیں، لیکن یہ سنوت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو وہ تم کو اس کی پہچان کرا دے گا۔'' (راوی) محمد کہتے ہیں میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔''

سنا کا پانی پکا کر پینا اس کو کوٹ کر کھانے سے زیادہ بہتر ہے اور ایک درم سے تین درم تک اس کو کوٹ کر پینا چاہیے۔ اور طبوخ کی صورت میں سات درم سے دس درم تک اگر اس کے طبوخ میں بنفشہ کے پھولوں کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور سرخ کشمش کا بھی جن کا بیج نکالا ہوا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنا اور شاہترہ (پت پاپڑا) آتش زدہ اخلاط کے لیے مسہل ہیں اور خارش اور کھجلی میں نافع ہیں اور ہر ایک کا شربت چار سے سات درم تک استعمال ہوتا ہے۔

مصنف کہتے ہیں کہ یہ مسہل دوا ہے لیکن کشمش یا شکر کا اضافہ کرنا مناسب ہے۔

سَوِيْقٌ.... (ستو،......)

گندم کے ستو سے زیادہ سرد ہوتے ہیں۔ ستو نفخ اور قبض پیدا کرتے ہیں (لیکن) شہد کے ساتھ استعمال کرنے سے یہ دونوں چیزیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ گرم مزاج والوں کے لیے بڑی عمدہ غذا ہے، مقوی معدہ اور قاطع پیاس و متلی ہے۔ بعض ضمادات میں استعمال ہوتا ہے۔

سِوَاكٌ.... (مسواک، TOOTH BRUSH):

اس کا ذکر ''اراک'' کے تحت ہو چکا ہے۔

حرف الشین

شَاهْتَرَج.... (شاہترہ، پت پاپڑا، FUMARIA):

اس میں حرارت اور یبوست ہوتی ہے، اس کی خاصیت یہ ہے کہ خون کو صاف کرتی ہے اور آتش زدہ اخلاط کو مسہل ہے، اسی وجہ سے آتشک، خارش اور پھوڑے پھنسیوں میں مفید ہے۔

شِبْرَمٌ.... (شبرم......)

مزاج گرم خشک بدرجہ چہارم، سوداء اور بلغم براہِ دست نکالتی ہے، مکرب اور متلی لانے والی ہے، اس کا زیادہ استعمال موجب ہلاکت ہے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے مذکورہ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا میں اس بات پر زور دیا ہے کہ ''یہ گرم ہے۔''

لہٰذا اس کا استعمال نامناسب ہے جب تک کہ کئی مرتبہ اس کو حلیب کے دودھ میں ڈبو نہ دیا جائے۔ اور اس کا شربت ایک قیراط سے چار دوانق بلکہ اس سے بھی کم استعمال کیا جائے۔ یہ خطرناک چیز ہے، اطباء نے اس کا استعمال ترک کر دیا ہے۔

شَحْمٌ.... چربی، FAT):

چربی، مسخن، محلل ملین اور مسکن درد ہے۔ پرانی چربی زیادہ حرارت والی ہوتی ہے، نر کی چربی مادہ کی چربی سے زیادہ موثر ہوتی ہے، یہود اس کو استعمال نہیں کرتے ہیں۔

شَعِیرٌ.... (جو، BARLEY):

مزاج سرد خشک بدرجہ اوّل، سفید جو زیادہ عمدہ ہوتے ہیں۔ اس کی غذائیت، گندم کی غذائیت سے کم درجہ کی ہے۔ آب جو کھانسی، حلق کی خشونت کے لیے نافع ہے، نیز مدر بول اور معدہ کو صاف کرتا ہے، پیاس کو مارتا ہے، حرارت کا تصفیہ کرتا ہے، اس کا پانی اس کے ستو سے زیادہ غذائیت رکھتا ہے۔ بقراط کا قول ہے کہ آب جو میں دس صفات پائی جاتی ہیں، یہ تو چند ایک ہیں لزوجت کے ساتھ بلاست پائی جاتی ہے۔ امراض حارّہ میں پائی جانے والی غذاؤں میں سریع ترین غذائیت جو میں پائی جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ: ''جب آنحضرت ﷺ کے اہل خانہ بخار میں مبتلا ہوتے تو آپ ﷺ جو کا حسا بنانے کا حکم دیتے جو ان کے لیے بنایا جاتا۔'' (رواہ ابن ماجہ)

شَلْجَمٌ.... (شلجم، TURNIP):

اسے عربی میں اللفت اور اللف بھی کہا جاتا ہے یعنی اس میں الف (ہزار) منافع موجود ہیں، گرم اور لین ہے۔ اس کے کھانے کی عادت ڈالنا بصارت کو تیز کرتا ہے اور اس کے مطبوخ کا پانی سردی کے سبب سن ہونے والے ہاتھ پاؤں میں نافع ہے۔

اور اس کا کھانا منی میں اضافہ کرتا ہے اور جماع میں تحریک پیدا کرتا ہے۔

حرف الصاد

صَبِرٌ.... (ایلوا، ALOES):

ایک قسم کا عصارہ ہے، نبات گھیکوار کے پتوں کو جڑ کے قریب آڑے پن میں کاٹنے سے جو رس نکلتا ہے اسے خشک کر لیتے ہیں، اس کا درخت کئی قسم کا ہوتا ہے جو ایکوا، جزیرہ سقوطرہ اور زنجبار سے آتا ہے، وہ صبر سقوطری کہلاتا ہے، یہ زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ اور جو جزائز غرب الہند کی پیداوار ہے اس کو صبر بربری کہتے ہیں۔

مزاج گرم خشک بدرجہ دوم۔ ادویہ کے ساتھ مل کر ان کے ضرر کو دور کرتا ہے۔ ملکوں کے ورم میں نافع ہے جگر کے سدوں کو کھوتا ہے یرقان کو دور کرتا ہے معدہ کے پھوڑوں کو ڈرور کے طور پر مفید ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جس کی آنکھیں دکھتی تھیں اور وہ حالت احرام میں تھا فرمایا کہ ان آنکھوں کو ایلوے کا ضماد کرو۔''

جامع ترمذی میں ہے کہ دو چیزوں میں کس قدر شفاء ہے یعنی ایلوے اور حب ارشاد میں۔ (حرف) میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

صَعْتَرٌ.... (ساتھر، ORNGANUM VULGARE):

مزاج گرم خشک تین درجہ مسکن محلل اور کاسر ریاح ہے۔ طعام غلیظ کے لیے ہاضم ہے رنگ کو خوبصورت کرتا ہے مدر بول وحیض ہے معدہ وجگر کی برودت میں نافع ہے شہوت کو بھڑکانے والا ہے اس کا سونگھنا زکام کے لیے نافع ہے اس کا پینا پیٹ کے کیڑوں کو مار ڈالتا ہے اس طرح کدو دانہ کا قاتل ہے۔

ابن الجوزی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''ساتھر اور لوبان کی گھروں کو دھونی دو۔''

صَنْدَلٌ.... (صندل SANDAL):

مزاج سرد خشک بدرجہ دوم اس کا سونگھنا سرکہ اور عرق گلاب کے ہمراہ مسکن صداع ہے اور اس کا شربت جگر کو قوت بخشتا ہے اور پیاس کو بجھاتا ہے اور قابض نقوعات میں استعمال کیا جاتا ہے اور سب سے عمدہ قسم وہ ہے جو گہرے سرخ رنگ کا صاف اور کم ریشہ ہو۔

صنوبر......(صنوبر، چیڑ PINNU LONGIFILIE):

اس کا دانہ گرم تر ہوتا ہے، مسخن ہے اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے اور شہوت جماع میں بھی۔

حرف الضاد

ضَأْنٌ.... (بھیڑ، SHEEP):

بکری سے زیادہ غذائیت رکھتا ہے، اور زیادہ گرم اور تر ہے، ''اللحم'' کے تحت اس کا ذکر آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

ضَبٌّ.... (گوہ، MASTIGURE):

مزاج گرم خشک بدرجہ سوم گوہ کا گوشت شریعت میں حلال نہیں تاہم مقوی باہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہمارے ہاں پایا نہیں جاتا اس لیے میں اس سے گھن محسوس کرتا ہے ہوں خالد کہتے ہیں پس میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور کھانے لگا، آنحضرت ﷺ دیکھ رہے تھے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

> حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اکرم ﷺ سے گوہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہ تو اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔''

> حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوہ (کا گوشت) پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے تناول نہیں فرمایا، اور فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ گوہ کہیں ان امتوں میں سے نہ ہو جن کے چہرے مسخ کر دیئے گئے تھے۔''

ضَرْعٌ.... (تھن، UDDER):

اس کا کھانا عورتوں کے دودھ کو بڑھاتا ہے۔

ضَرِیْعٌ.... (خاردار گھاس، ZAREE):

ایک بدبودار تلخ ذائقہ گھاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر کیا ہے:

﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾ (الغاشیہ: ٦) ''ان کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا۔''

مجاہد فرماتے ہیں کہ: ''ضریع، شبرق کو کہتے ہیں اور وہ زہریلی ہوتی ہے۔''

ضِفْدَعٌ.... (مینڈک، FROGS):

ابن سینا کا قول ہے کہ: ''جو شخص مینڈک کا گوشت کھائے گا اس کا بدن متورم ہو جائے گا، اس کا رنگ میلا ہو جائے گا اور مادہ منویہ نکلتا رہے گا حتیٰ کہ وہ انسان موت سے دو چار ہو جائے گا۔ اس کے ضرر کے پیش نظر اطباء نے اس کا استعمال ترک کر دیا۔

اس سے قبل یہ روایت گزر چکی ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس مینڈک کا ذکر بسلسلہ دوا کیا تو آپ ﷺ نے اسے اس کو مارنے سے منع فرما دیا۔'' (رواہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے ہر خبیث دوا سے منع فرمایا۔ جیسے زہر وغیرہ۔'' (رواہ ابوداؤد)

حرف الطاء

طَبَاشِيْرٌ.... (تباشیر، BAMBOO MANNA):

مزاج کے اعتبار سے سرد خشک ہے، مقوی قلب ہے، ہیضہ اور پیاس کے لیے قاطع ہے۔

طِحَالٌ.... (تلی، SPLEEN):

اس کا گوشت ردی ہے کہ سوداء کو پیدا کرتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو خون حلال کر دیئے گئے، جگر اور تلی اور دو مردار حلال کر دیئے گئے، مچھلی اور ٹڈی۔''

طَرْخُوْنٌ.... (عاقر قرحا، PELLITOROY ROOT PYRE THRUM):

مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہے، کھانے کی رغبت کو ابھارتا ہے، شہوت باہ کو ختم کرتا ہے، اگر کرفس کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو اس کا ضرر دور ہو جاتا ہے اور دوا سے پہلے کھانا حاسہ ذوق کو مخدر کرتا ہے۔

طَلْحٌ.... (کیلا BANANA):

اس کا بیان ''حرف الجیم'' کے تحت آئے گا۔

طَلْعٌ.... (کھجور گابھا، سگوفہ، SPADIX):

شگوفہ کھجور جو پھل آنے کے شروع میں کھجور کے درختوں پر پھوٹتا ہے، اس کے چھلکے کو کفری کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک نر شگوفہ کو طلع کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ﴾ (ق : ۱۰) ''جن کے گابھے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں۔''

حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''وہ آنحضور ﷺ کے ہمراہ ایک مقام سے گزرے تو آپ ﷺ نے ایک قوم کو دیکھا جو تابیر (قلم لگانا) کر رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟! لوگوں نے بتایا کہ یہ نر کھجور کا مادہ لے کر مادہ میں داخل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔'' جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا، چونکہ اس سال پھل عمدہ نہیں ہوا۔ (اس پر) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''یہ تو میرا ایک خیال تھا، اگر اس سے کچھ فائدہ ہوتا ہے تو کر لیا کرو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں، اور خیال غلط بھی ہوتا اور درست بھی، البتہ جو باتیں بذریعہ وحی تم سے کہتا ہوں اس میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا اس پر عمل کیا کرو۔''

یا قوتی کا قول ہے کہ: ''شگوفہ، کھجور قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ بعض اطباء کا قول ہے کہ اگر عورت اس کے سفوف کا جماع سے پہلے حمول کرے تو حاملہ ہونے میں بھرپور مدد ملتی ہے۔ اس کا مزاج دوسرے درجہ میں سرد خشک ہے۔ چھوارہ اس کی اصلاح کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''اپنی پھوپھی، کھجور کے درخت'' کی تکریم کیا کرو، کیونکہ یہ اس مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے۔''

نیز حضور اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ: ''مجھے ایک درخت کے متعلق بتاؤ جس کی مثال مسلمان آدمی کی سی ہے۔لوگوں کا ذہن جنگل کے درختوں کی طرف جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔'' (رواہ البخاری)

طِيْبٌ.... (خوشبو،SCENT):

اس کا تفصیلی ذکر ''المسک'' کے تحت آئے گا۔عرب کی خوشبو کو اذخر کہتے ہیں اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے۔''

طِيْنٌ.... (مٹی،DUST):

مٹی کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍO﴾ (المومنون: ۱۲)

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا۔''

گل مختوم اور گل ارمنی سب خون کو بند کرتی ہے۔اور گل اکل ہیضہ اور سوتے وقت منہ سے کثرت سیلان کو روکتی ہے اور گل ارمنی، طاعون اور نفث دم میں مفید ہے۔

حرف الظاء

ظُفُرٌ.... (نکھ،SHELL):

نکھ، گرم خشک ہے، اس کا بخور رحم کے اختناق کے لیے مفید ہے اور عورتوں کے لیے طہر (پاکی) کے بعد اس کا حمول حمل کے لیے بہت عمدہ ہے۔

صحیحین میں روایت ہے کہ: ''ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ، ہمیں غسل حیض کے بعد کچھ قسط یا اظفار (نکھ) استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔''

حرف العین

عَجْوَةٌ.... (عجوہ کھجور COMPRESSEDDATES):

امام بخاری نے اس پر باقاعدہ باب باندھا ہے: "باب الدواء بالعجوة للسحر" اور "تمر" کے تحت اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

عَدَسٌ.... (مسور، LENTILS):

سب سے عمدہ مسور اچھے دانے والی سفید رنگ کی ہوتی ہے جو جلد ہی پک جاتی ہے۔ اس کا کھانا بصارت کے لیے نقصان دہ ہے، معدہ کے لیے ردی ہے، نفخ پیدا کرتی ہے، اس کا نقیع چیچک زدہ شخص کے لیے مفید ہے۔ اس کے ضرر کی اصلاح چقندر اور پالک ساگ سے ہوتی ہے۔ اس کے مصالحہ جات میں سماق تیل اور دھنیا ہے۔

مروی ہے کہ: ''اس کا کھانا دل کو نرم کرتا ہے اور اشک آور ہے اور تکبر کو دور کرتا ہے۔'' (رواہ البیہقی)

عَسَلٌ.... (شہد، HONEY):

امام بخاری نے اس پر باب باندھا ہے، ''باب الدواء بالعسل''

نیز ارشاد خداوندی ہے: ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل: ٦٩) ''اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' وہ گیا اور واپس آ کر اس نے عرض کیا کہ میں نے اسے شہد پلایا مگر کوئی نفع نہیں ہوا، یہ بات دو یا تین بار کے تکرار سے پیش آتی رہی اور آپ ﷺ اسے شہد پلانے کا حکم دیتے رہے، تیسری یا

چوتھی بار یہ نوبت آئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کا کہا سچ ہے اور تیرے بھائی کا شکم جھوٹا ہے۔" اس کے بعد اس نے پھر پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔"

(رواہ البخاری و مسلم)

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ:"ان اخی عرب ابطنه" یعنی اسے فسادِ ہضم ہو گیا ہے۔ اور اس کا معدہ خراب ہو گیا ہے۔

آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ:"تیرے بھائی کا شکم جھوٹا ہے۔" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہد کا ایک بار یا دو مرتبہ پینا کافی نہیں ہوتا ہے اور اس شخص کا اسہال بدہضمی کی وجہ سے تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اسے شہد کے استعمال کا حکم دیا۔

شہد غیر معمولی منافع کا حامل ہے، ان گندکیوں کو جو معدہ یا عروق دانت میں پیدا ہو جاتی ہیں، صاف کر دیتی ہیں۔ یہاں ایک اور وجہ موجود ہے کہ بعض اسہال ایسی رطوبت کے مشابہ ہوتے ہیں جو آنتوں میں جم جاتی ہیں اور ثقل کی وجہ سے ممسک نہیں ہوتی، اس مرض کو ذلق الامعاء کہتے ہیں اور اس مرض میں شہد کا استعمال ان رطوبات کو صاف کر دیتا ہے، اس لیے جب اس شخص نے شہد کو استعمال کیا تو اس سے وہ رطوبت زائل ہو گئی اور وہ تندرست ہو گیا۔ اسی لیے پہلی اور دوسری مرتبہ اس کے اسہال میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یہ بہترین علاج ہے، بالخصوص جب شہد کو گرم پانی میں ملا دیا جائے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ، اطباء کا اس بات پر اتفاق ہے اور اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اگر طبیعت انسانی کو اسہال کی مددگار کی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح اس کی مدد کی جائے۔ مصنف کہتے ہیں کہ اسہال کی اس نوع میں بہت سے اطباء غلطی کر جاتے ہیں، اس لیے کہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے خیال کرتے ہیں کہ مریض کو دواء ممسک کی ضرورت ہے، چنانچہ طبیب جب بھی مریض کو قابض دوا دیتا ہے مریض کی مصیبت میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے تاوقتیکہ اللہ ہی اسے طبیب حاذق میسر فرمائے اور وہ مرض سے نجات پائے۔ بہرکیف: اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ آنحضرت ﷺ بھی تمام امراض ان کے علاج اور امراض کے

مناسب ادویہ سے باخبر تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ، آنحضور ﷺ کے اس فرمان: ''خدا کا کہا سچ ہے اور تیرے بھائی کا شکم جھوٹا ہے۔'' کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سے آنحضور ﷺ کی مراد یہ آیت قرآنی ہے: ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

بعض مفسرین کے خیال میں ''فیہ'' میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ امام مجاہد بھی اس کے قائل ہیں۔'' لیکن سیاق کلام اس پر دال ہے کہ اس سے مراد شہد ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث موجود ہے کہ: ''جو شخص مہینہ میں تین روز شہد چاٹے گا اسے کوئی بڑی مصیبت پیش نہ آئے گی۔''

نیز آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''تم پر لازم ہے کہ دو شفاء دینے والی چیزوں کو استعمال کرو ایک شہد اور دوسرا قرآن۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہوتی تو حجامت (سینگی) اور شہد کے پینے میں ہوتی۔'' (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شہد، آنحضور ﷺ کا مرغوب ترین مشروب تھا۔'' نیز وہ روایت کرتی ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کو حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا۔'' (بخاری)

شہد کا مزاج گرم خشک بدرجہ دوم ہے، سب سے عمدہ شہد موسم بہار کا پھر گرما کا پھر سرما کا ہوتا ہے۔ تمام اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی جن چیزوں کو علاج میں استعمال کرتا ہے ان میں شہد سب سے زیادہ نافع ہے، کیونکہ اس میں جلاء، تقویت معدہ، جودتِ تغذیہ، اور اشتہاء طعام جیسے منافع موجود ہوتے ہیں۔ نیز یہ شہد، بوڑھوں اور بلغمی مزاج والوں کو مفید ہے، طبیعت کو نرم کرتا ہے، شہد، کتے کے کاٹے میں بھی مفید ہے۔ جو شخص مہلک فطیر کھا لے اسے اگر شہد گرم پانی میں ملا کر پلا دیا جائے تو تندرست ہو جاتا ہے۔

نیز معجونات کی قوت کو عرصہ تک برقرار رکھتا ہے۔ تازہ گوشت کو تین ماہ تک محفوظ رکھتا ہے اور کھیرا ککڑی وغیرہ کو بھی تین ماہ تک محفوظ رکھتا ہے۔

ان منافع کثیرہ کی وجہ سے شہد کو حافظ و امین کا نام بھی دیا گیا ہے۔

شہد کا بدن پر لیپ کرنا بدن کو نرم و ملائم کرتا ہے، جوؤں کا قاتل اور بالوں کو ملین اور طویل و حسین بناتا ہے۔

شہد کا سرمہ لگانا جلاء بصر کے لیے مفید ہے اور اس کا سنون (منجن) مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے اور دانتوں کو سفید کرتا ہے، شہد غذا بھی ہے اور شربت بھی اور دوا بھی ہے اور میوہ و حلوہ بھی، ہر مہلک چیز سے مامون ہے۔

صفراء کو مضر ہے، اس کا ضرر سرکہ سے دور ہو جاتا ہے اور دوبارہ نافع ہو جاتا ہے۔ شہد کا نہار منہ چاٹنا معدہ کی گندگی کو دھو ڈالتا ہے اور جگر، مثانہ اور گردہ کے سدوں کو کھولتا ہے۔ اس سے بہتر کوئی ماکول ہمارے لیے تخلیق نہیں کیا گیا ہے عبداللطیف کا قول ہے کہ، شہد، بہت سے امراض میں شکر سے بہت بہتر ہے۔ اس لیے کہ شہید سدے کھولتا ہے، مدر و محلل اور غاسل ہے، جبکہ شکر میں یہ افعال کمزور ہیں اور شکر معدہ کے لیے مرخی ہے جبکہ یہ چیز شہد میں نہیں ہے۔ شکر کو شہد پر دو صورتوں میں ترجیح دی جاتی ہے کہ وہ حلاوت اور حدت میں زیادہ کم ہوتا ہے۔

عرب کے بعض اطباء نے ''شہد کی شکر پر فضیلت و ترجیح پر'' مضمون بھی لکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی حفظان صحت کے سلسلہ میں چند امور کا اہتمام کیا کرتے تھے (۱) شہد کا پینا (۲) غذا کو کم کرنا (۳) بدہضمی سے پرہیز کرنا (۴) کشمش یا چھوارے کا نقیع استعمال کرنا (جسے آپ ﷺ دشمن کے خلاف استعمال کرتے تھے) (۵) خوشبو کا استعمال (۶) تیل لگانا (۷) سرمہ لگانا (۸) بیویوں سے ہم بستر ہونا، یہ آنحضور ﷺ کی کس قدر پختہ اور مستحکم تدابیر ہیں اور کیسی عمدہ باتیں ہیں۔

آنحضور ﷺ نے اپنے اس فرمان عالی: ''تم کو دو شفاء دینے والی چیزیں لازم ہیں۔''

میں طب انسانی اور طب الٰہی کو جمع کر دیا ہے، اسی طرح یہ فرمانِ ذی شان، فاعل طبعی فاعل روحانی اور طب جسمانی وطب روحانی اور سبب زمینی وسبب آسمان کو جامع ہے۔

نیز اس فرمان میں ایک نکتہ پنہاں ہے، وہ یہ کہ انسان کو چاہیے کہ اصل حکم کی تعمیل کرے اور رزق کے لیے کوشاں رہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہر امر کی آسانی کے لیے معونت اور توفیق کے خواستگار ہیں، بالکل اس طرح جیسے ایک کاشتکار جو زمین کاشت کرتا ہے، بیج بوتا ہے پھر اپنے خالق سے دفع بلیات اور نزولِ بارانِ رحمت کے لیے خوب لجاجت سے دعا کرتا ہے اور پھر توکل علی اللہ کرتا ہے اور جلب نفع اور دفع ضرر کے لیے دعا گو رہتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کو تمام شکوک وشبہات سے دل کو پاک رکھنے کے لیے شفا کا باعث بنایا ہے اسی طرح شہد کو تمام امراض وآفات سے باعث شفاء بنایا ہے۔

عُشْرٌ.... (آک آکھ، اکون، مدار SWALLOW WOST (CALETROPIS:

مشہور عام پودا ہے، بعض آک کے درختوں پر ایک قسم کی رطوبت منجمد ہو جاتی ہے جس کو صمغ عشر (آکھ کا گوند) یا سکر العشر (آکھ کی شکر) کہتے ہیں۔ مرض استسقاء میں نافع ہے، معدہ اور جگر کے لیے نافع ہے۔

عُصْفُوْرٌ.... (چڑیا، SPARROW):

مزاج گرم خشک ہے، اس کا گوشت مادہ منویہ میں تحریک پیدا کرتا ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ ''آنحضرت ﷺ نے اس کو بے مقصد مارنے سے منع فرمایا ہے۔''

عَقِیْقٌ.... (عقیق، CONUCLIEN):

ارسطو کا قول ہے کہ: ''جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے مخالفین کی نظر میں اس کا رعب بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا شربت نزف دم کو ختم کرتا ہے۔''

مروی ہے کہ: ''عقیق کی انگوٹھی پہنو کہ یہ فقر وافلاس کو دور کرتا ہے۔''

عَنْبَرٌ.... (عنبر مچھلی، AMBERGRIS):

گرم خشک مزاج رکھتی ہے، مقوی قلب و دماغ اور مذکی حواس ہے۔ عرق گلاب کے ساتھ استعمال کرنا دردِ دل میں مفید ہوتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ "عنبر" ملک الطیب (اعلیٰ قسم کی خوشبو) بھی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "سمندر نے ایک مچھلی، جسے عنبر کہتے ہیں، ہماری طرف پھینک دی جس کو ہم نصف ماہ تک کھاتے رہے۔"

عُنَابٌ.... (عناب، JUJUBE FRUIT):

مزاج، معتدل مائل بہ حرارت و رطوبت، اس کا شربت، چیچک زدہ آدمی کے لیے اور خسرہ کے مرض سے مفید ہے، خون کے جوش اور حرارت کو تسکین دیتا ہے، عناب کا استعمال مطابیخ، نقوعات، جوشاندوں اور حقنوں میں ہوتا ہے۔

عِنَبٌ.... (انگور، GRAPE):

عمدہ انگور رسیلا اور بڑے سائز کا ہوتا ہے اور سفید انگور سیاہ سے عمدہ ہے پھر سرخ کا اور پھر سیاہ کا درجہ ہے۔ اس کا مزاج گندم کی طرح گرم تر ہے۔ اس کا چھلکا اور دانہ برودت اور یبوست کی طرف مائل ہے۔ انگور بہترین غذا ہے، پکا ہوا انگور زیادہ عمدہ اور اچھا ہوتا ہے۔ دو یا تین دن کا چنا ہوا انگور ایک دن کے توڑے ہوئے انگور سے عمدہ ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ اپھارہ پیدا کرتا ہے اور مسہل ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ استعمال پیاس لگاتا ہے، اس کی مضرت کو کھٹے میٹھے انار سے دور کیا جاتا ہے۔ اس کے دانے نکال دیئے جائیں تو فربہ کرتا ہے۔

مروی ہے کہ: "آنحضرت ﷺ کو انگور اور تربوز مرغوب تھے۔"

عُوْدٌ.... (اگر عود ہندی، EAGLE WOOD):

عودِ ہندی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک تو قسط، جو داوؤں میں مستعمل ہے اور اسے عام طور پر قسط کہتے ہیں اور دوسری قسم کو خوشبو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو القرہ کہتے ہیں، سب سے عمدہ سیاہ اور نیلگوں رنگ کی ہوتی ہے جو سخت، چکنی اور وزن دار ہوتی ہے اور سب سے خراب

ہلکی پانی پر تیرنے والی ہوتی ہے۔ مزاج گرم خشک ہے، مقوی قلب وحواس ہے۔

''آنحضرت ﷺ نے کئی مرتبہ القرہ میں کافور ڈال کر بخور کیا ہے۔'' (ابوداؤد)

اور عودِ ہندی، جسے قسط کہتے ہیں، اس کے بارہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''تم اس عودِ ہندی کو لازم جانو کہ اس میں سات طرح کی شفاء ہے، عذرہ بیماری میں اس کا سعوط کیا جاتا ہے اور ذات الجنب میں لدود کرتے ہیں۔ (رواہ البخاری)

ہم عنقریب ''باب القاف'' میں اس کو ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز

عُوْدُ السُّوْس.... (ملٹھی، LIQUORICE):

مزاج گرم اور ایک درجہ خشک ایک درجہ۔ اس کا استعمال قے میں اور بلغم و کھانسی میں نافع ہے۔

حرف الغین

غَالِيَةٌ.... (مشک وعنبر سے مرکب خوشبو، GHALIA):

مسکن صداع، مقوی قلب اور نافع خفقان ہے۔ اس خوشبو کا حمول، حمل کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

غَزَالٌ.... (ہرن، DEER):

گرم خشک مزاج رکھتا ہے، ہرن کا گوشت، شکار کیے جانے والے جانوروں میں بہت زیادہ عمدہ اور لذیز ہوتا ہے، مجفف اور سریع الہضم ہے۔

غُرَابٌ.... (کوا، CROW):

کوے کی چار اقسام ہیں: ① بڑا سیاہ ② ابقع (سیاہ وسفید داغوں والا)۔ یہ دونوں قسم کے کوے مردار کھاتے ہیں، ان کا گوشت مناہب شافعی میں بناء برقولِ صحیح حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پانچ جانور ایسے ہیں کہ حل وحرم میں ان کو مار ڈالا جائے، آپ ﷺ نے ان میں کوے کو بھی شمار کیا اور اسے چھوٹا فاسق نام زد کیا۔''

۳ کھیت کا کوا، جسے عربی میں الزاغ کہتے ہیں ۴ الغداف (پہاڑی کوا) اس کا رنگ خاکی اور لطیف ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک کھانا جائز ہے اور بعض کے نزدیک نا جائز۔ بہر کیف! کوّے کی تمام انواع ایسی ہیں کہ ان کا گوشت ردی ہوتا ہے، دیر ہضم ہے۔ سوداء اور جذام کو پیدا کرتا ہے۔ اطباء اس کے استعمال سے منع کرتے ہیں۔

حرف الفاء

فَاغِیَۃٌ.... (حنا کی کلی، HENNA BLOSSOM):

یہ مہندی کی کلی ہے، اور رام حارہ میں مفید ہے اگر اونی کپڑوں کی تہہ کے درمیان اس کو رکھ دیا جائے تو دیمک لگنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شعب الایمان'' میں عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''دنیا و آخرت میں خوشبوؤں کی سردار حنا کی کلی ہے۔''

نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ خوشبو حنا کی کلی تھی۔'' (رواہ البیہقی)

فِجْلٌ.... (مولی، RADISH):

مولی میں غذائیت کم ہوتی ہے، اس میں حرارت ہے جو جگر کے سدوں کو کھولتی ہے، قے اور متلی کو لاتی ہے ہضم میں مددگار ہے اور بذات خود دیر ہضم ہے۔ اس کا کھانا جوؤں کو پیدا کرتا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''جسے یہ بات خوش کن ہو کہ وہ مولی کھائے مگر اس کی بدبو محسوس نہ ہو اسے چاہیے کہ اوّل توڑتے ہی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرے۔''

فُسْتُقٌ.... (پستہ، PISTACHIO):

مزاج گرم و تر بدرجہ اوّل، اس کا سرخ چھلکا، قے و اسہال کو ختم کرتا ہے۔ بعض اطباء کا خیال ہے کہ اگر پستہ کا مغز، سیاہ کشمش میں ملا کر کھایا جائے تو دل کو تقویت دیتا ہے۔

فِضَّةٌ.... (چاندیSILVER):

چاندی، مقوی قلب اور نافع خفقان ہے چاندی کے برتن استعمال کرنا از روئے شریعت حرام ہے۔

فُقَّاعٌ.... (جو کی شراب،BEER):

معدہ اور پٹھوں کے لیے ردی چیز ہے اور نفخ پیدا کرتی ہے۔

فِلْفِلٌ.... (مرچPEPPER):

مزاج کے لحاظ سے گرم خشک بدرجہ، چہارم، مرچ مسخن اور محلل ریاح ہے۔

حرف القاف

قِثَّاءٌ.... (ککڑیSNAKE CUCUMBER):

مزاج کے اعتبار سے سرد تر بدرجہ دوم، پکی ہوئی ککڑی سب سے عمدہ ہوتی ہے، حرارت کو تسکین دیتی ہے، کھیرے سے زیادہ خفیف ہے اور مدر بول ہے۔

''حضور اکرم ﷺ ککڑی کو تازہ کھجوروں کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔'' (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری والدہ نے ہر دوا سے میرا علاج کیا مگر میں فربہ بدن نہیں ہوئی، پھر ککڑی اور تازہ کھجوریں کھلائیں تو میں فربہ بدن ہوگئی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو فربہ بدن کرنے والی ادویہ میں ککڑی کا استعمال جائز ہے۔

قَرْعٌ.... (کدو،WHITE GOURD):

اللہ تعالیٰ نے کدو کا ذکر یونس علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَاَنۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ (الصفت: ١٤٦)

''اور ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت بھی اگا دیا تھا۔''

کدو، مزاجاً سرد تر بدرجہ دوم ہے۔

صالح خلط پیدا کرتا ہے اور سریع الغذاء ہے، کھانسی میں نافع ہے، صفراوی اور دموی مزاج والوں کے لیے اچھی غذاء ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کو کدو پسند تھا۔'' (رواہ مسلم)

نیز وہ روایت کرتے ہیں کہ: ''کدو کو لازم جانو کہ وہ عقل اور دماغ میں اضافہ کرتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جو شخص کدو کو مسور کے ساتھ کھاتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور قوت جماع میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

اگر کدو کو کھٹے انار اور سماق کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو صفراء میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

قِرْطِاسٌ مِصْرِیٌّ.... (قرطاس مصری......):

موفق عبداللطیف کا قول ہے کہ یہ ایک دوا ہے جو نرسل کی بنی چٹائی سے تیار کی جاتی ہے۔ جالینوس نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ خون کو بند کرتی ہے، آنتوں کے پھوڑوں میں مفید ہے حرف الباء کے تحت ''البردی'' کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

قُسْطٌ.... (قسط، کٹھ، COSTUSROOT):

گرم خشک بدرجہ دوم، فالج میں مفید ہے اور قوتِ باہ میں تحریک پیدا کرتی ہے، قسط، ہر قسم کے زہر کے لیے تریاق کا کام دیتی ہے۔ اس کا سونگھنا محلل زکام ہے، اس کا تیل کمر درد میں مفید ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں سے تم علاج معالجہ کرتے ہو، ان میں سب سے بہترین دوا، پچھنا لگوانا اور قسط سمندری ہے۔'' (اخرجہ البخاری)

آنحضرت ﷺ نے مذکورہ حدیث میں حجامت اور قسط کو یکجا ذکر فرمایا، اس میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ جب سینگی میں نشتر لگایا جاتا ہے تو جلد پر اس کے نشانات ظاہر نہیں ہوتے اور فن طب کے عجائبات میں سے ہے۔ اس لیے کہ اگر جلد پر اس کے نشانات باقی رہتے تو دیکھنے والا اسے برص یا کوئی اور مرض خیال کر کے اظہار نفرت کرتا۔

اسی لیے حجامت کے ساتھ ایسی چیز کا ذکر فرما دیا جو اس بات سے مامون کر دے۔ اور قسط سے مراد عود ہندی ہے۔ حضور ﷺ نے اسے کثرت منافع کی وجہ سے بہترین طریق علاج قرار دیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''پیغمبر خدا ﷺ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، ان کے پاس ایک بچہ تھا جس کے نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا،! آپ ﷺ نے فرمایا! تم عورتوں کا ناس ہو! اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو! جب کسی عورت کے بچہ کو عذرہ یا سر میں درد ہو تو اسے چاہیے کہ عود ہندی لے اور اسے پانی میں رگڑے پھر اسے ناک میں چڑھائے۔'' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس تدبیر کے کرنے کی ہدایت دی تو وہ بچہ تندرست ہو گیا۔'' (اسنادہ علی شرط مسلم)

''عذرہ'' حلق کے درد کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک بیماری ہے جس کا سبب حلق میں خون کا ہیجان ہوتا ہے اور اس سے حلق کی گلٹیوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے، اطباء اسے ''لوزتین'' کہتے ہیں اور عورتیں اس کو بنات الاذن کہتی ہیں اس کا علاج انگلیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ گلٹیاں اپنی جگہ واپس آ جائیں۔

نیز آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ: ''اپنے بچوں کو حلق میں انگلی سے دبا کر اذیت نہ پہنچاؤ۔''

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (حدیث میں مذکور لفظ) ''دغر'' کا معنی یہ ہے کہ عورت اس جگہ کو اپنی انگلیوں سے دبائے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''ذات الجنب (کے مرض) میں قسط سمندری اور روغن زیتون سے علاج کیا کرو۔''

''ذات الجنب'' ایک بیماری ہے، اس کی دو صورتیں ہیں۔

① حقیقی: یہ سینہ میں ورم ہو جاتا ہے اور یہ اگرچہ عضلات میں پیدا ہوتا ہے مگر پھر باطن سے ظاہر میں آ جاتا ہے۔

۲ غیر حقیقی: وہ یہ ہے کہ ریاح غلیظہ کے رک جانے کی وجہ سے پہلو میں ایک درد ہوتا ہے پہلی صورت زیادہ خطرناک ہوتی ہے اور اس کا شمار مہلک امراض میں ہوتا ہے۔

یہاں حدیث میں جس ذات الجنب کا ذکر ہے اس سے مراد دوسری صورت ہے، کیونکہ ''عود ہندی'' ریاحی امراض کی دوا ہے کہ جب قسط (عود ہندی) کو نرم کر کے گرم روغن زیتون میں ملا کر اس مقام پر ملا جاتا ہے یا اس کا لعوق کیا جاتا ہے تو اس مقصد کے لیے مفید ترین ثابت ہوتی ہے۔

مسیح کہتے ہیں کہ عود ہندی باطنی اعضاء کو تقویت دیتی ہے اور کاسر ریاح بھی ہے اور ذات الجنب میں مفید ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں کہ) مسیح، کا شمار فضلات اطباء میں ہوتا ہے، ان کی فن طب میں تصانیف بھی ہیں، ''ابن البیطار'' اپنی جامع الکبیر میں ان سے اقوال نقل کرتے ہیں۔

قَصَبُ السُّکَّر.... (گنا، SUGARCANE):

گنا گرم تر ہوتا ہے کھانسی میں مفید ہوتا ہے۔ رطوبت اور مثانہ کو صاف کرتا ہے۔ اس کے بہت فوائد ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''تین چیزیں اس کی دوا ہیں جس کی کوئی دوا نہیں ۱ انگور ۲ اونٹنی کا دودھ ۳ اگر گنا نہ ہوتا تو میں تمہارے علاقہ میں مقیم نہ ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ جو شخص کھانے کے بعد گنا چوس لے وہ سارا دن مسرور رہے گا اسی طرح ایک قصب فارسی ہوتا ہے جو مزاجاً سرد خشک ہوتا ہے۔ اور قلیل المنافع ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس کی لکڑی سے خلال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ مرفوعاً منقول ہے کہ:

''جو شخص قصب سے خلال کرے گا اس کے دانتوں میں بیماری لگ جائی گی۔''

قُطْنٌ.... (روئی COTTON):

روئی، گرم اور بہت زیادہ مسخن ہوتی ہے روئی کے کپڑے کتان سے زیادہ گرم ہوتے ہیں اور پرانی روئی، زخموں سے مردہ گوشت کو کھا جاتی ہے۔

قُنَّبٌ.... (سن کا درخت، HEMPFLEX):

مشہور چیز ہے، اس کے نرم اور باریک ریشوں سے رسیاں وغیرہ بٹی جاتی ہیں، جب سن کا ریشہ پانی میں دبا کے علیحدہ کرلیا جاتا ہے تو وہ پٹ سن کہلاتا ہے۔ یہ نجس اور عقل و دین کے لیے مضر ہے، بصارت کو ضعیف کرتا ہے، یہ گرم خشک ہوتا ہے، مادہ منویہ کو ختم کرتا ہے۔

قَنَّبِیْطٌ.... (گوبھی، CAULIFLOWER):

سرد خشک ہے، دیر ہضم ہے، اس کا کھانا، ظلمت بصر پیدا کرتا ہے۔

حرف الکاف

کَافُوْرٌ.... (کافور، CAMPHOR):

اللہ تعالیٰ نے سورۃ دھر میں ''کافور'' کا ذکر کیا ہے، نیز آنحضور ﷺ نے غسل میت کے سلسلہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کافور، سرد خشک بدرجہ سوم ہے۔ نکسیر کو ختم کرتا ہے، حواس کو قوت دیتا ہے اور قوت باہ کو قطع کرتا ہے، اس کو سونگھنا بے خوابی پیدا کرتا ہے، اس کے شربت کی مقدار ایک دانہ جو کے برابر ہے۔ اسہال کو ختم کرتا ہے۔

کَھْرَبَا.... (کہربا، AMBER SUCOMUM):

یہ ایک درخت کا گوند ہوتا ہے اس میں گھاس اور تنکوں کو اپنی طرف جذب کرنے کی خاصیت ہوتی ہے۔

مزاج سرد خشک ہے، مقوی قلب ہوتی ہے۔ جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کی صلاحیت رکھتا ہے اسی طرح کھربا بدبودار چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

کَبَاثٌ (پیلو کا پھل، FRUIT OF TOOTH BRUSH TREE):

یہ درحقیقت پیلو کے درخت کا پکا ہوا پھل ہے۔ گرم خشک ہوتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے، اس کے فوائد درخت پیلو کی طرح ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پیلو کے پھل

چن رہے تھے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سیاہ رنگ کے پھل چن لو کہ وہ زیادہ عمدہ ہوتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)

کِبْرٌ.... (کندوری کی بیل، CEPHALANDRAINDICA):

عام لوگ اسے القبار کے نام سے جانتے ہیں۔ کندوری کی بیل، محلل، ملطف اور مختلف قوی رکھتی ہے۔ طحال کے مرض میں نافع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "(ایک روز) حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ: "جنت نے تبسم کیا تو اس نے کھلی کو نکالا اور زمین مسکرائی تو اس نے کبر (کندوری بیل) کو نکالا۔"

کَبِدٌ.... (جگر، LIVER):

سب سے عمدہ وہ ہے جو سرکہ اور دھنیا کے ساتھ کھایا جائے، سرد مزاج والے اس کو زیرے کے ساتھ کھاتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لیے دو خون اور دو مردار حلال کر دیئے گئے ہیں، دو خون تو جگر اور تلی ہیں اور دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں۔"

کتمٌ.... (کتم، وسمہ، INDIHO LEAVES):

نیل کے پتوں کو وسمہ کہتے ہیں۔ وسمہ، فلفل کے مشابہ دانہ ہے، قے کو محرک کرتا ہے، کتے کے کاٹے میں مفید ہے۔ مہندی میں ملا دیا جائے تو بال مضبوط ہوتے ہیں۔ "الحناء" کے تحت بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

کَتَّانٌ.... (کتان، FLAX):

سب سے زیادہ بارد لباس ہے اور اس کو کیڑا بہت کم لگتا ہے، اس کا بخور، زکام کے لیے محلل ہے۔

کَرَفْسٌ.... (کرفس CELERY):

مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہے، قوت باہ میں تحریک پیدا کرتا ہے مرد اور عورت

دونوں کے لیے حاملہ عورت کھالے تو جنین احمق اور ضعیف العقل پیدا ہوتا ہے۔ جس کو بچھوؤں کے ڈسنے کا اندیشہ ہو اس کو کرفس کھانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ یہ سدوں کو کھولتا ہے۔

نیز مرفوعاً مروی ہے کہ: ''جو کرفس کھا کر سو جائے تو اس کے منہ کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اور وہ ڈاڑھ کے درد سے محفوظ ہو جاتا ہے۔''

کُرَّاثٌ.... (گندنا، پیازی، LECKONION):

گندنا گوشت کے ساتھ پکانے اس کا تعفن دور ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا ردی خواب پیدا کرتا ہے اور ظلمت بصارت پیدا کرتا ہے۔

مرفوعاً مروی ہے کہ! جو شخص گندنا کھا کر سو جائے وہ بواسیر سے محفوظ رہتا ہے اور فرشتہ اس سے دور رہتا ہے۔'' (رواہ صاحب الوسیلۃ)

کُرَاعٌ.... (بکری کے پائے، TROTTER):

بکرے کے پائے، لطیف، ومحمود خون پیدا کرتا ہے اور اس میں لزوجت ہوتی ہے اور اس میں رطوبت فضلیہ کم ہوتی ہے۔ نفث دم اور کھانسی میں مفید ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''اگر مجھے بکری کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔'' (الحدیث)

اَلْکَرْمُ.... (انگور کی بیل......):

اس کے منافع کھجور کے درخت جیسے ہیں۔

نیز مرفوعاً مروی ہے کہ: ''حبلہ (انگور کی بیل) بھی کھجور کے درخت کی طرح ہے۔ اس کی بہن ہے۔'' اس کی قوت سرد خشک ہوتی ہے اور اورام حارہ میں بطور ضماد مفید ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص انگور کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان مرد ہے بلکہ کہو انگور اور حبلہ۔'' حبلہ انگور کی بیت کو کہتے ہیں۔

کَمُّوْنٌ.... (زیرہ، CARUM):

زیرہ، گرم ہے، قولنج کو تحلیل کرتا ہے، اسے سرکہ میں نقوع کر کے کھایا جائے تو متلی

کھانے کی خواہش ختم ہوتی ہے۔ مروی ہے کہ ''زیرہ کے سوا ہر چیز پیٹ میں جا کر تغیر پیدا کرتی ہے۔''

کُمْاۃٌ .... (کھمبی، MUSH ROOM):

کھمبی، سرد خشک ہے۔ اس میں سب سے عمدہ وہ ہے جو زیادہ لذیذ ہو۔ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا پانی آنکھوں کو جلا بخشتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی، من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔'' (رواہ البخاری ومسلم)

کماۃ جمع ہے اور اس کا واحد کم ہے، بعض کہتے ہیں کہ کماۃ واحد اور کم جمع ہے۔ اسے ''کماۃ'' اس لیے کہتے ہیں کہ یہ زمین میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ شہادت چھپانے والے کے بارے میں کہا جاتا ہے کماۃ کہ اس نے گواہی کو چھپایا۔

نیز مرفوعاً مروی ہے کہ: ''کھمبی، زمین کی چیچک ہے۔''

بعض حضرات کا خیال ہے کہ ''کھمبی'' بنی اسرائیل کی میدان تیہ میں خوراک اور غذا تھی، اس لیے کہ وہ بندوں کے لیے بغیر من (احسان) کے تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل کی خوراک بنایا جو روٹی کے قائم مقام تھی اور ان کا سالن سلویٰ بنایا جو گوشت کے قائم مقام تھا اور ان کا حلوہ اس شبنم کو بنایا جو درختوں پر اترا تھا چنانچہ یہ حلوہ کے قائم مقام ہوا، اس طرح سے بنی اسرائیل کی معیشت کی تکمیل ہوئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں، ان کو نچوڑا پھر ان کا پانی ایک بوتل میں ڈال لیا اور اپنی بچی کی آنکھوں میں اس کا سرمہ لگایا تو وہ تندرست ہو گئی۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ''کھمبی من کی ایک قسم ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کا اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کیا ہے کہ ان کو بغیر محنت و مشقت اور سعی و عمل اور کاشتکاری کے عطاء فرمائی۔

حرف اللام

لُبَانٌ.... (لوبان، کندر BENZOAN):

عام لوگ اس کو حصا لبان کہتے ہیں۔ عبدالملک بن مروان کہتے ہیں کہ، تین چیزیں ایسی ہیں کہ یمن کے سوا کہیں نہیں ہوتیں، ان چیزوں نے دنیا کو بھر دیا ہے۔ ① لوبان ② ورس ③ یمنی چادر دسقوریدوس کا قول ہے کہ، عمدہ لوبان، نر اور گول ہوتا ہے۔

بعض لوگ صنوبر کی گوند اور کیکر کی گوند سے دھوکہ دیتے ہیں۔ گوند تو آگ میں ڈالنے سے بھڑکتا نہیں ہے اور صنوبر دھواں دیتا ہے، حالانکہ کندر دھوئیں کے بغیر بھڑکتا ہے۔

لوبان، گرم بدرجہ دوم اور خشک بدرجہ اوّل ہے، اور اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں ضرر اور نقصان شاذونادر ہے۔ معدہ کی درد میں مفید ہے، کاسر ریاح ہے۔ گوشت پیدا کرتا ہے، پھوڑے پھنسیاں دور کرتا ہے اور بلغم کو خشک کرتا ہے۔

شاہتر (پہاڑی پودینہ) کے ساتھ چبانا بندش زبان میں مفید ہے اور لوبان ذہن کو تیز کرتا ہے۔ اس کا بخور وبائی امراض میں نافع ہے۔

لوبان، مطیب اور کواغ (داغ دینے والا) ہے۔ قوت حافظہ میں اضافہ کرتا ہے۔ ذکاوت و ذہانت پیدا کرنے کے لیے سیاہ کشمش اور مغز پستہ کا رس پر قطور کرتے ہیں۔ اور مربہ گلاب کے ہمراہ استعمال کرنا مدر بول بھی اور بستر پر پیشاب کرنے میں بھی مفید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً مروی ہے کہ: ''اپنے گھروں کو لوبان اور شاہتر (پہاڑی پودینہ) کی دھونی دیا کرو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے مرض نسیان کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ: ''لوبان کا استعمال لازمی کرو کہ وہ دل کو مضبوط اور نسیان کو دور کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لوبان کو شکر کے ساتھ استعمال کرنا پیشاب اور نسیان کے لیے مفید ہے۔''

نیز مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی حاملہ عورتوں کو لوبان کھلاؤ، اگر تو ان کے شکم میں لڑکا ہوا تو وہ تیز فہم ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو اس کی تخلیق بھی اچھی ہوگی اور سرین بھی بڑی ہوگی۔'' (روی ہذہ الاحادیث ابونعیم)

اگر کندر (لوبان) کا نقیع بنایا جائے اور اسے نہار منہ پی لیا جائے تو رطوبت کی وجہ سے ہونے والا نسیان دور ہو جائے گا اور خشکی کی وجہ سے ہونے والے نسیان کا علاج مرکیات کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اس میں بے خوابی ہوتی ہے اور پہلے میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

جو چیزیں مرض نسیان میں مبتلا کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ① گدی کے گڑھے پر پچھنا لگوانا۔ ② سبز دھنیا کا بکثرت استعمال ③ ترش سیب کھانا ④ رنج وغم کی کثرت ⑤ قبروں پر لگی ہوئی تختیوں کو بار بار پڑھنا ⑥ ٹھہرے ہوئے پانی میں دیکھنا ⑦ اس میں پیشاب کرنا۔ پھر اس سے وضو کرنا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ⑧ سولی دیئے ہوئے شخص کی طرف دیکھنا ⑨ اونٹوں کی دو قطاروں کے درمیان چلنا ⑩ لوگوں کی عام گزرگاہ کے بیچ میں چلنا ⑪ جوئیں مار کر پھینک دینا ⑫ چوہے کا پس خوردہ کھانا۔

لَبَنٌ.... (دودھ، MILK):

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ﴾ (محمد ١٥)

''اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا۔''

نیز ارشاد فرماتے ہیں: ﴿لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ٥﴾ (النحل: ٦٦)

''گلے میں آسانی سے اترنے والا دودھ ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ دودھ پلائے وہ یہ دعا پڑھے، ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ)) ''کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا کوئی چیز کھانے پینے کی طرف سے کافیت کرے گی۔'' (راوہ ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو دودھ پسند تھا۔''

دودھ، پانی، گھی اور پنیر سے مرکب ہے، پنیر کا جزو تو سرد تر ہوتا ہے اور غلیظ غذا

پیدا کرتا ہے اور گھی کا جزو معتدل ہے بدن کے لیے ملائم و مناسب ہے اور پانی کا جزو گرم تر ہے، طبیعت میں نرمی پیدا کرتا ہے۔

اور تازہ دوھیا ہوا دودھ گرم تر ہوتا ہے اور ترش دودھ سرد خشک ہوتا ہے۔ چونکہ سب سے عمدہ دودھ بکری کا ہے جو تھنوں سے پیا جائے۔ جس دودھ کا ذائقہ بدل جائے یا تازہ نہ ہو وہ ردی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے وصف میں بیان فرمایا کہ:

﴿لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ﴾ ''کہ جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا۔''

جس جانور کی مدت حمل انسان کی مدت حمل سے طویل ہوتی ہے اس کا دودھ اچھا نہیں ہوتا۔ تازہ دودھ معدل کیموس ہے بدن کو نکھارتا ہے اور مادۂ منویہ میں اضافہ کرتا ہے۔ قوت باہ میں ہیجان پیدا کرتا ہے، دست آور ہوتا ہے وساوس دور کرتا ہے دماغی قوت میں اضافہ کرتا ہے اور نفخ بھی پیدا کرتا ہے۔

دودھ کا زیادہ استعمال جوئیں پیدا کرتا ہے، شکر کے ہمراہ استعمال کرنا رنگ کو خوبصورت بناتا ہے اور جلدی امراض جیسے خارش وغیرہ اس کو تسکین دیتا ہے۔

جو دودھ پیٹ کے اندر کی چیزوں کے لیے مضر ہے وہ مسدد ہے سوائے اونٹنی کے دودھ کے کہ وہ استسقاء کی انواع امراض میں نافع ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''کچھ لوگ قبیلہ عکل یا عرینہ سے آئے، مدینہ منورہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کو اونٹنی کا دودھ اور ان کا پیشاب پینے کا حکم دیا، چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے حکم کی تعمیل کی تو تندرست ہو گئے، انہوں نے آنحضور ﷺ کے چرواہے کو قتل بھی کر دیا۔''

(اخرجہ البخاری و مسلم و ابوداؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ)

مسلم کی روایت میں یوں ہے: "قدم رھط" اور "رھط" کا لفظ تین سے نو تک کے افراد کے لیے بولا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ آٹھ افراد تھے۔

حدیث میں مذکور لفظ ''اجتویٰ'' کا معنی ہے موافق نہ آنا اور بدہضمی ہونا۔ ''جویٰ'' پیٹ

کی ایک بیماری ہے۔ ''عکل'' ایک قبیلہ ہے اور ''عرینہ'' بجیلہ کی ایک شاخ ہے۔ اور حدیث میں مذکور لفظ ''اللقام'' کا معنی دودھ والی اونٹنی۔ مدینہ منورہ آنے والے وہ لوگ مرض استقاء میں مبتلا تھے، اس کا سبب ایک مادہ باردہ ہوتا ہے جو اعضاء کو تحلیل کرتا ہے جس سے وہ مادہ بڑھتا جاتا ہے اور یہ مرض لحمی، آبی اور طبلی تین قسم کا ہوتا ہے۔

اونٹنی کے دودھ میں جلاء اور تلیین ہے اور ادرار بول کا فائدہ دیتا ہے اور استقاء کی مائیت کے لیے مسہل ہے۔ اس لیے کہ اونٹنی عام طور پر شیخ (درمنہ ترکی) اذخر خوشبودار گھاس) اور بابونہ اقحوان وغیرہ چرتی ہے جو استقاء کی ادویہ میں سے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک جماعت قبیلہ عرینہ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ: ہمیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ ہمارے پیٹ بڑے ہو گئے۔'' (الحدیث)

آنحضرت ﷺ کا تجویز کردہ علاج، بہترین اور بہت نفع بخش ہے۔ اس مرض کی کوئی دوا اس کے برابر کی نہیں ہے۔ اس مرض کا حدوث، جگر میں خرابی کے باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان پانی اور کھانے کے بجائے اس کے دودھ پر کفایت کرے تو وہ ضرور شفایاب ہوتا ہے اور یہ آزمودہ نسخہ ہے۔

نیز مذکورہ حدیث، حلال جانوروں کے بول کے طاہر ہونے کی بھی دلیل ہے۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے دودھ نوش کیا، پھر کلی کر کے فرمایا: ''دودھ کی دسومت بخار والے کے لیے مضر ہے اور صداع والے کے لیے بھی۔'' (رواہ البخاری و مسلم)

رسول پاک ﷺ نے بالکل سچ فرمایا ہے، اس لیے کہ دودھ کی دسومت، بخار والے کے لیے بہت مضر چیز ہے اور مرض صداع میں مبتلا شخص کے لیے بھی کیونکہ وہ فوری طور پر صفراء میں مستحیل ہو جاتی ہے۔ اطباء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ صداع اور بخار والوں کو دودھ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بھیڑ کا دودھ بہت غلیظ اور مرطوب ہوتا ہے اس میں بکری سے زیادہ بدبو ہوتی ہے۔
''رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا جس میں پانی کی آمیزش کی گئی تھی تو آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا اور پھر فرمایا ''پہلے دائیں جانب والا پھر درجہ بدرجہ دائیں جانب والا زیادہ حق دار ہے۔'' (رواہ البخاری)

بکری کا دودھ لطیف ومعتدل اور دست آور ہوتا ہے۔ مرطوب کرتا ہے اور سل کے مرض میں نافع ہے۔

گائے کا دودھ، بھیڑ اور بکری کے دودھ کے بین بین ہے کہ نہ زیادہ رقت ہوتی ہے اور نہ غلظت۔ کثیر الغذاء اور مسمن ہے۔

''آنحضرت ﷺ نے بھی اس کی منفعت کی خبر دی ہے کہ تم پر گائے کا دودھ لازم ہے کہ وہ شفاء ہے اور اس کا گھی دوا ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جو بیماری بھی اتاری ہے اس کی دوا بھی اتاری ہے پس تم کو گائے کا دودھ لازم ہے کیونکہ وہ ہر درخت میں سے کھاتی ہے۔''

یہ حدیث دو پر مشتمل ہے۔

① اللہ نے ہر بیماری کی دوا اتاری ہے۔'' اس جملہ میں فن طب کی تعلیم حاصل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، اس لیے کہ جب انسان کو یہ معلوم ہوگا کہ ہر بیماری کا علاج ممکن ہے اور ہر مرض کی دوا موجود ہے تو اسے علم طب کے سیکھنے کا ذوق وشوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ حفظانِ صحت ہی سب سے اہم مقصد ہے کہ اسی سے دین و دنیا کے امور حاصل ہوتے ہیں۔

② ان جانوروں کے دودھ کا کثیر المنافع ہونا بتایا گیا ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے کلمہ ''علیکم'' استعمال فرمایا ہے جو اس امر کی تاکید کا متقاضی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانورں کے ان البان (دودھ) میں مختلف امراض کے لیے

مختلف منافع ہیں۔ پھر یہ کہ آنحضرت ﷺ نے محض تاکیدی حکم نہیں فرمایا بلکہ اس حکم کی علت بھی بیان فرما دی کہ: ''وہ ہر درخت سے کھاتی ہے۔'' اس لیے کہ البان (دودھ) مختلف ہوتے ہیں جانوروں کی چراگاہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے چنانچہ گرم چراگاہ، گرم دودھ بناتی ہے اور سرد چراگاہ، سرد بناتی ہے وعلی ہذا القیاس آنحضور ﷺ کا فرمان ''ترم'' (وہ کھاتی ہے) سے یہی مراد ہے کہ چراگاہ کے مختلف ہونے سے دودھ مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بات درست ثابت ہوئی کہ یہ دودھ، بہت سے امراض میں نافع ہے۔

آنحضور ﷺ کا یہ حکم کس قدر خوبصورت جامع و مختصر ہے اور اس کی علت کس قدر خوب ہے! اونٹنی کے دودھ میں رقت ہوتی ہے اور رسومت کم ہوتی ہے اور بہت زیادہ مسہل ہے۔ اور معدہ میں تجبن پیدا ہوتا۔ اونٹنی کا دودھ سدے کھولتا ہے اس لیے ضعف جگر کی وجہ سے ذرب کے مریضوں کے لیے نفع دیتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اونٹنی کے دودھ اور پیشاب میں ذرب کے مریضوں کے لیے شفاء ہے۔'' اس دودھ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ چوہا اسے نہیں پیتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''بنی اسرائیل کی ایک امت مفقود ہوگئی تھی، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ چوہے نہ ہوں اس لیے کہ جب اسے بھیڑ بکریوں کا دودھ ملتا ہے تو اسے پی لیتے ہیں اور جب اونٹنی کا دودھ ملتا ہے تو اسے نہیں پیتے۔ (بخاری ومسلم)

یہودی لوگ بھی اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ استعمال نہیں کرتے ہیں۔

ترش دودھ، اپنی برودت اور یبوست کی بناء پر معدہ باردہ کے لیے مضر ہوتا ہے۔ اور معدہ حارہ کے لیے مفید ہوتا ہے اور گرم مزاج والوں کے لیے محرک جماع ہے۔ کھیس اور پیوسی (بولی) بدن کو مرطوب اور شاداب رکھتی ہے، یہ سریع الاستمالہ ہے، شہد اس کا مصلح ہے۔

بھینس کے دودھ میں کچھ حرارت ہوتی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کیڑا اس کے قریب نہیں آتا یہ اس کے دودھ کی خاصیت ہے۔

لَحۡمٌ.... (گوشت، MEAT):

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَلَحۡمٍ﴾ (الطور: ۲۲)

''اور مدد دینگے ہم ان کو میووں اور گوشت کے ساتھ''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ: ''دنیا و آخرت کا بہترین سالن گوشت ہے۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''اہل دنیا اور اہل آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''گوشت کھانے سے دل میں فرحت محسوس ہوتی ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: ''تم گوشت کھایا کرو کہ وہ خلق کو اچھا کرتا ہے، رنگ کو صاف کرتا ہے۔'' نیز فرمایا کہ: ''گوشت کو گوشت سے تعلق ہوتا ہے، جو شخص چالیس روز تک گوشت نہ کھائے اس کے اخلاق میں بگاڑ آ جاتا ہے۔''

ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''جو شخص لگا تار چالیس دن تک گوشت کھاتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، اور ایک دن کے وقفہ سے کھانے سے اونگھ جاتی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ مذکورہ قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اطباء کہتے ہیں کہ: گوشت، قوی ترین غذا ہے جو بدن کو شاداب اور قوی رکھتی ہے، سب سے عمدہ بھیڑ کا گوشت ہے جو شیریں اور مرطوب ہوتا ہے اور ایک سالہ بھیڑ زیادہ عمدہ ہوتا ہے اور زیادہ عمر والا ردی ہے لاغر قسم کا بھیڑ بھی ردی ہے۔

سیاہ رنگ والا زیادہ خفیف اور زیادہ لذیذ ہوتا ہے اور خصی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اور قربہ بدل زیادہ عمدہ ہوتا ہے اور اگلا حصہ پچھلے حصہ سے عمدہ ہوتا ہے۔

صحیحین میں روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ آپ ﷺ کو پسند تھا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

''رسول اکرم ﷺ کو گوشت میں کندھے کا حصہ زیادہ پسند تھا۔ حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح کی روایت منقول ہے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا۔"

بعض کہتے ہیں کہ سب سے خراب حصہ سر اور پیٹ ہے، اور گردن کا گوشت لذیذ اور سریع الہضم ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ سے مروی ہے کہ: "یہ حصہ بکری کو خیر کی جانب راہنمائی کرتا ہے اور گندگی سے بہت دور ہے۔"

ابو عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: پشت کا گوشت، کثیر الغذاء ہوتا ہے اچھا خون پیدا کرتا ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ: "پشت کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے۔" بھنے ہوئے گوشت کی غذائیت بہت خشک ہوتی ہے اور ابلا ہوا گوشت بہت مرطوب ہوتا ہے۔

فن طب کے امام جالینوس کا قول ہے کہ، ابلا ہوا گوشت ہموار ہوتا ہے اور سیمن اور شحم دونوں خراب اور قلیل الغذاء اور دائیں جانب بائیں سے زیادہ خفیف اور عمدہ ہوتی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھاؤ کہ یہ زیادہ زود ہضم بھی ہے اور لذت دار بھی۔"

ایک روایت میں یوں ہے کہ: "یہ طریقہ زیادہ مرغوب بھی ہے اور زود ہضم بھی۔"

ایک صحیح حدیث میں مروی ہے کہ: "آنحضرت ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت اپنی طرف کھینچا (تناول فرمایا) پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور (تازہ) وضو نہیں کیا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر ایک مہینہ گزر جاتا مگر وہ گوشت نہ کھاتے تھے، جب رمضان ہوتا تو گوشت کے ٹکڑے نہ کرتے۔"

محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گوشت کھانے سے ستر قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور بکری کے گوشت میں سب سے عمدہ ثنی ہے (جس کے سامنے کے دانت گر چکے ہوں)

اس میں حرارت کم ہوتی ہے اور خشکی ہوتی ہے غیر صالح خلط پیدا کرتا ہے اور سب سے خراب گوشت بکرے کا ہوتا ہے جس میں یبوست بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دیر ہضم ہے، سوداء کو پیدا کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رنج وغم اور نسیان کا مرض پیدا کرتا ہے۔

مادہ کا گوشت زیادہ مفید ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''بکری کی اچھی طرح نگہداشت کرو اور اس سے گندگی دور کرو کہ وہ جنت کا چوپایہ ہے۔'' بکری کا ایک سالہ بچہ معتدل ہے بالخصوص شیر خوار بچہ، وہ بہت زود ہضم ہے اور اس میں رطوبت فضیلہ کم ہوتی ہے۔

اور گائے، برودت و یبوست کی طرف زیادہ مائل ہے، دیر ہضم اور سوداء پیدا کرتی ہے بچھڑے کا گوشت سب سے عمدہ ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''گائے کا دودھ استعمال کرو کہ وہ شفاء ہے اور اس کا گھی دوا ہے اور گوشت بیماری ہے۔'' اس کی مضرت مرچ اور دارچینی سے دور ہو جاتی ہے۔

گدھے کا گوشت گرم خشک اور مضر صحت ہے، اس کے کھانے کے متعلق اختلاف ہے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کی حدیث صحیح میں ہے کہ: آپ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔''

اونٹ کا گوشت گرم خشک ہے، سوداء پیدا کرتا ہے، چھوٹا اونٹ زیادہ بہتر ہوتا ہے، اور اس میں کچھ بدبو ہوتی ہے۔

''ابن سینا کا قول ہے کہ، گھوڑے، اونٹ اور گدھے کا گوشت سب سے خراب ہے۔''

''آنحضرت ﷺ نے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا امر بھی کیا ہے۔''

لَحْمُ الْوَحْشِ.... (جنگلی جانور کا گوشت......)

''نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی دار درندوں اور پنجوں والے پرندوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔''

پرندوں کا گوشت کم استعمال کرنا مناسب ہے، کیونکہ اس سے امراض اور مختلف بخار پیدا ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ سے منقول ہے کہ: ''گوشت سے پرہیز کرو، کیونکہ اس میں

شراب کی مانند شدت ہوتی ہے۔'' (رواہ مالک فی الموطا)

لِسَانُ ثُوْر.... (گاؤزبان،ECHIUM):

اس میں حرارت ہوتی ہے اور اس کا پانی مقوی قلب ہے اور خفقان میں نافع ہے، دردِ دل میں مسکن ہے اور جوشندوں اور مطابخ میں استعمال ہوتا ہے۔

لِسَانُ الْحَمْلِ.... (بارتنگ کے بیج،P.MAJOR):

بارتنگ کے بیج تیسرد خشک ہوتے ہیں، سیلانِ دم کو ختم کرتے ہیں اور اس کا شربت بھی بنایا جاتا ہے۔

لِفْتٌ.... (شلجم،TURNIP):

اس کا ذکر ''شلجم'' کے تحت گزر چکا ہے۔

لَوْزٌ.... (بادام،ALMOND):

شیریں بادام کھانسی میں مفید ہے اور مرطب ہے، شکر کے ہمراہ اس کا استعمال مادہ منویہ میں اضافہ کرتا ہے اور دماغی قوت کو بھی بڑھاتا ہے اور بدن کو شاداب کرتا ہے اور عمدہ غذائیت پیدا کرتا ہے اور تلخ بادام گرم اور پتھری کو توڑتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بادام کے ستو پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے اسے رد فرما دیا اور فرمایا کہ یہ جابر اور عیش پرست لوگوں کا مشروب ہے۔ جو میرے بعد ہوں گے۔''

لُؤْلُؤ.... (موتی،PEARLS):

موتی، حرارت و برودت اور رطوبت و یبوست میں معتدل رکھتا ہے، موتی، خفقان اور خوف وگھبراہٹ میں مفید ہے، اسے کھرل کرنا (رگڑنا) آنکھ کی رطوبت کو خشک کرتا ہے اور منہ میں رکھنا دل کو تقویت دیتا ہے۔ اللہ عزوجل نے بھی قرآن پاک میں موتی کا ذکر کیا ہے۔

لُوْبِيَا.... (لوبیا،CHINEES DOLICAS):

لوبیا، نفخ پیدا کرتا ہے، دیر ہضم اور قوت باہ کے لیے مفید ہے۔

لِيمُونٌ.... (ليمون، LEMON):

لیمون کا چھلکا اور بیج گرم خشک ہیں۔ ترش لیموں سرد ہے، شکر کے ہمراہ اس کا استعمال صحت کی حفاظت کرتا ہے اور بلغم ہونے نہیں دیتا اور صفراء کو ختم کرتا ہے، شہوت جماع کو محرک کرتا ہے۔ لیموں کی سکنجبین، قے اور متلی کو ختم کرتی ہے۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

حرف المیم

مَاءُ وَرْدٍ... (عرق گلاب، ROSE WATER):

عرقِ گلاب، سرد تر ہوتا ہے، حرارت کو بجھاتا ہے، بدن کی رطوبت اصلی کی حفاظت کرتا ہے، غذاء کو نرم کرتا ہے اور رگوں میں نفوذ کرتا ہے اور غذا کا معاملہ اسی سے مکمل ہوتا ہے۔ سب سے عمدہ پانی وہ ہے جس کا بہاؤ مشرق کی جانب ہو، پھر اس کا درجہ ہے جس کا بہاؤ شمال کی طرف ہو۔ جو پانی مٹی پر سے گزرے وہ اس سے زیادہ بہتر ہے۔ جو سنگریزوں پر سے گزر کر آتا ہو، اور جو منحدر رہو وہ بہت عمدہ ہے۔

الماء:.... (پانی، WATER):

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"دنیا و آخرت کی بہترین پینے کی چیز پانی ہے۔"

پانی کی عمدگی کا اندازہ، اس کی صفائی بدبو کے نہ آنے، ذائقہ خراب نہ ہونے، وزن کے ہلکا ہونے اور شیریں ہونے ورمنبع (چشمہ) کے دور ہونے سے لگایا جاتا ہے۔

مَاءُ النِّيلِ.... (دریائے نیل کا پانی THE NILE):

دریائے نیل کے بہت سے اوصاف ذکر کیے گئے ہیں۔ ابن سینا کا قول ہے کہ چار وجوہات کی وجہ سے نیل کی خوب تعریف کرو۔ ① اس کا منبع بعید اور گہرا ہے۔ ② گزر گاہ عمدہ ہے۔ ③ شمال کی جانب رواں ہے۔ ④ پانی کثیر ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے یہ عمدہ ترین پانی ہے۔

مَاءُ الْفُرَاتِ.... (دریائے فرات، EUPHRATES):

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سیحون، جیحون اور نیل وفرات سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔''

پانی کے ہلکے ہونے کا اندازہ اس کی سرعت اور گرمی وسردی کے اثر کو قبول کرنے سے لگایا جاتا ہے۔

جالینوس کے استاد اور فن طب کے شیخ بقراط کا قول ہے کہ: پانی نہار منہ پینے سے بچنا چاہیے اور کھانے میں ضرورت کے طور پر پیا جائے اور رات کا پڑا پانی غیر مکدر ہونے کی وجہ سے عمدہ ہوتا ہے۔

''نبی کریم ﷺ آب شیریں طلب فرمایا کرتے اور رات کا پڑا پسند کرتے تھے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول کریم ﷺ نے پانی طلب کیا اور فرمایا کہ اگر تو تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو رات کسی مشکیزہ میں رہا ہو، لے آؤ ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔'' (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکیزوں کا منہ بند کر دیا کرو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں آسمانی وبا اترتی ہے تو ایسے برتن جن پر ڈھکنا نہیں ہوتا یا ایسی مشک جس کا منہ بند نہیں ہوتا اس وبا کے اثرات اس میں پڑ جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

لیث رحمہ اللہ کا قول ہے کہ، ہمارے ہاں کے عجمی لوگ سال کی اس رات ماہ دسمبر میں احتیاط کیا کرتے ہیں۔

زیادہ سرد پانی سے بھی بچنا چاہیے کہ اس سے دانتوں کو نقصان ہوتا ہے اور آواز میں بھاری پن اور کھانسی کو ابھارتا ہے، اور اس کا اکثر استعمال، انفجارِ دم، نزلہ و زکام اور سینہ کے درد کو پیدا کرتا ہے، البتہ سر کی جانب چڑھنے والے بخارات میں نافع ہے اور گرم بخار کی حرارت کو کم کرتا ہے۔ اس پر مزید بحث اور بخار کا علاج، میں آئے گی، انشاء اللہ۔

حرارت میں افراط پیدا کرنے والا پانی، شہوت کو ختم کرتا ہے اور معدہ کو ڈھیلا کرتا ہے۔ اور تحلیل کا کام کرتا ہے اور ہاضمہ کو بگاڑتا ہے۔ البتہ بوڑھوں کے لیے، مرگی کے مریضوں اور سردی کی وجہ سے سر درد کے مریضوں کے لیے موزوں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص خوبانی کے پانی سے غسل کرے اور پھر وہ مرض میں مبتلا ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

محدثین کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

مَاءُ الْمَطَرِ.... (بارش کا پانی، RAIN):

بارش کا پانی سب سے زیادہ عمدہ اور لطیف ہوتا ہے، اپنی رقت، خفت اور برکت کی بناء پر اکثر مریضوں کے لیے نافع ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ۝﴾ (ق : ۹)

''اور سب سے زیادہ خراب پانی وہ ہے جو زمین دوز ہو یا جس جگہ پر گھاس پھونس اگی ہوئی ہوں۔''

مَاءُ الْبِئْرِ.... (کنویں کا پانی WATER OF WELL):

کنویں کا پانی لطافت میں کم ہوتا ہے اور جو کنواں بند پڑا ہو اس کا پانی بہت خراب ہوتا ہے۔ آب زمزم سب سے عمدہ ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''آب زمزم جس مقصد کے لیے نوش کیا اس کے لیے مفید ہے۔'' نیز فرمایا: ''آپ ﷺ زمزم کھانے کا کھانا اور بیماری سے شفاء ہے۔'' (بخاری و مسلم)

کنویں اور زمین دوز نالوں کا پانی ثقیل ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ پانی گھرے ہوئے ہوتے ہیں ان میں تعفن کا امکان ہوتا ہے اور دھوپ اور ہوا کا گزر بھی ان پر نہیں ہوتا۔

جس پانی کا گزر سخت زمین سے ہو وہ بہت خراب ہوتا ہے اور بستہ اور منجمد پانی کی

کیفیت گرم دخانی ہے اور ان کا پانی برا ہے۔ اور ان دونوں کی صورت یہ ہے کہ ان سے برتن خارجی طریق سے ٹھنڈا کرلیا جائے۔

مَاش.... (داش ماش، KIDNEY BEAN):

ماش کی دال، سرد تر ہوتی ہے۔ اس سے خلط صالح بنتا ہے، کھانسی میں مفید ہے اور یہ گرم مزاج والوں کی غذا ہے۔

مَاءُ الْوَرْدِ النَّصِیْبِیّ.... (گل نصیبی کا عرق)

سرد ہے، خفقان میں مفید ہے، گرم دردِ سر کو سرکہ کے ہمراہ استعمال کرنے سے تسکین دیتا ہے۔ جو شخص دس درم کے وزن کے برابر اسے پی لے وہ دس بار ہی دستوں میں مبتلا ہو گا۔ اس کا بالوں پر زیادہ چھڑکنا بالوں کو جلد سفید کرتا ہے۔ اس سے پہلے حضور ﷺ کا فرمان گزر چکا ہے کہ: ''خوشبو کو رد نہ کیا جائے۔'' نیز ''آنحضور ﷺ خوشبو کو پسند فرماتے تھے۔''

مَحْمُوْدَۃٌ.... (سقمونیا، SCAMMONY):

سقمونیا، گرم خشک بدرجہ سوم ہے۔ صفراء کو براہِ دست نکالتا ہے، اس کی قوت تیس سے چالیس سال تک رہتی ہے۔

مَرْجَانٌ.... (مرجان مونگا، CORAL):

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں مرجان کا تذکرہ کیا ہے۔ سب سے عمدہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اور مرجان کا مزاج سرد خشک ہے۔ مقوی قلب و مفرح ہونے کے علاوہ نافع خفقان ہے۔

مِرْزَنْجُوْش.... (دونا مروا، IMPONOES REMIL FOR MIES):

دونا مروا، گرم خشک ہے، دماغ کے سدوں کو کھولتی ہے اور زکام کی تحلیل کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرزنجوش (دونا مروا) استعمال کرو، اس لیے کہ یہ زکام کے لیے مفید ہے۔''

اَلْمِسْکُ.... (مشک، کستوری، MUSK):

ارشادِ خداوندی ہے: ﴿خِتَامُهٗ مِسْكٌ﴾ (المطففين: ٢٦)

''جس پر مشک کی مہر ہوگی۔''

مشک گرم خشک ہے، دل کو تقویت دیتی ہے، سب سے اعلیٰ خوشبو مشک ہے۔ سرد مزاج والوں کے لیے بہت عمدہ ہے، مشک کا پینا اور سونگھنا اعضاء باطنہ کو قوت دیتا ہے۔ متلی اور خفقان کے لیے بھی بہت اچھی چیز ہے، ریاح کو خارج کرتی ہے، زہر کے اثر کے لیے تریاق ہے۔ ''حضور اکرم ﷺ مشک کا استعمال کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت آنحضور ﷺ کو یہ خوشبو لگائی تھی۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''سب سے عمدہ خوشبو مشک ہے۔''

حیض سے پاک ہونے والی عورت کو بھی مشک کے استعمال کا حکم دیا گیا ہے۔

مروی ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے گھر خوشبو منگواتے تھے۔''

علماء فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مشک لگانا مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن مشک اور غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

مشک سے ہوا کے جوہر بالخصوص وبائی امراض کی اصلاح ہوتی ہے اور اس کو بطورِ علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

''مشک'' ہرن کی طرح کے ایک جنگلی جانور کا نافہ ہے، اس جانور کے جبڑے کے دانت باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کی دم اور سینگ نہیں ہوتی۔

سب سے عمدہ مشک خراسانی ہوتی ہے، پھر چینی اور پھر ہندی مشک کا درجہ آتا ہے۔

مِشْمِشٌ.... (خوبانی، APRICOT):

مزاج سرد تر ہے۔ خوبانی سریع العفونت ہے، اس کا نقوع پیاس کو ختم کرتا ہے، خوبانی، آڑو کی بہ نسبت معدہ کے لیے زیادہ موافق ہے۔ خوبانی کو نقوعات میں استعمال کرتے ہیں۔

مُصْطَکِیٌّ.... (مصطگی، MASTIO MASTICK):

مصطگی، گرم خشک ہے، بلغم کو پگھلاتی ہے، معدہ کو تقویت دیتی ہے، محرک شہوت، مدر بول اور کاسر ریاح ہے۔ جلد کو خوبصورت بناتی ہے، دوا سے پہلے اس کو چبانا قے کو روکتا ہے اور عرق گلاب کے ہمراہ استعمال کرنا پیٹ درد کو تسکین بخشتا ہے۔

مَغَافِیْر.... (مغافیر،......)

شہد کی مانند ایک چیز ہے ترنجبین کی طرح اور یہ گوند کے مشابہ ہوتی ہے جسے حجاز میں لوگ کھاتے ہیں۔ اور یہ رمث (ایک ترش اور ردی گھاس) اور عشر (آکھ، آک) کے درختوں میں ہوتی ہے، درخت رمث میں موجود گوند سفید اور شیریں ہوتی ہے اور درخت آکھ کی گوند کو سکر العشر کہتے ہیں۔ حدیث میں بھی ''مغافیر'' کا ذکر آتا ہے۔ نیز اس سے قبل حرف العین کے تحت ''العشر'' کا ذکر بھی آچکا ہے۔

مِلْحٌ.... (نمک، SALT):

نمک، گرم خشک بدرجہ سوم ہے، نمک کا اعتدال کے ساتھ استعمال، رنگ کو خوبصورت کرتا ہے، نمک، دست آور بھی اور قے کو بھڑکاتا ہے اور شہوت کو تیز کرتا ہے، نمک کا زیادہ استعمال خارش کو پیدا کرتا ہے۔

مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

''تمہارے سالن کا سردار نمک ہے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''آنحضور ﷺ نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک، ایک بچھو نے آپ ﷺ کی انگلی پر ڈنگ مارا، آپ ﷺ فارغ ہو کر کہنے لگے، بچھو پر خدا کی لعنت اس نے نہ کسی پیغمبر کو چھوڑا اور نہ کسی اور کو' پھر آپ ﷺ نے نمک ملا پانی منگوایا اور متاثرہ جگہ کو پانی اور نمک میں ڈالا اور سورۃ الاخلاص اور معوذتین (اس پر) پڑھی تو درد رک گیا۔'' (رواہ ابن ابی شیبہ)

مصنف کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ بچھو وغیرہ کے ڈسنے پر نمک کا استعمال مفید

ھوتا ہے۔ ابن سینا کا قول ہے کہ: بچھو کے ڈسنے پر نمک کا ضماد مع تخم کتان کیا جائے، اس لیے کہ اس میں حرارت کے سبب سرد زہر کے مقابلہ کی تاثیر ہوتی ہے، زہر کو جذب کر کے اس کو تحلیل کرتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''جو شخص شام ہوتے وقت یہ پڑھے گا: "سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ" تو اس رات بچھو اسے نہیں ڈسے گا۔''

امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ معروف ہے کہ: ''اگر تم شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتے، "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ" تو کوئی چیز تمہیں گزند نہ پہنچا پاتی۔''

نمک، گوشت اور اس کی عفونت و بدبو کو بچاتا ہے، کھانوں اور جسموں کی اصلاح کرتا ہے حتیٰ کہ یہ سونے اور چاندی کا بھی مصلح ہے کہ سونے کو زرد اور چاندی کو سفید رکھتا ہے۔

''معالم التنزیل'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چار برکتیں اتاری ہیں۔ ① لوہا ② آگ ③ پانی ④ نمک۔

مَنٌّ .... (ترنجبین،MANNA):

قرآن حکیم میں بھی ''من'' کا ذکر ہے: ﴿وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی﴾ (البقرہ: ۵۷) ''پہنچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین۔'' اور ''بیٹریں'' ترنجبیں گرم و خشک قوت ہوتی ہے، بعض اعتدال کے قائل ہیں، خطمی پر جو لگتا ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو اس سے نکالا جا سکے وہ سفید رنگ ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو نکالا نہ جا سکے اس کا رنگ سبز ہوتا ہے اور اس کی قوت کم زیادہ ہوتی ہے اس درخت کے مطابق جس پر وہ لگتا ہے۔ ترنجبین، سینہ کے لیے اور کھانسی کے لیے مفید ہے۔ نیز ترنجبین کا جلاء ہوتا ہے۔

مَوْزٌ.... (کیلا،BANANA):

کیلا، گرم تر بدرجہ اول ہے، قلیل الغذاء ہے، سرد مزاج رکھنے والے شہد کے ہمراہ استعمال کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک ''طلح'' اور ''موز'' ایک ہی چیز ہے۔

حرف النون

نَارجِيَلٌ.... (ناریل، COCOANUT):

ناریل گرم تر ہے، سب سے عمدہ وہ ہے جس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ قوت باہ میں اضافہ کا سبب ہے، کمر درد میں مفید ہے۔

نَارَنج.... (نارنج، CITRUS MEDIKA):

اس کی خوشبو کا سونگھنا، مقوی قلب ہے، اس کو پوست کا ایک مثقال شربت پینا بچھو اور تمام زہریلے جانوروں کے ڈسنے میں مفید ہے۔

نارنج کا گودا، معدہ کی جلن میں مفید ہوتا ہے اور کپڑوں سے داغ دھبوں کو اکھاڑ ڈالتا ہے۔ نارنج کی پوست، تخم اور گودے کا مزاج ترنج کا سا ہے۔ اگر روغن زیتون میں اس کی پوست کو جوش دیا جائے تو پاؤں کی پھٹن اور ٹھنڈے پن کو فائدہ دیتا ہے۔

نَارٌ.... (آگ، FIRE):

قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آتا ہے، آگ، گرم خشک بدرجہ چہارم، آگ تمام پرانی بیماریوں میں نفع دیتی ہے، آگ کے ذریعہ داغنے دینا فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس کا مزید ذکر ''الکی'' کے تحت آئے گا۔ انشاءاللہ

نَبَقٌ.... (بیر، JUJUBE FRUIT):

بیر کے درخت کا پھل ہے، زعرور درخت (ایک سرخ پھلدار درخت) کے مشابہ ہوتا ہے، مزاج سرد خشک، طبیعت کو روکتا ہے، معدہ کی دباغت کرتا ہے۔

ابونعیم کی کتاب الطب میں مرفوعاً مروی ہے کہ: ''جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہوں نے زمین کا جو پھل سب سے پہلے کھایا وہ یہی بیر تھا۔''

نُخَالَةٌ.... (بھوسی، BRAN):

گرم ہے، بھوسی کا طبوخ، کھانسی اور سینہ کے لیے مفید ہے اور مولی کے پتوں کے ہمراہ

استعمال کرنا بچھو کے ڈسنے کے درد کے لیے مسکن ہے۔

نَخْلٌ.... (کھجور کا درخت، DATE PALM):

قرآن حکیم میں بھی ''نخل'' کا ذکر ہے اس کے پتوں میں یبوست اور تخفیف ہوتی ہے۔

نَرْجِسٌ.... (نرگس، NARCISSUS):

گل نرگس، گرم خشک ہے، اس کا سونگھنا، دماغ کے سدوں کو کھولتا ہے، مرگی میں مفید ہے، اس کا کھانا قے کو محرک کرتا ہے۔ مرفوعاً مروی ہے کہ: ''تم گل نرگس کو سونگھا کرو، کیونکہ دل میں جنوں، جذام اور برص کا دانہ ہوتا ہے جو اسی سے ختم ہو سکتا ہے۔''

نَعْنَاعٌ.... (نعناع، PAPER MENT):

نعناع، گرم خشک ہے، ترکاریوں میں سب سے لطیف ترکاری ہے۔ معدہ کو قوت دیتی ہے اور ہچکی کو تسکین دیتی ہے۔ قے کو روکتی ہے، قوت باہ میں مددگار ہے، دودھ میں ملا دیا جائے تو دودھ معدہ میں خراب نہیں ہوتا۔

نُوْرَةٌ.... (چونا، QUICKE LIME):

اس نسخہ کے اجزاء اصلیہ یہ ہیں کہ چونا آب نارسیدہ دو حصہ اور ہڑتال ایک حصہ لے کر دونوں کو پانی میں ملا لیا جائے اور دھوپ یا حمام میں اتنی دیر تک رکھ چھوڑ دیا جائے کہ وہ پک جائے اور اس کی نیلگونیت مزید تیز ہو جائے، پھر اس کی مالش کی جائے اور اس کو لگانے کے بعد تھوڑی دیر تک بیٹھ رہیں تا کہ وہ اپنا کام مکمل طور پر کر جائے، اس دوران پانی نہ لگنے پائے، پھر اس کو دھو کر اس کی جگہ مہندی کا طلاء کریں تا کہ اس کی سوزش ختم ہو جائے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ جب نورہ کا طلاء کرنے لگتے تو اس کی ابتداء اپنی شرمگاہ سے کرتے تھے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''سب سے پہلے جو شخص حمام میں داخل ہوئے اور ان کے لیے نورہ بنایا گیا وہ سلیمان علیہ السلام تھے۔''

اس سے قبل جیسا کہ بتایا گیا کہ آخر میں مہندی کا طلاء کر لینا موزوں ہوتا ہے۔

مروی ہے کہ: ''نورہ کے بعد مہندی کا استعمال جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔''

نیز مروی ہے کہ: ''آنحضور ﷺ نے نورہ کا طلاء فرمایا اور فرمایا کہ تم بھی اس کا استعمال کرو۔'' اس کی بدبو کو مٹی، سرکہ اور عرق گلاب دور کر دیتا ہے۔

نَوْفَرْ.... (نیلوفر، WATER LILY):

نیلوفر، سرد تر ہوتا ہے اور نیند آور ہونے کے ساتھ دردِ سر کو تسکین دیتا ہے، اس گل کا زیادہ سونگھنا، دماغ میں فتور پیدا کرتا ہے، قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے، اور مادہ منویہ کا ازالہ کرتا ہے۔ اس کا شربت کھانسی میں مفید ہے صفراء میں مستحیل نہیں ہوتا ہے۔

نَمَّامٌ.... (نمام، کالی تلسی، WILD THYME):

کالی تلسی، گرم خشک ہے، امتلاء شکم کی صورت میں ہچکی کو مفید ہے۔

نَمَلَ.... (چیونٹی، ANTS):

قرآن مجید میں بھی ''نمل'' کا ذکر آتا ہے۔

﴿ يَاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ ﴾ (النمل: ۱۸)

''اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو۔''

پلکوں پر اس کا طلاء بالوں کے اگنے کو روکتا ہے اور برص میں اس کو لطّوخ کیا جائے تو برص کا ازالہ کرتا ہے۔

حرف الہاء

هُدْهُدْ.... (ہدہد، HOOPOE):

کتاب الخواص میں ہے کہ اس ہدہد کے خواص میں سے چند ایک یہ ہیں۔

① جب مرض نسیان میں مبتلا شخص پر آکر بیٹھتا ہے تو اسے بھولی ہوئی بات یاد آجاتی ہے۔

② جب کوئی شخص اسے ہمراہ لے کر دشمن کے پاس جائے تو دشمن پر غالب آجاتا ہے۔

③ اگر کسی سحر زدہ یا عورتوں سے باندھے ہوئے شخص پر اس کا نجور کیا تو اثر ختم ہو جاتا ہے۔

④ اس کا گوشت پکانا، بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ ان میں سے اکثر اوصاف درست نہیں ہیں اور ہد ہد کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔

هَيْلُوْنٌ.... (ہلیون، ARTIMESIA VUGARIS):

ہلیون، گرم تر ہے، گردہ کے سدے کھولتا ہے، کمر درد میں نافع ہے، منی میں اضافہ اور ولادت میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ کتا اگر ہلیون کے مطبوخ کو پی لے تو مر جاتا ہے۔

هِلِيْلَجٌ.... (ہلیلہ، CHEBULLA MYROBAHAN):

اس کی تین اقسام ہیں۔ ① ہلیلہ سیاہ (کالی ہڑ) ② ہلیلہ زرد (ہڑ زرد) ③ ہلیلہ کابلی۔ اس کی باقی اقسام بھی ان ہی کی طرف راجع ہوتی ہیں۔ ہلیلہ، سرد خشک مزاج رکھتی ہے۔ زرد ہلیلہ صفراء کو، کابلی، بلغم کو اور سیاہ (ہندی) سوداء کو مسہل ہے۔

ہلیلہ (ہڑ) نقوعات، مطابیخ، حبوب اور اطریفلات میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا زرد دانہ منہ کی حرارت کو ٹھنڈا کرتا ہے اور کابلی ہلیلہ کا مربہ بنایا جاتا ہے اور اس سے اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے، منہ کی بدبو زائل کرتا ہے، شہوت کو زائل کرتا ہے۔ مروی ہے کہ: ''ہلیلہ (ہڑ) جنت کے درخت میں سے ہے اور اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے۔''

هَنْدُبا.... (کاسنی، ENDIVE):

کاسنی کا مزاج موسموں کے حساب سے بدلتا رہتا ہے، چنانچہ موسم گرما میں گرم خشک اور موسم سرما میں سرد تر رہتا ہے، اور لطافت کی وجہ سے اس کی قوت شہد سے ختم ہو جاتی ہے اور جگر کے امراض حارہ و باردہ میں مفید ہے۔

سرکہ اور شکر اس کے نفخ کو دور کرتا ہے، کاسنی، مطابیخ اور شربت دینار میں استعمال ہوتی ہے۔ ایک مرفوع روایت ہے کہ: ''کاسنی کا استعمال کیا کرو اور اس کو صاف نہ کرو، اس لیے کہ اس پر ہر روز جنت کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ (رواہ ابونعیم)

حرف الواو

وخشیزاك.... (ایک خرسانی گھاس):

گرم خشک مزاج رکھتی ہے مثقال بھر وزن اس کو پینا کیڑوں کو مار ڈالتا ہے۔

وَرْدٌ.... (گلاب، ROSE):

اس کا مزاج سرد خشک بدرجہ دوم ہے، شہد یا شکر میں اس کا مربہ گرم ہے معدہ کو قوت دیتا ہے اور ہضم میں معین ہے۔ اس کے گودے کے مزاج پر حرارت غالب ہوتی ہے کیونکہ اس کا سونگھنا معطس (چھینک آور) ہے اور اس مرض کے مریض کو جعل کہتے ہیں اور نصیبی گلاب مسہل ہوتا ہے۔ اور شربت گلاب مکرر اور معجون گلاب نصیبی تیار کیا جاتا ہے۔

اور سرخ رنگ کا کھٹا میٹھا گلاب قابض ہے، اس سے تازہ شربت گلاب اور ایک معجون، معجون گلاب مزی کے نام سے اور دم گلاب تیار کیا جاتا ہے۔

اور سفید گلاب سے صرف معجون گلاب بنایا جاتا ہے اور وہ نہ قابض ہے اور نہ ملین بلکہ معتدل ہے اور گلاب سیاح سے گلاب کا زیتونی اور تلوں کا عرق تیار کیا جاتا ہے۔ زیتونی میں اعضاء کے لیے زیادہ تقویت ہوتی ہے اور تلوں والے میں دردوں کی تسکین کی زیادہ قوت ہوتی ہے۔

وَرْسٌ: .... (ورس، FLAMIRGIA GRAHAMMANA):

ورس کا مزاج سرد خشک بدرجہ اول ہے۔ سب سے عمدہ ورس سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ یمن میں اسے بویا جاتا ہے۔ ورس، چہرے کی جھائیوں، خارش اور پھوڑے پھنسیوں میں بطور طلاء مفید ہوتا ہے، برص کے لیے اس کا پینا نافع ہے، ورس سے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرنے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

''امام ترمذی رحمۃ اللہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ذات الجنب کے مرض میں روغن زیتون اور ورس کا ذکر کیا کرتے تھے۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ہم میں سے ہر عورت جھائیوں کی وجہ سے اپنے چہرے پر ورس کا طلا کرتی تھی۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ محرم شخص ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنے۔''

مصنف فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ رنگا ہوا کپڑا خواہش جماع پیدا کرتا ہے۔

وَسَمَہ..... (وسمہ، نیل کے پتے، INDIGO LEAVES):

وسمہ، نیل کے پتوں کو کہتے ہیں، اسے وسمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وسامۃ بمعنی خوبصورتی سے ماخوذ ہے، اس سے سفید بال خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ خضاب کے لیے اس کو ملایا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس قدر خوبصورت ہے، پھر ایک اور شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت خوبصورت ہے۔ پھر ایک اور شخص کا گزر ہوا جس نے صفرہ (زرد رنگ) کا خضاب کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ، یہ سب سے خوبصورت ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بھی صفرہ (ورس) کا خضاب کرتے تھے۔

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ابن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور وہ آنحضرت ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، تو ان کے بال کا خضاب وسم سے ہوا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح روایت ہے کہ: ''انہوں نے سیاہ خضاب بھی استعمال کیا ہے اور آنحضور ﷺ سے صحیح طریق سے ثابت ہے کہ انہوں نے ابوقحافہ کے سفید بالوں بارہ میں فرمایا: ''اس کو تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو۔'' (رواہ مسلم)

حرف الیاء

يَاقُوتٌ.... (یاقوت، RUBY):

یاقوت، قلب کے لیے مقوی اور مفرح ہے، ہر طرح کے زہر میں نافع ہے، منہ میں رکھنے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے، آگ اس پر اثر نہیں کرتی، نہ اوزار اثر کرتے ہیں، قرآن پاک میں بھی یاقوت کا تذکرہ ہوا ہے۔

يَاسَمِين.... (چنبیلی، JASMINE):

چنبیلی، گرم خشک ہے، بوڑھوں کو فائدہ دیتی ہے، اس کا زیادہ سونگھنا، چہرے کے رنگ کو زرد کرتا ہے اور اس کا تیل مسخن ہے اگر اس کو خشک کر کے پاؤڈر بنا کر سیاہ بالوں پر چھڑکایا جائے تو سفید ہو جائیں گے۔

يَقْطِينٌ.... (کدو، ایک بیل دار درخت، WINTER SQUASH):

اس سے پہلے بھی ''القرع'' کے ذیل میں اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ (وہاں دیکھ لیجیے) اے انسان! خوب غور و تدبر کر اور اس ارشاد خداوندی میں تفکر کر کے عبرت حاصل کر، ارشاد ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○﴾ (الشعراء: ۷)

''کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کس قدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔ نیز فرمایا:

﴿مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ○﴾ (ق: ۷) ''ہر ایک قسم بارونق۔''

[illegible]، ساختہ ہو کر کہہ دو سبحان اللہ اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے جو بادشاہ ہے، [illegible] اور بیان کرنے والا ہے، جس نے ان نفع بخش اور مضرت رساں اشیاء کو پیدا کیا اور اپنے [illegible] میں سے جس کو چاہے، ان کے منافع، مضرات اور ان کو حار و بارد اور رطب و یابس [illegible] دیا، اور اب تک جو کچھ مذکور ہوا وہ بس اس قدر ہے کہ جس قدر قطرے کو سمندر سے [illegible] ہو سکتی ہے، یعنی بہت کم ذکر کیا گیا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ﴾ (المومن: ۱۳)

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ (ق: ۳۷)

''تحقیق اس میں البتہ نصیحت ہے اس شخص کے لیے جس کے پاس دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے۔''

امر سوئم:

ادویہ مرکبہ کے بیان میں

باب اوّل:...... ترکیب ادویہ کے قواعد میں:

اطباء کہتے ہیں کہ، اگر مفرد دوا، مرض میں کفایت کرتی ہو تو ہم اس پر مرکب دوا کو ترجیح نہیں دیتے، البتہ بعض اوقات ہم ترکیب پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

جس کے چند اسباب ہیں:

۱۔ مفرد دوا کی کیفیت کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔

۲۔ مفرد دوا میں کراہت ہوتی اس لیے اسے تقویت کے لیے مطیب کیا جاتا ہے، جیسے سونٹھ کو ثرید کے ہمراہ ملا دیا جاتا ہے۔

۳۔ دواء مفرد کی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے جیسے زنگار کے مرہم میں موم کا اختلاط کرنا۔

۴۔ کوئی ضرر دور کرنے کے لیے، جیسے کثیراء (ایک قسم کی گھاس) کا سقمونیا میں ملانا۔

۵۔ دوا کی قوت کو ایک مدت تک باقی رکھنے کے لیے، جیسے بڑی معجونوں میں افیون کا ملانا۔

۶۔ دوا سریع النفوذ ہے اس لیے ایسی چیز اس میں مخلوط کرنا پڑی جو اس کو ثابت رکھتے۔

۷۔ دوا، نفوذ میں سریع نہیں، سست ہے، اس لیے اس میں وہ چیز مخلوط کرنا پڑی جو اس کے نفوذ میں سرعت پیدا کر دے۔

۸۔ خود مرض مرکب ہے، لہٰذا اس کے لیے دوا بھی مرکب تجویز کی گئی۔

۹۔ مرض شدید اور قوی ہے مفرد دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

۱۰۔ مریض کا مزاج مختلف ہے، اس لیے کوئی ایسی مفرد دوا میسر نہیں جو متضاد افعال انجام دے سکے اس لیے مرکب دوا دی جاتی ہے۔

۱۱۔ متاثرہ عضو معدہ سے کافی دور ہے اگر اس تک دوا پہنچے گی تو اس کی قوت میں کمی آ جائے

گی اس لیے اس کے ہمراہ مرکب دوا دی جاتی ہے جو سرعت کے ساتھ اس تک اثر پہنچا سکے، جیسے کافور کے ہمراہ زعفران دینا یا دارچینی شادنج کے ہمراہ دینا۔

⑫ وہ عضو شرف وفضیلت رکھتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ کوئی محلل چیز مخلوط کی جاتی ہے جو اس کی قوت کو محفوظ رکھ سکے، جیسے قابض معطر ادویات

⑬ اس دوا میں کوئی مضرت پائی جاتی ہے جو کسی عضو کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کے ہمراہ ایسی چیز ملا دی جاتی ہے جو اس کے ضرر کو زائل کر سکے۔

فائدہ:...... جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب یہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق (تخلیق کردہ چیز) میں نفع بخش حصہ بھی ہوتا ہے اور مضرت رساں حصہ بھی اگر تو نفع بخش حصہ دوسرے حصہ پر غالب ہوا تو وہ مخلوق قابل تعریف ہے اور بصورت دیگر قابل مذمت۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت کمال آشکارا ہوتی ہے جس میں اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

لہٰذا جیسے حکمت، اس بات کی متقاضی ہوئی کہ مفردات کی ایک دوسرے سے اصلاح ہو اسی طرح اس بات کی بھی متقاضی ہوئی کہ نوع انسانی کی بھی ایک دوسرے سے اصلاح ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی اصلاح کے لیے اپنے پیغمبر مبعوث کیے تاکہ ان کے مفاسد کی اصلاح ہو اور نقائص کی تکمیل ہو، نیک عمل پر خوش خبری دیں اور برے اعمال پر تنبیہ کریں۔

لبید رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ:

ما عاتب المرء الكريم كنفسه
والمرء يصلحه القرين الصالح

''شریف انسان کو اس کے نفس کی طرح کوئی عتاب نہیں کر سکتا اور انسان کا نیک ساتھی ہی اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔'' یہ مصرعہ بھی لبید رضی اللہ عنہ کا ہی ہے:

الا كل شيء ما خلا الله باطل.

''خدا کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے۔''

حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید رضی اللہ عنہ کی بات ہے۔

یہ لبید رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام بھی ہوئے اور مخلص مسلمان بنے۔

جب خدا تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث فرمائے تو کچھ لوگ تو وہ تھے جن کی طبیعت میں خیر کا غلبہ تھا اور شر کا جذبہ مغلوب تھا، انہوں نے پیغمبروں کی دعوت پر لبیک کہا اور تابع دار بنے، خدا کی ہدایت کو بسر وچشم قبول کیا اور بالآخر مرض جہالت سے شفایاب ہو کر فائز المرام ہوئے۔ اور دنیا ان کے لیے عافیت کا گھر اور آخرت نعمتوں کا گھر بنا۔

اور اس کے بالمقابل کچھ لوگ وہ تھے جن کی طبیعت میں شر غالب اور جذبہ خیر مغلوب تھا، انہوں نے اس دعوت سے منہ موڑا اور کنارہ کشی اختیار کی چنانچہ وہ اپنے مرض جہالت میں ہی دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور آتش دوزخ ان کی قرار گاہ بنی۔ (اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو پناہ میں رکھے)۔ کسی شاعر نے اسی بات کو یوں بیان کیا ہے۔

أیـــا آکــلا کــل مـــا اشتهـــاه　　　وشـــاتــم الــطـــب والطبیــب

ثـمـار مـاقـد غـرست تجنی　　　فـــاعـد لـلسـقم عن قـريـب

”اے وہ شخص جو ہر مرغوب چیز کو کھانے والا ہے اور طب اور طبیب کو سب وشتم کرنے والا ہے؟ یاد رکھ! جو کچھ تم بوو گے وہی کاٹو گے پس تم عنقریب پیش آنے والے مرض کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

جاحظ کہتا ہے:

یـطیب العیش ان تلقی حلیما　　　وفـضـل العلم یعرفه الادیب

سـقـــام الــحـرص لیـس لهــا　　　وداء الــجهــل لیـس لـه طبیب

”کسی سلیم الطبع انسان سے مل کر زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے اور علم کے مقام سے ادیب ہی واقف ہوتا ہے، حرص کی بیماری ایسی ہے کہ اس کی کوئی دوا نہیں اور جہالت ایسا مرض ہے کہ اس کا کوئی طبیب ومعالج نہیں ہے۔“

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو مثال سے سمجھایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو علم و ہدایت دے کر مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے زیادہ بارش کسی زمین پر برسے، پھر زمین کا ایک ٹکڑا عمدہ ہو وہ بارش کے پانی کو قبول کر لے (جذب کر لے) اور بہت زیادہ گھاس پھونس اگائے، اور ایک ٹکڑا خشک اور بنجر ہو جو اس پانی کو روک لے، اور اس سے اللہ نفع دے چنانچہ لوگ اس کو پئیں اور دوسروں کو پلائیں اور کھیتی باڑی کریں اور زمین کے ایک اور پر بھی بارش برسے جو محض چٹیل میدان ہو، نہ تو پانی کو روکے اور نہ کچھ اگائے، یہ مثال ہے اس کی جس کو اللہ کے دین کا فہم حاصل ہوا اور اللہ نے جو (علم و ہدایت) دے کر مجھے مبعوث فرمایا اس نے اس کو نفع دیا پھر اس نے وعلم سیکھا اور اوروں کو سکھایا، اور یہ اس کی بھی مثال ہے جس نے اس (ہدایت) کی طرف سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں۔'' (متفق علیہ)

آنحضور ﷺ کا یہ جملہ ''زمین کا ایک ٹکڑا عمدہ ہو۔'' قابل توجہ ہے اس میں غور کیجیے!۔

ادویات کے اوزان کا اختلاف:

اگر دوا میں تسخین یا تبرید یا قوت کی تاثیر شدید ہو تو کم وزن میں استعمال کی جائے گی اور اس کے برعکس صورت میں زیادہ وزن میں استعمال کی جائے گی، اور اگر دوا، قلیل النفع ہو تو زیادہ لی جائے گی اور اس کے برخلاف صورت میں کم لی جائے گی، اسی طرح اگر عضو، دور ہو تو وزن کو لیا جائے گا اور اگر قریب ہو تو اس کے خلاف ہوگا۔

اسی طرح اگر امتلاء بطن زیادہ ہو تو قوت بخش دوا لی جائے گی اور اگر کم ہو تو اس کے بر خلاف ہوگا۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ان ادویہ میں سے جدید اور عمدہ دوا کا انتخاب کریں اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار ہوں اور یہ کہو کہ: ''اللہ کے سوا کوئی بھی نیک کام کرنے او برے کام سے بچنے کی توفیق اور ہمت و طاقت نہیں دے سکتا وہ ذات غالب حکمت والی ہے۔'' یہ کہہ کر مریض کا علاج شروع کر دیں۔

باب دوئم:

اختصار کے ساتھ چند ادویہ مرکبہ کا ذکر

میں نے اس باب میں مشہور استعمال ہونے والی ادویہ کا ذکر کیا ہے تاکہ علاج امراض کے سلسلہ میں ان کا ذکر کرنا نہ پڑے۔

جوشاندہ شریں:

وہ یہ ہیں، عناب، سپستان (لہسوڑہ)، سونف، رب سوس (ملٹھی کا ست) جوشاندہ شریں میں اجمود کے تخم، سرخ کشمش اور جعدۂ خوشہ خرما کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

نقوع شیریں:

وہ یہ ہیں، خوبانی، عناب، پھول نیلوفر اور آلو بخارا

نقوع ترش:

وہ یہ ہیں، املی کے تخم اور انار دانہ

نقوع مسہل:

اس میں سنا مکی اور پھول بنفشہ کا اضافہ کیا جائے اور سقمونیا ایک [illegible] نے سے قوی ہو جاتا ہے۔ ان سب چیزوں کو گرم پانی میں بھگو دیا جا[illegible] اور شکر کے [illegible] کر لیا جائے۔

اور باقی پھل و میووں کا مطبوخ تو نقوع مسہل میں [illegible] کا [illegible] کیا جائے اور خوبانی کے بدل میں سپستان ڈالا جائے اور پکایا [illegible] ریوند [illegible] ساتھ استعمال قوت پیدا کرتا ہے۔

مطبوخ اقلیموں [illegible] پھل، اکاس بیل، [illegible] اور [illegible] اضافہ کیا جائے گا۔ اور سقمونیا کے ہمراہ گل ارمنی گلاب کا زیرہ، اگر [illegible] ہو [illegible] ورنجاں، [illegible] رنج اور

نسوت بڑھا دیا جائے۔ اور بعض اوقات اس میں ترنجان، شاہترہ اور کاسنی ملا دی جاتی ہے جبکہ جلا میں کوئی خارش وغیرہ ہو۔

اور ریوند چینی کا لعوق، ریوند چینی، سقمونیا اور رب آلو بخارے سے تیار ہوتا ہے، اور کبھی رب کے بدل میں املتاس ڈالا جاتا ہے۔

حبوب میں نسوت، ہلیلہ (ہڑ) سقمونیا اوایارج شامل ہیں ان کو پانی میں مل کر کے، قنوع شدہ چنے کے برابر حبوب بنا لیے جائیں۔

امام مروزی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ میں سر درد میں مبتلا ہوں، انہوں نے کہا کہ اس کا سبب طبیعت کی خشکی ہے اس لیے تم اپنی طبیعت کو سہل کرو، پھر کہا کہ میں تمہیں ایک حب (دانہ) دیتا ہوں تم اس کو تیار کر لینا، پھر وہ حب لے کر آئے اور کہا اس کو رات کے وقت پی لینا اور بتایا کہ اس میں ہلیلہ زرد و سیاہ، مصطگی اور ایلوا شامل ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حب دردِ سر میں بہت مفید ہے۔

ملین حقنوں میں یہ چیزیں شامل ہیں۔ عناب، سپستان (لہسوڑہ)، پھول بنفشہ، سنا، خبازی کے بیج، خطمی، املتاس، سقمونیا، سہاگہ، شکر سرخ، تلوں کا تیل، چقندر کی شاخیں، امام احمد رحمۃ اللہ نے حرب کی روایت کے مطابق بلاضرورت حقنہ کے عمل کی کراہت کو بیان کیا ہے۔ مجاہد، حسن، طاؤس اور عامر رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن بہت سے دیگر راویوں نے ان سے عدم کراہت کا قول نقل کیا ہے۔ ابراہیم، ابوجعفر، حکم، ابن عیینہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہم اس کے قائل ہیں۔

خلال کہتے ہیں کہ سعید بن ایمن نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دی ہے۔" نیز وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے حقنہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ بھی دیگر دواؤں کی طرح ایک دوا ہے۔

ابوبکر المروزی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ سے یہ بات بیان کی گئی تو انہوں حقنہ کا عمل

کیا۔ یہاں ایک مسئلہ ہے کہ آیا حقنہ، مفسد صوم ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کے مابین اختلاف ہے، امام شافعی کے نزدیک اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق حقنہ، مفسد صوم ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مفسد صوم نہیں ہے۔ شیخ احمد بن تیمیہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

مجھے اس حقنہ کا علم ایک پرندہ کے عمل سے ہوا جو بہت زیادہ مچھلی خور تھا، وہ اپنی چونچ سے کھاری دریا کا پانی لے کر اپنے مقعد میں ڈالتا تھا اور یوں استفراغِ شکم کرتا تھا۔

فن سوئم:
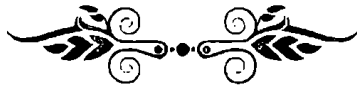
امراض کا علاج

اس سے قبل یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ فن طب کی اصل غرض یہ ہے کہ موجود صحت کی حفاظت اور مفقودہ صحت کو بحال کیا جائے۔ چنانچہ اب ہم اس پر بات کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے علاج معالجہ کو مباح قرار دیا ہے بلکہ اس کی ترغیب بھی دی ہے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بیماری کی دوا موجود ہے، لہٰذا جب دوا اس مرض کو موافق آ جاتی ہے تو بحکم خداوندی مریض شفا یاب ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

اس حدیث مبارک میں آنحضرت ﷺ نے علاج معالجہ کی ترغیب دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ''اللہ نے جس بیماری کو بھی اتارا ہے اس کی دوا بھی اتاری ہے۔'' (بخاری)

دوسری روایت میں یوں الفاظ ہیں: ''جس کی کوئی دوا نہ رکھی ہو۔''

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا کہ کچھ دیہاتی لوگ آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم علاج معالجہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اللہ کے بندو! علاج کیا کرو، کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں رکھی جس کی دوا نہ رکھی ہو، سوائے ایک بیماری کے وہ ہے بڑھاپا۔'' (رواہ الاربعۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جس بیماری کو بھی خلق کیا ہے اس کی شفا ضرور پیدا کی ہے، جاننے والے تو اسے جانتے ہیں اور نہ جاننے والے نہیں جانتے، سوائے سام کے اور سام سے مراد موت ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات نے بیماری اتاری ہے اسی نے اس کی دوا بھی اتاری ہے۔''

حضرت ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں بتایئے کہ یہ جو ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور علاج معالجہ کرتے ہیں کیا یہ عمل، اللہ کی تقدیر کو رد کر سکتے ہیں!؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ بھی تقدیر الٰہی کا حصہ ہیں۔'' (رواہ الترمذی وحسنہ)

آدمی کی فطرت میں یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور انسانی بدن مختلف اخلاط سے تخلیق شدہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ﴾ (الدھر: ۲)

''بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا۔''

''امشاج'' سے اخلاط مراد ہے، اور اس کا قوام اور حفاظت، مزاج کو معتدل رکھنے میں ہے، یہ نفع بخش چیز کے استعمال اور مضرت رساں چیز کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور یہی فن طب کی غرض و غایت ہے۔

بیماری ان رطوبات اصلیہ کو تحلیل کرتی ہے اور انہیں متعفن کرتی ہے جن سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے، اور فن طب، اس عفونت کو روکتی ہے اور رطوبت کو سرعت تحلل سے محفوظ رکھتی ہے۔

جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ''ابن آدم کی تخلیق اس طرح ہوئی کہ اس کے پہلو میں ننانوے آرزوئیں ہیں، اگر وہ اس سے خطا بھی ہو جائیں تو بڑھاپے میں پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ اسی حالت میں مر جاتا ہے۔'' (رواہ الترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''اگر ایک چوک جائے تو دوسری نوچ لیتی ہے اور اگر وہ چوک جائے تو اگلی اسے نوچ لیتی ہے۔'' (رواہ البخاری)

موت تو ایک اٹل حقیقت ہے، البتہ طب، زندگی کی رمق موجود ہوتے وقت امراض و علل کا علاج کرتی ہے۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ، موت، اجسام کے ساتھ قائم بالذات ہے اور طب، مہلت کے ایام کو حسین بنانے کا نام ہے، چنانچہ طب، تندرست شخص کی صحت کی حفاظت کرتی ہے اور حتی المقدور صحت بحال کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

حضور ﷺ سے مروی ہے کہ: ''علم دو طرح کا ہے۔ ① علم الابدان ② علم الادیان۔'' یہ حدیث صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے بلکہ یہ امام شافعی کا قول ہے جسے محمد بن سہل الطّوسی رحمہ اللہ نے ربیع کے حوالہ سے ان سے نقل کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ، دو قسم کے لوگوں سے استغناء نہیں ہے، علماء سے، ان کے علم ادیان کی وجہ سے اور اطباء سے، ان کے علم ابدان کی وجہ سے۔''

حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کیا کرو۔''

نیز فرمایا کہ: ''علم تین طرح کا ہے۔ ① آیت محکمہ ② سنت قائمہ اور ③ فریضہ عادلہ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد امر ہے۔'' (راوہ الترمذی)

بنا بریں فن طب، سنت قائمہ میں شامل ہے، اس لیے کہ آنحضور ﷺ نے اس کو اپنایا بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے۔

نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''پانچ چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔ ① حیاء وشرم ② علم ③ بچھنا لگوانا ④ مسواک کرنا ⑤ خوشبو کا استعمال۔'' اس بارہ میں احادیث بے شمار ہیں۔ (رواہ البزار)

علاج کرنا افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے؟

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ علاج کروانا جائز ہے لیکن اس میں ان کی آراء مختلف ہیں کہ افضل کیا ہے: علاج کرنا یہ نہ کرنا؟؟

ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ علاج کرنا افضل ہے، اس لیے کہ آنحضور ﷺ کا فرمان کہ ''علاج کروایا کرو'' عام ہے، نیز اس لیے کہ آنحضرت ﷺ زمانہ مرض اور زمانہ صحت دونوں میں ہمیشہ مطب کیا کرتے تھے۔

زمانہ صحت میں تو تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ استعمال کر کے اور کشمش یا چھوارے کا نقیع بنا کر اور حالت مرض کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''جب آنحضور ﷺ کے مرض میں اضافہ ہو گیا تو عرب و عجم کے اطباء آیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے لیے نسخہ جات تجویز کرتے تھے اور پھر ہم آپ ﷺ کا علاج معالجہ کرتے تھے۔''

ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ کو بھی فن طب میں مہارت حاصل ہے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جب رسول اکرم ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے تو (اطباء کے) وفد آتے تھے اور نسخے بتاتے تھے، اسی وجہ سے ہمیں بھی ان کی معرفت ہو گئی۔'' (رواہ ابونعیم)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحت میں دیتا ہوں اور علاج میں کرتا ہوں، لہٰذا تم علاج کروایا کرو۔

دوسری جماعت کہتی ہے کہ علاج نہ کروانا افضل ہے، امام احمد سے بھی یہی بات منقول ہے کہ ترک علاج افضل ہے، مروزی کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ علاج رخصت ہے اور ترک علاج ایک درجہ ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو علاج کرتا ہے لیکن اس پر خوف رکھتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، وہ دراصل توکل کا مذہب اختیار کرتا ہے۔

اسی طرح اسحاق رحمہ اللہ نے بھی ان سے سوال کیا کہ ایک شخص ادویات استعمال نہ کرنے کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا ہے کہ وہ کوئی دوا وغیرہ پی سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب اس نے توکل کر ہی لیا ہے تو دوا ترک کرنا ہی میری نظر میں زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔

اس کی دلیل روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے کہ ''ایک عورت بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء عطا فرما دے! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں

اور وہ ذات تم کو شفا عطا فرما دے گی اور اگر تم چاہو تو صبر کرتی رہو تجھے جنت ملے گی۔ وہ کہنے لگی کہ یارسول اللہ! نہیں! میں صبر کر لیتی ہوں۔'' (بخاری ومسلم)

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: ستر ہزار لوگ جنت میں بے حساب و کتاب داخل ہوں گے، یہ وہ ہوں گے جو داغ نہیں لگاتے تھے اور جھاڑ پھونک نہیں کرواتے تھے اور نہ ہی بدشگونی لیتے تھے۔ (بلکہ) اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے: ''یہ وہ لوگ ہیں جو خوشبو کا استعمال نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی جھاڑ پھونک کرواتے تھے۔'' (بخاری)

علاء الدین بن البیطار کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علاج معالجہ کروانا واجب نہی ہے۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک صورت وجوب کی ہے جسے احمد بن تیمیہ نے نقل کیا ہے۔ اور حدیث کے حکم ''علاج کروایا کرو'' کو اباحت پر محمول کیا گیا ہے۔

نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ ان سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم آپ کے لیے کوئی طبیب یا معالج بلا دیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے، پوچھنے والے نے پوچھا کہ اس نے پھر کیا کہا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

اسی طرح ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ کو کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا کہ اپنے گناہوں کی: پوچھا گیا کہ کس چیز کی خواہش ہے؟ کہا کہ اپنے رب کی رحمت کی کسی نے کہا کہ کوئی طبیب بلا لائیں؟ کہا کہ طبیب کی طب اور دوا میرے مرض کو دور نہیں کر سکتی۔''

مؤلف کہتے ہیں کہ ''توکل'' خدا پر دل کے اعتماد کرنے کا نام ہے اور یہ بات اسباب کے منافی نہیں ہے یعنی اسباب اختیار کرنے کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ سبب اختیار کرنا متوکل کے لیے لازم ہے۔ اس لیے کہ ماہر طبیب موزوں نسخہ تجویز کرے گا پھر اس کی کامیابی کے لیے اللہ پر ہی بھروسہ کرے گا۔ جیسے کاشتکار ہل چلاتا ہے، بیج بوتا ہے پھر اس کی نشوونما اور بارش کے لیے اللہ پر توکل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ (النساء: ۷۱) ''اپنا بچاؤ کرو۔''
نیز حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اونٹ کو باندھ لو، پھر توکل کرو۔''
نیز ارشاد فرمایا: ''دروازے بند کر دیا کرو۔''
''نیز خود سرور دو عالم ﷺ غارِ ثور میں تین دن تک روپوش رہے۔''
علاوہ ازیں ایسا بھی ہوتا کہ بیماری پرانی ہوتی ہے اور اس کی دوا غیر یقینی ہوتی ہے کہ کبھی نفع دیتی ہے اور کبھی نہیں دیتی۔
نیز آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''جو شخص خود کو زہر دے کر مار ڈالے گا (قیامت کے روز) اس کے ہاتھ میں اس کا زہر ہو گا جسے وہ آتش دوزخ میں پیئے گا۔'' (متفق علیہ)

اطباء سے رجوع کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب کو بھیجا جس نے ان کے جسم کی رگ کو کاٹ کر اسے داغ دیا۔'' (مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''احد کے دن ایک انصاری آدمی کو پیٹ میں نیزہ لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دو اطباء بلائے جو مدینہ منورہ رہتے تھے اور ان سے فرمایا کہ تم ان کا علاج کرو۔''
ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ان طبیبوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا طب میں کوئی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔
ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ عہدی نبوی ﷺ میں ایک شخص بیمار ہو گیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا اس کے لیے طبیب کو بلاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی مراد معالج سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: ''ہاں''۔
ان ہی سے مروی ہے کہ: ''ایک مریض کی عیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ تشریف

لائے تو فرمایا کہ کسی طبیب کو بلا بھیجو!'' ایک کہنے والے نے عرض کیا! یارسول اللہ! یہ بات آپ ﷺ فرمارہے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہاں''۔ (الحدیث)

یہ احادیث مبارکہ ابونعیم نے اپنی کتاب ''الطب النبوی'' میں ذکر کی ہیں۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک آدمی زخمی ہوا تو اس کا خون بہنے لگا تو رسول کریم ﷺ نے بنوانمار کے دو آدمی بلائے اور پوچھا کہ تم میں سے بڑا طبیب کون ہے؟ ایک نے کہا کہ کیا طب میں کوئی خیر کی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس ذات نے بیماری اتاری اس نے دوا بھی اتاری ہے۔'' (رواہ مالک فی الموطا)

مولف کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی ''تم میں سے بڑا طبیب کون ہے۔'' سے معلوم ہوا کہ علاج کے لیے حاذق اور ماہر طبیب کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اسی وجہ سے جالینوس کا کہنا ہے کہ: جاہل طبیب مریض کے پاس آتا ہے تو وہ ایک بخار میں مبتلا ہوتا ہے جب واپس جاتا ہے تو وہ دو بخاروں میں مبتلا ہوتا ہے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علاج معالجہ سے واقفیت نہیں رکھتا۔

اس سے قبل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا گزر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے مرض میں اضافہ ہو گیا تو عرب وعجم کے اطباء آتے تھے۔'' (الحدیث)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مباح ادویات میں غیر مسلم طبیب کے قول کی طرف بھی رجوع کرنا جائز ہے۔ لیکن کوئی حرام دوا تجویز کرے جیسے شراب وغیرہ تو پھر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ اسی طرح روزہ چھوڑنے اور نماز بیٹھ کر پڑھنے وغیرہ کے مسائل میں اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ اس طرح کے دینی امور میں دو عادل مسلمان اطباء کا قول ہی معتبر ہوگا۔

امام احمد نے ایسی ادویات کے استعمال کی کراہت پر صراحت کی ہے جنہیں غیر مسلم اطباء تیار کرتے ہیں۔ جیسے معجونات اور مطبوفات وغیرہ۔

احمد بن الحسن رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق ان کا یہ قول ہے کہ: ''مشرک آدمی کی دوا پینا مکروہ ہے۔''

مروزی کہتے ہیں کہ امام احمد مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ان کے لیے ایسی دوا نہ خریدا کروں جو کسی نصرانی طبیب کی تجویز کردہ ہو، اور فرماتے تھے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس بات کا اطمینان نہیں کہ وہ کہیں اس میں حرام چیز مخلوط نہ کر دے جیسے زہر آلود اشیاء اور ناپاک چیزیں جو اس کے خیال کے مطابق درست ہوں اور مرض کے لیے مفید ہوں۔''

پرہیز کرنا:

پرہیز، بیماری کو روکتا ہے اور اس سے انسانی قویٰ میں مدافعت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

''آنحضرت ﷺ پرہیز کا حکم دیا کرتے تھے اور تکلیف دہ چیز سے منع کیا کرتے تھے۔''

مولف رحمہ اللہ اپنی مکمل مسند کے ساتھ حضرت ام المنذر رسلمیٰ بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ: ''رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی ابھی مرض سے شفا یاب ہوئے تھے۔ ہمارے ہاں کھجور کی شاخیں لٹک رہی تھیں، ام المنذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اتنے میں آنحضور ﷺ اٹھے اور ان (شاخوں میں سے) کھانے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے کے لیے اٹھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ! رک جاؤ! تم ابھی ابھی بستر مرض سے اٹھے ہو۔ (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ ان کھجوروں میں سے کچھ تناول فرمایا، پھر میں نے چقندر اور جو پیش کیے، آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس میں سے لے لو کہ یہ تمہارے لیے زیادہ موافق ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اسے شریح بن النعمان سے نقل کیا ہے۔ حدیث میں مذکور لفظ ''دوالی'' دالیۃ کی جمع ہے ناپختہ کچی کھجوروں کے لٹکے ہوئے خوشوں کو کہتے ہیں جو تازہ ہو جانے کے بعد کھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اور ''ناقہ'' اس کو کہتے ہیں جو تازہ تازہ بیماری سے اٹھا ہوا لیکن ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہ ہوا ہو۔

اور "حمیۃ" پرہیز کو کہتے ہیں، یعنی مریض کو مضر اشیاء کے کھانے سے باز کرنا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے سامنے کھجوریں اور روٹیاں رکھی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ! اور کھاؤ۔" چنانچہ میں کھجوریں کھانے لگا، آنحضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم کھجوریں کھا رہے ہو، حالانکہ تم آشوب چشم میں مبتلا ہو۔" (رواہ الحمیدی)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے یوں بچاتا ہے جیسے تم اپنے مریض کو کھانے پینے سے بچاتے ہو۔" (ترمذی)

ابن الجوزی رحمہ اللہ سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مریض کو اتنا پرہیز کرایا کہ وہ پرہیز کی شدت کی وجہ سے گٹھلیاں چوسنے لگا۔ طبیب عرب حارث بن کلدہ سے سوال کیا گیا کہ طب کی بنیاد کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ پرہیز کرنا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، پرہیز کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب وہ خود بیمار ہوئے تو کدو دال ماش ڈال کر کھاتے تھے اور ان کے لیے مزادیر اور تلوں کا تیل پکایا جاتا تھا۔

ایک دن عبدالرحمٰن نے ان کے لیے کدو کا نسخہ تجویز کیا کہ اس کا پانی لے کر شکر کے ہمراہ استعمال کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے "الطب النبوی" میں روایت نقل کی ہے کہ "جب آنحضور ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کو آشوب چشم کا مرض ہو جاتا تو آپ ﷺ اس کے پاس نہیں آتے تھے جب تک کہ وہ ٹھیک نہ ہو جائیں۔"

فن طب سیکھنے کی ترغیب:

اس سے قبل یہ حدیث مبارکہ گزر چکی ہے کہ "بلاشبہ اللہ نے جو بیماری بھی اتاری ہے اس کی دوا بھی اتاری ہے۔"

آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی، فن طب کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنی ہمت و طاقت کو بروئے کار لانے کا تقاضا کرتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، حلال وحرام کے بعد طب سے بڑھ کر افضل علم میرے علم میں نہیں ہے۔ نیز وہ اس بات پر رنجیدہ خاطر ہوتے تھے کہ آج مسلمانوں نے طب کا کس قدر حصہ ضائع کر دیا!

امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ ''مسلمانوں نے تہائی علم ضائع کر کے اسے یہود ونصاریٰ کے حوالہ کر دیا'' نیز وہ فرماتے تھے کہ: ''اہل کتاب، طب میں ہم پر غالب آ گئے ہیں۔''

خود امام شافعی رحمہ اللہ کا حال یہ تھا کہ علم شریعت کے امام وماہر ہونے کے ساتھ ساتھ فن طب میں بھی کامل بصیرت رکھتے تھے۔

کاتب کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے شیخ ابراہیم الرقی کو فن طب میں بھی خوب بصیرت رکھنے والا پایا ہے، اسی طرح شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ عماد الدین الواسطی بھی فن طب پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

بقراط وغیرہ کا قول ہے کہ ''طب، اللہ کی طرف سے ایک الہام ہے۔''

خود بقراط اس فن طب کے رئیس شمار ہوتے ہیں اور ان ہی کے مذہب کو مذہب صحیح قرار دیا جاتا ہے۔ امام فن طب جالینوس بھی ان کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں اطباء کے ہاں ان دونوں کو بہت اونچا مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آج بھی بقراط کی قبر زیارت گاہ خلق بنی ہوئی ہے اور اہل یونان کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام طب کو منصۂ شہود پر لائے، انہوں نے یہ علم اپنے باپ آدم علیہ السلام سے وراثت میں حاصل کیا تھا، بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے تجربات کے ذریعہ یہ علم حاصل کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ قیاس کے ذریعہ حاصل کیا۔ اور بعض کے نزدیک یہ علم ایک قوم نے مصر میں حاصل کیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ اہل ہند نے یہ علم مستنبط کیا تھا، بعض کا خیال ہے کہ ساحرین نے، بعض کے مطابق ادریس علیہ السلام نے اور بعض کی رائے میں ہرمس نے مختلف فنون، فلسفہ اور طب کا استنباط کیا ہے۔

غالب رائے یہ ہے کہ یہ علم (طب) اللہ ہی کی تعلیم اور الہام سے وجود میں آیا ہے اور یہ ہی بات حق ہے۔ اس کے بعد مشاہدات و تجربات کا اس میں اضافہ ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلیمان علیہ السلام جب نماز ادا کرتے تو اپنے روبرو درخت اگتا ہو دیکھتے، آپ اس سے دریافت کرتے کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اور تیرے منافع کیا ہیں! تو (وہ بتاتا تو) آپ اس کو لکھ لیتے تھے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ بلکہ حیوانات بھی طبعی اور الہامی طور پر فن طب کا استعمال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جسے بھی بھوک کا احساس ہوتا ہے وہ غذا ڈھونڈتا ہے، اور جب پیاس لگتی ہے تو پانی تلاش کرتا ہے اور جب کسی کرب میں مبتلا ہوتا ہے تو ٹھنڈا ہو جاتا ہے ورنہ گرم ہو جاتا ہے اور جب بدہضمی ہو جائے تو کھانے سے منہ موڑتا ہے اور یہی تو طب ہے۔

سانپ جب موسم سرما کے بعد اپنے بل سے نکلتا ہے تو اس کی بینائی کمزور ہوتی ہے تو وہ پھر سونف کے پاس آتا ہے اور اس میں سے کچھ کھاتا ہے تو اس کی بینائی لوٹ آتی ہے اور وہ دیکھنے لگتا ہے۔ اسی طرح وہ پرندہ جو مچھلیوں پر غوطہ زنی کرتا ہے، جب اس کی طبیعت میں احتباس ہوتا ہے تو وہ خود دریا کے پانی سے حقنہ کر لیتا ہے۔ پہلے بھی یہ بات بیان ہو چکی ہے۔

ابابیل پرندے کے بچے جب اندھے ہو جاتے ہیں تو ان کی ماں چین سے ان کے لیے مامیران بوٹی (میرا) لاتی ہے اور ان کو دیتی ہے جس سے ان کی بینائی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

گدھ کا حال یہ ہے کہ جب مادہ پر انڈے دینا دشوار ہو جاتا ہے تو وہ (نر گدھ) ہند میں آتا ہے اور کرنجوا نامی بوٹی لاتا ہے جسے حرکت دیتا ہے تو اس کے اندر سے حرکت کی آواز سنتا ہے، اس کو مادہ کے نیچے لا کر رکھتا ہے تو اس کے انڈے آسانی سے نکلتے ہیں۔

لومڑی موسم ربیع میں جب بیمار ہوتی ہے تو گھاس کھاتی ہے جو اس کے لیے مسہل کا کام کرتی ہے تو وہ ٹھیک ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بلی گھاس کھاتی ہے تو اس سے اس کی قے بند ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ گھانس پھونس ان کی غذا نہیں ہے۔

بس اللہ کی ذات ہی ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اسے ہدایت بھی دی ہے ہشام بن عروہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو طب کا عالم نہیں پایا، چنانچہ میں نے پوچھا: ''خالہ جان! آپ نے یہ فن کس سے سیکھا ہے؟ فرمانے لگیں کہ، میں لوگوں کو سنتی تھی کہ ایک دوسرے کو نسخے بیان کرتے ہیں تو میں یاد کر لیتی تھی۔''

نیز ان ہی سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ آپ فن طب میں اس قدر بصیرت رکھتی ہیں! فرمانے لگیں کہ: اے میرے بھانجے! جب آنحضرت ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے تو مختلف وفد (اطباء) آتے تھے اور نسخے تجویز کرتے تھے، پس میں ان ہی کو بیان کرتی ہوں۔''

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ: ''اے میرے بھانجے! میرے گھر میں کوئی فرد بیمار ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے حنا کی کلی بھیجا کرتے تھے، میں بھی لوگوں کو یہی بتا دیتی ہوں۔'' (رواہما ابونعیم)

آنحضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد گرامی: ''اللہ نے جو بیماری بھی اتاری اس کی شفاء بھی اتاری ہے، جاننے والے تو اسے جانتے ہیں اور نہ جاننے والے نہیں جانتے۔'' میں ''جاننے والے'' سے مراد تو اطباء ہیں اور ''نہ جاننے والے'' سے مراد دوسرے ناواقف لوگ ہیں۔'' (واللہ اعلم)

جاہل طبیب سے اجتناب کرنا:

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کا علاج کرے اور وہ طب میں معروف نہ ہو اور اس کے علاج سے ایک جان یا اس سے بھی کم چیز کو نقصان پہنچ جائے تو وہ ضامن (ذمہ دار) ہوگا۔''

نیز ان ہی سے منقول ہے کہ: ''جو شخص علاج کرے جبکہ اسے اس سے پہلے طب سے واقفیت نہیں ہے تو وہ ذمہ دار ہوگا۔''

خطابی کہتے ہیں کہ: ''مجھے نہیں معلوم کہ اس بات میں کسی کا اختلاف ہو کہ معالج اگر زیادتی کرے اور مریض ہلاک ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہوتا ہے، اور جو کسی بھی علم وفن سے ناواقف ہو وہ بھی اس حکم میں شامل ہے کہ وہ زیادتی کرنے والا ہے۔

ایسے طبیب اور معالج کی جنایت اکثر علماء کے قول کے مطابق اس کے عاقلہ پر ہوگی۔

اپنے آپ کو ''طبیب'' کہنا مناسب نہیں:

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں اپنے والد کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو میرے والد نے وہ زخم جو آپ ﷺ کی پشت مبارک پر تھا، دیکھ کر کہا کہ مجھے اس کا علاج کرنے دو جو آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ہے، کیونکہ میں طبیب ہوں، اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (نہیں) تم رفیق (دوست) ہو اور طبیب، اللہ ہے۔'' (الحدیث علی شرط الصحیح)

طبیب کی اجرت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت ایک سفر پر روانہ ہوئی (راستہ میں) وہ عرب کے کسی قبیلہ میں فروکش ہوئی، قبیلہ کے لوگوں نے نہ ان کو جگہ دی اور نہ ان کی میزبانی کی، اتنے میں ان کے ایک آدمی کو کسی سانپ بچھو نے ڈس لیا، وہ لوگ اس جماعت کے پاس آکر کہنے لگے کہ کیا تم میں کوئی شخص جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ جماعت کے لوگوں نے کہا کہ نہ تم نے ہمیں جگہ دی اور نہ ہماری میزبانی کی، ہم دم وغیرہ نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہمارے لیے کوئی اجرت مقرر نہ کرو، چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ مقرر کر دیا۔ (راوی) کہتے ہیں کہ پھر ان میں سے ایک شخص سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگا اور تھوکتا رہا، یہاں تک وہ مرض سے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد جماعت کے لوگوں نے ان سے بکریاں لیں اور (واپس آکر) آنحضرت ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ الفاتحہ بھی ایک دم ہے؟ کھاؤ اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ'' (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دوا (علاج) ہے؟ تو صحابہ کی جماعت نے کہا کہ ''ہاں'' ہے، لیکن جب تک اس پر تم کوئی اجرت مقرر نہ کرو گے ہم علاج نہیں کریں گے۔''

ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''چنانچہ وہ لوگ ایک دیوانہ شخص کو لائے جو زنجیروں میں مقید تھا، پھر ایک شخص نے اسے دم کیا سورۃ الفاتحہ پڑھ کر صبح و شام تین دن تک کہ جب فاتحہ کو ختم کرتا تو اپنا تھوک اکٹھا کر کے اس پر تھوک ڈالتا تو وہ ایسا ٹھیک ہوا، جیسے رسی سے بندھے ہوئے شخص کو کھول دیا جائے۔

(رواہ ابوداؤد)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''چنانچہ انہوں نے سو بکریوں پر مصالحت کر لی۔''

سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا مفید ترین دم ہے، اس لیے کہ اس سورت میں رب تعالیٰ کی تعظیم، اخلاص عبودیت اور اللہ سے استعانت کا ذکر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ گردن کی جگہ پر یہ آیت پڑھی جائے۔ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۝﴾ (البقرہ: ٤) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جھاڑ پھونک اور تعویذات کرنا شرک ہے۔'' ان احادیث میں تطبیق یوں دی جائے گی کہ وہ لوگ اپنے دم اور جھاڑ پھونک میں شرکیہ کلمات بھی ملا دیا کرتے تھے اس سے ان کو منع کیا گیا، لہٰذا اگر شرکیہ کلمات وغیرہ نہ ہوں تو جائز ہے۔

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''ایسے جھاڑ پھونک کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک کی کوئی بات نہ ہو۔''

بعض روایات کے الفاظ یہ ہیں: ''حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے جھاڑ پھونک سے منع کیا ہے حالانکہ میں بچھو کے ڈسنے کا دم کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہوں اس کو پہنچانا چاہیے۔''

اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ممانعت پہلے کی گئی ہو پھر منسوخ کر دی گئی ہو یا پھر ممانعت اس لیے ہوگی کہ وہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ جھاڑ پھونک کا نفع کلام کے اثر سے ہوتا ہے (یعنی خود کلام موثر ہے) لیکن جب اسلام آیا اور ان کے دل و دماغ میں حق بات مرتسم ہو گئی تو ان کو اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دے دی گئی کہ اصل نفع اور نقصان پہنچانے والا اللہ ہے۔

حدیث میں مذکور لفظ ''تمائم'' تمیمۃ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے وہ تعویذ گنڈا جو گلہ وغیرہ میں لٹکایا جاتا ہے، وہ لوگ اس کو دافع بلیات و آفات خیال کرتے تھے۔ جو کہ محض ایک جہالت ہے۔

یاد رکھیے کہ بعض کلمات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کچھ خواص پائے جاتے ہیں اور وہ بحکم خداوندی نفع رساں ہوتے ہیں، علماء نے اس کی صحت پر شہادت دی ہے۔ جب عام انسان کے کلام کا یہ حال ہے تو اللہ کے کلام میں کس قدر تاثیر ہوگی؟!

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''بہترین دوا قرآن ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت کا جھاڑ پھونک پر اجرت کا لینا اس کے جواز کی دلیل ہے اور اس کی تائید فرمانِ نبوی سے بھی ہوئی کہ ''میرا بھی اپنے ساتھ حصہ لگالو۔''

بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے بکریوں کا وہ ریوڑ دم کرنے والی کی رضامندی سے تبرکاً باہم بانٹ لیا تھا۔ اور دم کرنے والے خود راوی حدیث ابوسعید خدری تھے۔ امام ترمذی نے اس پر ''باب اجرۃ الطبیب'' اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ''باب کسب الطبیب'' باندھا ہے۔ باقی رہا تھوک جمع کرنا اور اس کا مریض پر پھینکنا اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

مرض کی تشخیص کرنا:

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا حالانکہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''تم تو دل کی تکلیف میں مبتلا ہو، لہٰذا تم بنوثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ وہ ایسے آدمی ہیں جو علاج کیا کرتے ہیں۔'' (الحدیث)

حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کی تکمیل اس طرح ہوتی ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کے ہاتھ یا اس کی پیشانی پر رکھو اور اس سے حال پوچھو کہ تم کیسے ہو۔''

''حضور اکرم ﷺ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو اپنا دست اقدس اس پر رکھتے۔'' (بخاری)

''فراست'' کا علاج معالجہ میں عمل و دخل:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی فراست سے ڈرا کرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

ان ہی سے مروی ہے کہ: ''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نہ بیمار ہے اور نہ عابد و زاہد ہے پھر بھی اس کا رنگ زرد ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں اسلام کا کھوٹ ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو لوگوں کو چہروں سے پہچان لیتے ہیں۔'' (ذکرہ ابونعیم)

''فراست'' اصل میں احوال ظاہری سے احوال باطنی پر استدلال کرنے کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فراست ایک ایسا خیال ہے جو دل پر اچانک آتا ہے اور اپنے متضاد امر کی نفی کر دیتا ہے، اور اس خیال کا دل پر اس طرح غلبہ ہوتا ہے جیسے شیر اپنے شکار پر قابو پاتا ہے۔ اور لفظ فراست بھی اسی در ''فـــریسة'' سے مشتق ہے اور ہر شخص کی فراست، اصول فراست کے مطابق، اس کے علم و ایمان اور عقل کے مطابق ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ۝﴾ (الحجر : ۷۵)

''بے شک اس میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لیے۔''

اس آیات میں ''متوسمین'' سے مراد مفترسین ہے۔ یعنی فراست والے لوگ، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ: توسمت الخیر، یعنی میں نے خیر کو دیکھا۔ یہ فراست، اسباب مرض کے اشتباہ کے وقت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے، چنانچہ ایسی صورت میں طبیب، بدن کے مزاج، مریض کے رنگ وروپ اور اس کی آنکھوں وغیرہ میں غور کر کے مرض کی تشخیص کرتا ہے۔

نامحرم مردوں اور عورتوں سے علاج کروانا:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہی، میں مردوں کے پیچھے رہتی ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخمیوں کو مرہم کرتی اور بیماروں کا علاج معالجہ کرتی تھی۔'' (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ غزوہ میں جاتے تو ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتیں ہوتیں، جو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (مسلم)

امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات صراحت کے ساتھ بیان کی ہے کہ ضرورت کے پیش نظر طبیب اجنبی عورت کی ستر کو دیکھ سکتا ہے۔''

یہ بات مروزی ''اثرم'' اور اسماعیل رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق ان سے منقول ہے۔

اور حرب رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق امام احمد نے عورت کے لیے بھی جائز قرار دیا ہے کہ وہ بھی ضرورت کے وقت مرد کے ستر والے حصہ کو دیکھ سکتی ہے۔

مروزی کہتے ہیں کہ: ابو عبداللہ رحمہ اللہ کو بل پڑ گیا تو انہوں نے کہا ایک عورت کو بلایا اس نے آکر اس کو نکال دیا۔ اسی طرح مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ اجنبی عورت کا کام کرے اور حالت مرض میں (ضرورت کے وقت) اس کا ستر دیکھ لے۔ اسی طرح عورت کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ مرد کی خدمت گزاری کرے اور (ضرورت کے وقت) مرض کی حالت میں اس کا ستر دیکھے۔ یہ تب ہے جب وہاں کوئی مرد یا محرم موجود نہ ہو۔ اسی طرح گواہ کے لیے جائز ہے کہ وہ عورت کے چہرہ کو دیکھ لے اور شادی کے خواہش مند شخص کے لیے بھی چہرہ دیکھ

لینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد، عورتوں کے درمیان یا کوئی عورت، مردوں کے درمیان فوت ہو جائے تو ایک روایت کے مطابق، عورتوں کے لیے مردوں کو اور مردوں کے لیے عورتوں کو غسل دینا جائز ہے۔ البتہ صحیح قول یہ ہے کہ تیمّم کرواسکتی ہیں۔ (غسل نہیں)

عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ حیض بند کرنے کے لیے کوئی دوا پی لے جبکہ دوا سے کوئی ضرر ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات صالح رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق بیان کی ہے کہ جب اس کا شوہر نہ ہو۔ اور اگر شوہر موجود ہو تو اس کا جواز اس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

مریض کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرنا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو، اس لیے کہ اللہ ان کو کھلاتا پلاتا ہے۔'' (رواہ الترمذی وحسنہ)

کیونکہ جب کھانے پینے سے کراہت کرے تو اس کو غذا دینا جائز نہیں ہے خواہ اس کی وجہ اس کی طبیعت کا بیماری میں مشغول ہونا ہو یا کھانے کی خواہش کا معدوم ہونا ہو یا قوت کی کمزوری ہو کچھ بھی ہو۔

یونکہ اگر مریض کو غذاء پر مجبور کیا جائے گا تو اس کی وجہ سے اس کی طبیعت اپنے افعال انجام نہ دے سکے گی اور اس غذا کو ہضم کرنے میں مشغول ہو گی اور بیماری کا مقابلہ نہ کر سکے گی، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غذا نقصان پہنچائے گی، بالخصوص بحران کی صورت میں تکلیف زیادہ ہو گی۔ لہٰذا مریض کو وہی چیز دی جانی چاہیے جو اس کی قوت کی حفاظت کرے یعنی ایسی غذا اور مشروبات جو اس کے قوام کو لطیف کرے اور مزاج معتدل ہو جیسے گلاب، سیب، چوزوں کا شوربہ اور قوت میں تحریک کسی عطر کی خوشبو اور معمولی روٹی سے پیدا ہوتی ہے۔

البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مریض مغلوب العقل ہوتا ہے اسے زبردستی غذا دینا پڑتی ہے۔ اور بعض اوقات مریض کو کھانے کی عدم رغبت، پیٹ میں امتلاء کی کثرت کی وجہ سے بھی ہوتی ہے ایسی صورت میں غذا دی جائے گی تو خرابی بڑھے گی۔

ابن سینا اور بقراط کہتے ہیں کہ: مریض کو غذاء دینا اس کی ذات کی جہت سے اس کی قوت کا دوست ہے اور اس جہت سے اس کی دشمن ہے کہ وہ اس کے دشمن کی دوست ہے اور وہ مادہ ہے۔" حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد عالی: "اللہ ہی اس کو کھلاتا پلاتا ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ، مریضوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے جیسے کوئی کھلاتا پلاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھانا پینا چھوڑنا اس کو نقصان نہیں دیتا، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں اپنے رب کے ہاں اس طرح شب بسر کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔"

کھانے میں مریض کی طبیعت وخواہش کا خیال رکھنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: "نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی اور اس سے پوچھا کہ تمہاری طبیعت کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ گندم کی روٹی۔"

ایک روایت میں ہے کہ: "کیک کھانے کو چاہتی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، جس کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کو بھیج دے۔"

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ: "جب تمہارے مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو اس کو کھلاؤ۔ اگر مریض ایسی چیز تناول کرے جس کے کھانے کی وہ خواہش رکھتا ہو اور وہ چیز مضر ہو تو وہ چیز اس کے لیے فائدہ مند ہو گی یا کم از کم ضرر دے گی بہ نسبت اس چیز کے استعمال کرنے کے جس کی وہ خواہش نہ رکھے اگرچہ وہ چیز نفع مند ہو۔

لہٰذا جب مریض کی خواہش سچی ہو تو طبیب کو بھی اس کی عرض کردہ خواہش کو قبول کرنا چاہیے۔ بقراط کا قول ہے کہ، کھانے پینے کی جو چیز کم ہو، اس کی طبیعت پہلے بہتر ہوا اور لذت دار ہو۔ اسے اس کھانے پر ترجیح دینا چاہیے جو اس سے اعلیٰ وافضل ہو۔"

مریض کو مضر صحت اشیاء زیادہ استعمال کرنے سے روکنا:

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: "حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک پیالہ بطور ہدیہ پیش کیا گیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بخار

میں مبتلا تھے تو انہوں نے کھجور لی، پھر دوسری لی حتیٰ کہ سات کھجوریں لے لیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بس، اتنی ہی کافی ہیں۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور میں حرارت ہوتی ہے جو بخار والوں کے لیے مضر ہوتی ہے، درد سر اور پیاس پیدا کرتی ہے، اگر تھوڑی مقدار میں لے لی جائیں تو مضرت نہیں ہوتی۔

بیماروں کو قوت بخش چیز کھلانا:

اس سے پہلے بھی ام المنذر کی حدیث گزر چکی ہے کہ پھر میں نے ان لوگوں کے لیے چقندر اور جو تیار کیے۔''

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں کو جب بخار ہوتا تو آپ ﷺ حساء بنانے کا حکم دیتے جو تیار کیا جاتا، پھر آپ ﷺ ان کو پینے کا حکم دیتے، چنانچہ انہوں نے اسے پیا'' آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: ''درحقیقت حساء، غمزدہ دل کو طاقت پہنچاتا ہے اور بیمار کے دل سے رنج وکلفت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح تم (عورتوں) میں سے کوئی اپنے چہرہ کے کیل کو پانی سے صاف کر ڈالتی ہے۔''

''حساء'' کھانے کی قسم کی ایک رقیق چیز ہوتی ہے جو آٹا، پانی اور گھی کو ملا کر پکائی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کو بتایا جاتا کہ فلاں شخص کھانا نہیں کھا رہا ہے تو فرماتے: ''تلبینہ استعمال کرو اور اس کو یہی پلاؤ۔''

نیز ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تلبینہ'' بیمار کے دل کو تسکین وقوت دیتا ہے اور بعض غموں کو دور کرتا ہے۔'' (بخاری)

''تلبینہ'' اس حریرے کو کہتے ہیں جو آٹے اور دودھ سے بنایا جاتا ہے اور کبھی اس میں شہد بھی ملا دیتے ہیں، چونکہ اس حریرہ کا خاص جزو دودھ ہوتا ہے اور دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے اور اس لیے اس کو دودھ سے تشبیہ دیتے ہوئے تلبینہ کہا جاتا ہے اور یہ لفظ (تلبینہ) بھی لبن (دودھ) سے مشتق ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تلبینہ، رنج وکلفت کو دور کرتا ہے'' اس کی وجہ یہ ہے کہ رنج وغم، مزاج کو سرد اور حرارت کو کمزور کر دیتے ہیں اور ''حساء'' حرارت کو قوی کرتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ وہ تلبینہ (بنانے اور استعمال کرنے) کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ ''تلبینہ بہت نفع بخش ہوتا ہے اور مریض کے لیے انتہائی ناگوار چیز ہے۔''

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مریض کے لیے تلبینہ کا حکم دیتی تھیں۔'' (بخاری) مؤلف فرماتے ہیں کہ: ''اگر آپ حساء کے منافع شمار کرنا چاہو تو آپ جو کے منافع شمار کرلو، بالخصوص جب اپنے بھوسہ کے ہمراہ ہو، کیونکہ وہ جلا دیتا ہے اور سرعت سے نفوذ کرتا ہے اور لطیف غذا بناتا ہے اور گرم نوش کرنے پر اس کا نفع بھی بڑھ جاتا ہے اور نفوذ وجلا بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔''

سر پر پٹی باندھنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وفات کے دوران (ایک مرتبہ) باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک کپڑے سے اپنا سر مبارک باندھا ہوا تھا، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔

(بخاری)

ایک روایت میں یوں ہے کہ ''اس حال میں باہر تشریف لائے کہ سر مبارک کو سیاہ پٹی سے باندھا ہوا تھا۔'' معلوم ہوا کہ مریض کو سر باندھنا مستحب ہے، اس سے سر کو تقویت اور درد کو تسکین ملتی ہے۔

تکلیف کی وجہ سے سر مونڈانا:

امام بخاری نے بھی اس پر باب باندھا ہے اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ: ''حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں اس وقت ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں، آپ ﷺ

نے پوچھا کہ کیا یہ جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے کہا کہ "جی ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا کہ سر منڈ والو۔" (بخاری)

سر کو منڈ وانے سے سر کے مسام کھل جاتے ہیں اور سر کو قوت دیتا ہے اور درد کو دور کرتا ہے۔ اور میرے خیال میں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ گدی کے بال منڈوانا گردن کو مضبوط کرتا ہے۔

ناک میں دوا ڈالنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "نبی کریم ﷺ نے ناک میں دوا ڈالی ہے۔" (متفق علیہ)

سعوط عربی زبان میں ناک میں دوا ڈالنے کو کہتے ہیں۔

سعوط کا فائدہ:

سعوط کا بہت فائدہ ہوتا ہے، مریض کو نیند خوب آتی ہے اور تسکین ملتی ہے، اس لیے اطباء کہتے ہیں کہ مریض کی ناک اور اس کے اعضاء کو روغن بنفشہ وغیرہ سے مدھن رکھنا چاہیے۔

مریض کے اعضاء کو دھونا:

ایک صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیماری کی حالت میں اپنے اوپر پانی کے سات مشکیزے ڈالنے کا حکم دیا تھا۔" اس سے مریض کو راحت محسوس ہوتی ہے اور رنج وکلفت دور ہوتی ہے اور قوت بڑھتی ہے اور نیند بھی پرسکون آتی ہے۔

متعدی امراض میں مبتلا شخص کے پاس آنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لایا جائے۔" (اخرجا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جذام میں مبتلا مریضوں کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھو۔"

امام بخاری نے تعلیقاً روایت نقل کی ہے کہ: جذام والے مریض سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔" (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جذام والے شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے پیالہ میں ڈال دیا، اور فرمایا: اللہ کے نام سے، اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ نیز ان سے مروی ہے کہ: "وفد بنی ثقیف میں ایک جذام والا شخص تھا حضور ﷺ نے اسے کہلا بھیجا کہ واپس چلے جاؤ ہم نے آپ کو بیعت کرلیا ہے۔"

آپ ﷺ کا مذکورہ یہ ارشاد گرامی کہ: ((لایورد مھرض علی المصح)) اس سے مریض آدمی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کا جانور بیمار پڑ جائے، ایسے جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لایا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ اگر تندرست جانور تقدیر الٰہی کی وجہ سے بیمار ہوگیا یا تو اس کے مالک کے دل میں یہ بات کھٹکے گی کہ یہ مرض متعدی تھا اسی سے یہ بیمار ہوا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((لاعدوی ولا طیرة)) یعنی مرض کے متعدی ہونے اور بدشگونی لینے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے منع فرما دیا کہ تندرست جانور کے پاس بیمار جانور نہ جائے۔ باقی رہا مسئلہ جذام میں مبتلا شخص کا تو پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ "جذام" اصل میں مرۃ سوداء سارے بدن میں پھیل جانے سے ہوتا ہے جس سے اعضاء کا مزاج اور شکل بگڑ جاتی ہے، جب یہ بھاری عرصہ تک رہ جاتی ہے تو اس کے تمام اعضاء سڑ گل جاتے ہیں اور پختہ ہونے لگتے ہیں، اسے داء الاسد کہتے ہیں۔

بعض اطباء نے اسے داء الاسد (شیر کی بیماری) کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے بیمار کا چہرہ شیر کی طرح ہو جاتا ہے کہ چہرہ پر چھوٹے چھوٹے ورم اور گرہیاں رونما ہو جاتی ہے، اطباء کے نزدیک یہ متعدی امراض میں سے ہے۔ ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایسے جذامی کو دیر تک دیکھتے رہنے سے منع فرمایا (بلکہ) جذامی شخص کو کہلا بھیجا کہ ہم نے بیعت کر لی ہے اور اسے واپس بھیج دیا۔

پھر ایک حدیث میں یہ گذرا کہ آپ ﷺ نے ایک جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

تو تطبیق یوں ہوگی کہ آپ ﷺ کا اجتناب کرنا احتیاط پر اور اس کے ساتھ کھانا بیان جواز پر محمول ہے۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ، جذامی شخص کی مجالست ومخالطت سے بسا اوقات تکلیف پہنچتی ہے اس سے آنے والی بدبو کی وجہ سے، نہ کہ اس لیے کہ یہ متعدی مرض ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ، آپ کا یہ حکم اس قول سے منسوخ ہے کہ لاعدوی والا طیرۃ کہ ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا بدشگونی اور بے حقیقت چیزیں ہیں۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا جذامی کے ساتھ کھانا بھی اس کے نسخ کی دلیل ہے۔

باقی رہا آپ کا ارشاد گرامی کہ: "جذامی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے۔"

تو یہ حکم، اباحت کے طور پر دیا گیا ہے، یعنی جب تم سے اس کی تکلیف برداشت نہ ہو رہی ہو تو اس سے دور بھاگو۔ کیونکہ بدبو بھی امراض کے تعدی کا ایک سبب ہے۔ اور حقیقت میں ہر چیز تقدیر الٰہی سے ہی ہوتی ہے۔

ناپاک چیزوں سے علاج کرنا:

اس سے پہلے طارق بن سوید کی حدیث گزر چکی ہے جس میں خمر (شراب) وغیرہ سے علاج کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

"خمر" کا لفظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے یعنی خمر بھی اور خمرہ بھی۔ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ اس لیے کہ اس میں بہت سے مفاسد پائے جاتے ہیں جیسے عقل کا ختم ہونا جب عقل نہیں رہے گی تو دین بھی نہیں رہے گا اور جب دین جائے گا تو جہنم ہی ٹھکانہ بنے گا۔

بقراط کا قول ہے کہ: "شراب کا ضرر سر میں بہت زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ ذہن کو نقصان

پہنچاتی ہے۔'' صاحب الکامل کہتے ہیں کہ: شراب کی خاصیت یہ ہے کہ یہ دماغ اور اعصاب کو نقصان پہنچاتی ہے۔ دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ شراب سے نسیان کا مرض پیدا ہوتا، موت اچانک آتی ہے، قباحتیں اچھی لگتی ہیں اور اس سے رعشہ، لقوہ، فالج اور سکتہ جیسے امراض جنم لیتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو نشہ پیدا کرے خواہ ہتھیلی بھر کی مقدار ہوں وہ حرام ہے۔''

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ اطباء، بعض امراض کے لیے شراب کو دوا قرار دیتے ہیں، لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دینے کے بعد وہ منفعت اس سے سلب ہی کر لی ہو اور پھر اپنے حبیب ﷺ کو بھی اس سے مطلع کر دیا ہو چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بیماری ہے دوا نہیں ہے۔''

شیخ محی الدین النووی رحمہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے اس فرمان مبارک: ''جو شخص صبح کے وقت سات دانے عجوہ کھجور کے کھالے گا اس دن نہ کوئی زہر اُسے نقصان پہنچائے گا اور نہ جادو'' کے تحت لکھا ہے کہ عجوہ کی یہ فضیلت، محض شریعت کا ایک حکم ہے۔''

مصنفؒ کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین النووی نے بالکل سچ کہا ہے کہ، اس لیے کہ اس امر سے رسول اللہ ﷺ کے سوا نہ کسی طبیب کو آگاہی ہوئی ہے اور نہ کسی اور کو اور نہ ہی اس بات پر کسی نے کوئی صراحتہ یا اشارۃ کلام کیا ہو۔

بلکہ بعض متاخرین اطباء کا خیال یہ ہے کہ عجوہ کھجور، بارد زہر میں نفع دیتی ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ شراب کی منفعت کو بھی اس سے سلب کر لیا گیا ہو اور اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس سے آگاہ کر دیا ہو۔

ابی طالب کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''امام احمد رحمہ اللہ سے ابوثور کی یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ شراب سے علاج کرتے ہیں، تو فرمایا کہ یہ برا قول ہے۔

اس لیے مروزی نے ان سے نقل کیا ہے کہ امام احمد سے ابوثور کا قول ذکر کیا گیا کہ اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ مریض کو شراب پلائی جائے تو امام احمد نے اس کو شدید ناپسند قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمد، تریاق سے علاج معالجہ کو بھی جائز نہیں سمجھتے، کیونکہ اس میں شراب اور سانپ وغیرہ کے لحوم استعمال ہوتے ہیں۔ یا (مروزی کی روایت کے مطابق) فرمایا کہ اس میں سانپ کے لحوم (گوشت) ڈالے جاتے ہیں، اس لیے میں اسے پینا جائز نہیں سمجھتا۔

اس بناء پر امام احمد رحمہ اللہ گدھی کے دودھ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسے نہ پیا جائے بلکہ ضرورۃً بھی استعمال نہ کیا جائے اور اس کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اس کی دلیل روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی حلال کردہ چیز سے علاج کرے گا اس کو اس میں شفاء حاصل ہوگی۔''

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر گدھیوں کے گوشت اور دودھ کے استعمال کو حرام قرار دیا تھا اور ضرورت کی صورت میں اونٹوں کا پیشاب پینے کی اجازت دی ہے اس بات کی صراحت ابوصالح محمد بن الحسن، اسحاق بن ابراہیم، حرب، عبداللہ، اثرم، اور ابراہیم بن الحرث وغیرہ کی روایات میں کی گئی ہے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیا بلا ضرورت اس کا پینا جائز ہے؟ درست بات یہ ہے کہ جائز ہے۔ [1] اس کی دلیل مذکورہ حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے۔ اور مخدر ادویات (بے حس کرنے والی دوائیں) استعمال کرنا مکروہ ہے جیسے داری، (''داری'' جو کی مانند ایک دانہ ہے، رنگ سیاہ ہوتا ہے۔) اور بھنگ وغیرہ۔ یہ دونوں نشہ آور دوائیں ہیں۔

اس سے قبل آنحضور ﷺ کی وہ حدیث بھی گزری ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک حکیم کو مینڈک مارنے سے منع فرمایا جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مینڈک منجملہ زہر آلود چیزوں میں سے ہے۔ اور آپ ﷺ نے اس انداز میں جواب اس لیے دیا تا کہ لوگوں میں یہ بات

[1] فقہ حنفی کے پیروکاروں کے لیے جائز نہیں۔ از مترجم

مشہور نہ ہو اور لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے کہ یوں بھی دوا بنائی جا سکتی ہے۔ نیز اس لیے منع فرمایا کہ مینڈک میں کئی مضرات ہیں چند ایک یہ ہیں۔

① مینڈک کا گوشت کھانے سے دانت ٹوٹ کر گر جاتے ہیں، حتیٰ کہ بہائم بھی اگر چراگاہ میں چرتے ہوئے کھالیں تو ان کے دانت بھی گر جاتے ہیں۔

② بدن کو متورم کر دیتا ہے۔

③ رنگ کو بگاڑ دیتا ہے۔

④ مادۂ منویہ کا خروج ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ کھانے والا مر جاتا ہے۔ (جسے قذف منی کا مرض کہتے ہیں)۔

چھوٹا مینڈک زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے۔ اطباء اس کے استعمال سے سخت منع کرتے ہیں جب اطباء، مخلوق سے شفقت کرتے ہوئے اس سے منع کرتے ہیں تو اس ذات کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے وصف میں اللہ خود فرماتا ہے: ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ میرے ماں باپ ان پر نثار ہوں!

سرد پانی سے بخار کا علاج:

اطباء کہتے ہیں کہ بخار کی ابتداء میں سرد پانی پینا، بخار کی حرارت اور شدت کو کم کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: "بخار" دوزخ کی لپٹ میں سے ہے لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔" (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً مروی ہے کہ "بخار، دوزخ کی لپٹ میں سے ہے، لہٰذا اس کو آب زمزم سے بجھاؤ۔" (اخرجہ البخاری)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس بخار زدہ عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگوا کر اس کے گریبان پر ڈال دیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "بخار کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو، کیونکہ بخار، جہنم کی لپٹ میں سے ہے۔" (رواہ البخاری و مسلم)

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''بخار کو ٹھنڈا کیا کرو'' اہل حجاز سے خطاب ہے اس لیے کہ حجاز کی سرزمین گرم ہوتی ہے ان لوگوں کا بخار عموماً ٹھنڈے پانی سے اتر جاتا ہے خواہ پی کر ہو یا غسل کر کے استعمال کیا جائے۔

اور یہ ارشاد پاک کہ ''ٹھنڈا کرو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بخار کی گرمی اور شدت کو پانی کے ذریعہ توڑو۔ اور حدیث میں مذکور لفظ ''فیح جہنم'' کا معنی ہے جہنم کی گرمی کی شدت اور اس کا جوش وغیرہ۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''آب زمزم سے ٹھنڈا کرو'' اس کی وجہ یا تو اس میں موجود خاصیت ہے، کیونکہ پانی، زمین کے اعتبار سے مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔

یا پھر تبرک کا فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ سحر کے وقت تین راتیں سرد پانی کے اپنے اوپر چھینٹے مارے'' (رواہ ابن الجوزی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''بخار جہنم کی ایک بھٹی ہے، لہٰذا اس کو ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔''

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ: ''بخار، جہنم (کی آگ) کا ایک ٹکڑا ہے، لہٰذا اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

آنحضرت ﷺ کو جب بخار ہوتا تو مشکیزہ (پانی کا) منگواتے اور اپنے سر مبارک پر ڈال کر غسل کرتے۔ (رواہ الحسن عن سمرۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ مجھ پر پانی کے سات مشکیزے انڈیلو۔''

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت ہے کہ: ''جب تم میں سے کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو تو یہ بخار (چونکہ) دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے، تو ٹھنڈے پانی

سے اس کو بجھائے۔'' (رواہ الترمذی)

جالینوس کا قول ہے کہ، اگر کوئی موٹا تازہ جوان حرارت کی صورت میں پانی میں تیر جائے تو نفع ہوگا۔

مصنف کہتے ہیں کہ: تمام اطباء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ پانی، اپنی شدت لطافت، سراعت نفوذ اور خفت طبع کی وجہ سے بخار زدہ لوگوں کے لیے مفید ترین پینے کی چیز ہے، جبکہ وہ حمی حارہ میں مبتلا ہو۔ بعض صورتوں میں پانی کو ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی تبرید کو قوت بخشے، چنانچہ ایسی صورت میں اس میں برف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور کبھی تنفیذ کی قوت زیادہ کرنا پڑتی ہے تو ایسی صورت میں پانی میں سرکہ یا مرطب چیز کا اضافہ کیا جاتا ہے، اور جو اعضاء کے متون تک اسے پہنچا دے تو اس میں شکر کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

اور کبھی سرکہ کی اصلاح شکر سے اور شکر کی سرکہ سے ہوتی ہے اور اس کو شربت سکنجبین کہتے ہیں۔ اور یہ شربت، حاری بخار میں مفید ترین مشروب ہے۔

بخار کی چند اقسام ہیں:

① ایک قسم حمی یوم ہے، یہ عام طور پر ایک دن میں ختم ہو جاتا ہے اور تین دن تک ممتد رہتا ہے۔

② اگر بخار کا تعلق اخلاط سے ہو جائے تو اسے حمی عفیفہ کہتے ہیں۔

③ اور اگر اعضاء اصلیہ سے ہو جائے تو اسے حمی دق کہتے ہیں۔

کبھی یہ بخار، اخلاطِ غلیظہ کو منضج ہوتا ہے اور کبھی فالج کو ٹھیک کر دیتا ہے اور قولنج کو تحلیل کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بخار کا ذکر ہوا تو ایک آدمی بخار کو برا بھلا کہنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ یہ گناہوں کو ایسا صاف کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب کے ہاں تشریف لائے تو پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو کانپ رہی ہے؟ ام المسیب نے کہا کہ: بخار ہے، خدا اس میں برکت نہ دے (اس کا ستیاناس کرے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ یہ اولاد آدم کے گناہوں کو یوں دور کرتا ہے جیسے بھٹی، لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔''

نیز مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن کا بخار، ایک سال کے (گناہوں کا) کفارہ ہے۔''

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک رات کے بخار سے بندہ کے گناہ دھل جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ بخار ابدان اور ادیان دونوں کے لیے نافع ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اسے برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

بخار کے اسباب، علامات اور علاج:

فائدہ: ......

① جو بخار، خون کے سبب ہوتا ہے اس کی علامت چہرے اور آنکھوں کا سرخ ہونا ہے۔ اس کا علاج فصد کروانا، پچھنے لگوانا اور ترش نقوعات کا استعمال ہے۔

② جو بخار، صفراء کے سبب ہوتا ہے، اس کی علامت چہرہ کا زرد ہونا، بے خوابی قے اور منہ کی کڑواہٹ ہے۔ اس کا علاج شربت آلو بخارا اور ترش غذا و دوا ہے۔ اگر پیاس زیادہ ہو تو تربوز استعمال کرنا چاہیے، اور تخم خرفہ بھی استعمال کرے اور مسہل نقوع سے طبیعت کو نرم کرے۔ اگر بے خوابی کا غلبہ ہو تو مریض کو روغن بنفشہ سونگھنا چاہیے، اگر قوت کمزور ہو تو چوزوں کا شوربہ غذا میں دیا جائے۔ اور اگر مدت طویل ہو جائے تو ریوند چینی چٹائی جائے اور اگر بخار اتر جائے تو حمام میں داخل کیا جائے اور لحم حملان غذا میں دیا جائے۔

③ اگر بخار کا سبب بلغم ہو تو اس کی علامت پیاس میں کمی، رنگ کا قلعی جیسا ہونا اور کپکپی

طاری ہونا ہے تو کپکپاہٹ کی صورت میں قے کروائی جائے اور گرم پانی کے ساتھ شربت سکنجبین چند دن پلایا جائے۔ پھر ملین حقنوں سے طبیعت کو نرم کیا جائے۔ اور املتاس چٹوایا جائے اور غذا میں چوزوں کا شوربہ حماض یا قرظم ڈال کر دیا جائے۔

④ کبھی بخار کا سبب سوداء ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ چہرے کا متغیر ہونا، پیشاب کا آنا، اور بے خوابی کا غلبہ ہونا۔ اس کے لیے آب جو سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں ترطیب وتنویم اور حسن غذائیت کی صفات موجود ہیں۔ اور اس شربت کی مقدار آب جو ایک اوقیہ ہمراہ نصف اوقیہ شکر ہے، اور مطبوخات سے طبیعت کو نرم بھی کرے اور اس مریض کو بکری کے بچہ کا گوشت اور تازہ مچھلی وغیرہ دی جائے۔

⑤ کبھی یہ مذکورہ بخار مختلف ایام کے ساتھ ہوتے ہیں۔ چنانچہ صفراوی بخار کی علامت یہ ہے کہ وہ ایک دن آتا ہے اور ایک دن نہیں آتا اور سوداوی کی علامت یہ ہے کہ ایک دن آکر دو دن نہیں آتا۔ اور بلغمی بخار کی یہ ہے کہ وہ ہر روز آتا ہے۔ اور اس کا علاج ابتداء میں قے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور علاج کی باقی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

اور اگر بخار اعضاء اصلیہ کے ساتھ متعلق ہو جائے اور بخار کے ساتھ کھانسی ہو اور بخار اترتا نہ ہو اور غذا لیتے وقت تکلیف ہوتی ہو اور پسینہ اور کمزوری ہوتی ہو تو آب جو کا استعمال کروایا جائے جس کے تخم نکالے گئے ہوں۔ اور اگر پیاس کا غلبہ ہوتا ہو تو کافور کی گولیاں لے لی جائیں بشرطیکہ مریض کی قوت بہتر ہو ورنہ نہیں۔ اور حمام کا استعمال زیادہ کروایا جائے اور اس کا پانی ہی استعمال کرے اس کی ہوا نہیں۔ اور اس پر مداومت کرے۔ اسی طرح کدو کا پانی، بکری کے بچہ کا گوشت اور چوزوں کا شوربہ جو کے سفید آٹے اور خشخاش کے ہمراہ بھی استعمال کروایا جائے، اگر پھر بھی حالت مزید بگڑتی جائے تو یہ مریض کی موت کی علامت ہے۔

دردِ سر کی علامات، اسباب اور علاج:

صداع، سر کے درد کو کہتے ہیں اور یہ بھی خون، صفراء، بلغم اور سوداء کے سبب ہوتا ہے اور اس کا علاج وہی ہے جو بخار کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ لیکن صداع بارد میں مشک، عنبر اور

کلونجی مریض کو سونگھائی جاتی ہے۔ اور شہد، گرم جوشاندے اور گرم حقنوں کا استعمال کروایا جاتا ہے۔ ''ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی کے پینے سے پرہیز کروایا جاتا ہے۔ اگر استفراغ مادہ کی ضرورت ہو تو حب ایارج سے کروایا جائے گا۔ اور یہ تدبیر تمام دماغی بارد علتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے صرح (دیوانگی) سکتہ، فالج، لقوہ، رعشہ، درد شقیقہ، استرخاء، سبات اور نزلہ و زکام وغیرہ۔

حب ایارج کی ترکیب یہ ہے کہ سفید مکھن کا ایازج ایک درم سقمونیا ایک دانق، کثیراء روخروب، ان کو حبوب بنا کر رات کے آخری حصہ میں مریض نگل لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کے سر میں درد ہو جاتا تھا، آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو حناء سے لپیٹ لیتے تھے۔''

حناء (مہندی) کے فوائد پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ جو شخص اپنی آنکھوں کی صحت چاہتا ہو اسے حد سے زیادہ حرارت اور برودت، تیز ہوا، دھوئیں، گرد و غبار، زیادہ نکاح کرنے اور تیز نگاہ سے دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

زرق برق اجسام، سورج کی ٹکیہ اور سفید اور سیاہ رنگ دیکھنے سے بچنا چاہیے۔ آنکھوں کے لیے سب سے بہتر رنگ سبز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو رنگوں میں سب سے پسندیدہ سبز رنگ تھا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا﴾ (الکھف: ۳۱)

''اور وہ سبز رنگ کے کپڑے پہنیں گے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو سبزہ اور بہتا ہوا پانی بڑا بھاتا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''سبزہ کو دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح بہتے ہوئے پانی کو دیکھنے سے بھی۔'' (رواہ ابن الجوزی)

انسان کو چاہیے کہ اپنی آنکھوں کی ایسی چیزوں کے استعمال سے حفاظت کرے جس سے آنکھوں میں قوت بھی آئے اور آنکھوں کی صحت کی ضامن ہو، جیسے خوشبودار اثمد (سرمہ) لگانا اس پر بات پہلے بھی ہو چکی ہے۔

نکسیر کا علاج:

نکسیر کو بند کرنا مناسب نہیں ہوتا، ہاں اگر بہت زیادہ ہو جائے اور کمزوری پیدا کرے تو اس وقت سیب اور حماض کا شربت استعمال کرنا چاہیے اور برف کا پانی اور کافور سونگھنا چاہیے اور چوزوں کے شوربوں سے قوت حاصل کرے۔

دانتوں کی صحت:

ہر علک (دنداسہ وغیرہ) کے چبانے اور ہر سخت چیز کے توڑنے اور ہر سخت ٹھنڈی چیز اور انتہائی ٹھنڈا پانی پینے سے بچنا، دانتوں کی صحت کا ضامن ہے۔ خصوصاً گرم کھانا کھانے کے بعد۔ اسی طرح ٹھنڈے پانی کے بعد گرم کھانا، کھانا بھی دانتوں کے لیے مضر ہے۔

زیادہ خلال کرنا بھی دانتوں کو خراب کرتا ہے اور منہ میں بدبو پیدا کرتا ہے۔ خراب کھانا کثرت سے تناول کرنا بھی دانتوں کے لیے مضر ہے۔ اسی طرح دانتوں سے کاٹے جانے والی چیزیں اور کیکر کے پتے وغیرہ استعمال کرنا مضر ہے۔

کھانسی کا علاج:

جوش زدہ شیریں آب جو اور روغن بادام میں ڈالے ہوئے انار کے دانے حریرہ اور نیم برشت انڈے استعمال کروائیں جائیں اور ٹھنڈی اشیاء، گوشت اور نمکین اور ترش چیزوں سے پرہیز کروایا جائے۔

قولنج اور دل کے درد کا علاج:

قولنج اور دردِ دل، عام طور پر منفخات (اپھارہ کرنے والی چیزیں) کے کثرت استعمال

سے ہوتا ہے۔ جیسے دال چنا لوبیا، مسور اور کھانے کے بعد دوبارہ کھانا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مذکورہ غذاؤں کا استعمال کر دیا جائے اور گرم گلاب مربہ استعمال کیا جائے۔ اور اگر استفراغ کی ضرورت ہو تو ملین حارہ حقنوں اور مسہل جوارش سفرجل اور روغن فواد و جوف عرق گلاب میں ڈال کر اور مصطگی اور گرم بھوسہ سے سینک کر اور گرم پانی سے حمام کا استعمال کیا جائے۔ پیچش اور پیٹ درد کے لیے عرق خطمی کو شربت تفاع کے ہمراہ جوش دیا جائے اور گرم گرم اسبغول کے ہمراہ استعمال کیا جائے، اور گرم پانی جس میں خشخاش کا پوست جوش دیا گیا ہو، ڈالا جائے۔ اگر پیچش حد سے زیادہ ہو جائیں تو بتی کا حمول کرے اور غلہ کا خوشہ لے کر ناپختہ پرانے انگوروں کے پانی کے ساتھ استعمال کرے۔ اگر اسہال حد سے زیادہ ہو جائیں تو انار کا شربت اور انار دانہ کا سفوف استعمال کیا جائے۔

ذات الجنب کا علاج:

ذات الجنب غیر حقیقی کا علاج پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اب ذات الجنب حقیقی کا علاج بیان ہوتا ہے۔ اس کے لیے جوشاندوں کا استعمال کیا جائے اور جو کے آٹے، خطمی سفید، پھول بنفشہ کا ضماد کیا جائے گا اور جو کا پانی روغن بادام کے ہمراہ استعمال کیا جائے۔ اگر شکم میں اقتباس ہو تو مغز فلوس املتاس نباتاتی شکر کے ہمراہ دی جائے۔

استسقاء کا علاج:

> اس سے پہلے بھی یہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ گزر چکی ہے کہ: ”رسول اکرم ﷺ نے ایک طبیب کو حکم دیا کہ وہ ایک آدمی کے پیٹ کا علاج کرے جسے پیٹ کے جاری ہونے کا مرض لاحق تھا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا طب نفع مند چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بیماری اتاری اس نے علاج بھی اتارا ہے۔“

اگر یہ حدیث صحیح درجہ کی ہے تو اس سے ان اطباء کے طریق علاج کی تائید ہوتی جو استسقاء زقی میں یہ علاج کرتے ہیں۔

بعض کے خیال میں استسقاء زقی سب سے زیادہ بڑی بیماری ہے اور بعض کے نزدیک استسقاء لحمی زیادہ برا ہے۔

بستر پر پیشاب کرنا:

یہ بیماری زیادہ تر سردی کی وجہ سے بچوں اور بوڑھوں کو عارض ہوتی ہے اس لیے ان کو کندر، مصطگی اور شہد ناشتہ میں دینا مناسب ہوتا ہے۔ اور امراق، بوارد (ٹھنڈی چیزیں) اور تربوز وغیرہ نہ دیا جائے۔

بواسیر کا علاج:

اس کے علاج کے لیے گرم پانی میں شربت بنفشہ استعمال کیا جائے اور غذائیں پالک، خبازی اور ملوخیا دیا جائے، اور حتی المقدور طبیعت کو نرم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور خشک روٹی اور خشکی پیدا کرنے والی چیزیں ترک کر دی جائیں۔

وجع المفاصل کا علاج:

وجع المفاصل کا علاج قے کے ذریعہ اور گوشت کو ترک کرنے سے ہوتا ہے۔ خاص طور پر مچھلی، دودھ اور مرطوب پھل میوے چھوڑنے سے ہوتا، اگر یہ مرض سردی کی وجہ سے ہو تو گرم چیزیں شہد وغیرہ اس کا علاج ہے اور حقنوں کا استعمال اور دست آور حبوب لیے جائیں۔

عرق النساء کا علاج:

اس سے قبل ''حرف الالف'' کے تحت حدیث رسول مقبول ﷺ بیان ہو چکی ہے کہ: ''بنی اسرائیل کو عرق النساء کی شکایت ہوئی تو انہوں نے اونٹنی کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا ترک کر دیا اور اپنے اوپر اس کو حرام کر لیا، پھر اس سے صحت یاب ہوئے تو ان کی اولاد پر اسے حرام کر دیا گیا۔''

مصنف کہتے ہیں کہ: وجع المفاصل اور عرق النساء میں دودھ اور گوشت سب سے زیادہ مضر ہوتا ہے بالخصوص (اونٹ اور گائے کا گوشت، ابن سینا کا قول ہے کہ، واجع المفاصل کے مریض کے لیے گوشت اور شراب کا استعمال حرام ہے۔

جاننا چاہیے کہ عرق النساء کی ابتداء کولہے کے مفصل کے درد سے ہوتی ہے جو پھر نیچے کی جانب ران تک اترتی ہے اور بسے اوقات یہ درد ٹخنوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کی مدت جتنی طویل ہوتی جاتی ہے درد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جس سے ران اور ٹانگ لاغر ہو جاتی ہے اور درد کی مدت طویل ہونے پر کبھی داغ دینے کی بھی ضرورت پیش آ جایا کرتی ہے۔

کیا داغ دینا جائز ہے؟ دو روایتیں ہیں، اظہر روایت یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفاء ہو سکتی ہے تو پچھنا لگوانے یا آگ سے داغنے میں ہو سکتی ہے، البتہ مجھے داغ لگوانا پسند نہیں ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''شفاء تین چیزوں میں ہے، پچھنا لگوانے میں یا شہد پینے میں یا آگ سے داغنے میں، (لیکن) میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔'' (بخاری)

ابو عبداللہ الحازری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ، تمام امتلائی امراض دموی یا صفراوی یا بلغمی یا سوداوی ہوتے ہیں (جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے)۔ لہٰذا دموی کا علاج خون نکلوانے میں ہے اور باقی تینوں کا علاج ایسا اسہال ہے جو ہر خلط کے لیے موزوں ہو معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے پچھنے کا ذکر کر کے خون نکلوانے کی طرف اشارہ کیا ہے اور فصد لگوانا اسی (پچھنا لگوانے) میں شامل ہے اور آپ ﷺ نے شہد کے استعمال کا حکم دے کر مسہل دوا پر تنبیہ فرما دی۔ پھر جب کوئی دوا کارگر ثابت نہ ہو تو آخری علاج داغنا ہے اور اس کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب طبائع، قوتِ ادویہ کی وجہ سے غالب آ جائیں اور جب کوئی دوا بھی فائدہ مند ثابت نہ ہو رہی ہو۔

چنانچہ طبیب اعظم ﷺ نے ہمیں اس حدیث کے ذریعہ مادی امراض کا اصل علاج بتا دیا جس طرح آپ ﷺ نے اس فرمان کے ذریعہ سادہ امراض کا علاج سکھا دیا، فرمایا کہ:

''بخار کی شدت جہنم کی لپیٹ سے ہوتی ہے، لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگِ ہفت اندام میں تیر آ لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک تیر کی پیکان کے ذریعہ اس کو داغ دیا، پھر ان کے ہاتھ میں ورم ہو گیا تو آپؐ نے دوبارہ اسے داغ دیا۔'' (مسلم)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ''رسول کریم ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا، (راوی) کہتے ہیں کہ ہم مبتلا ہوئے تو ہم نے زخم کو داغ دیا تو نہ ہم کامیاب ہوئے اور نہ ہمیں فائدہ ہوا۔'' (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار افراد بے حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے تھے، بدشگونی نہیں لیتے تھے اور داغ نہیں لگواتے تھے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔'' (بخاری و مسلم)

مذکورہ احادیث میں چند الفاظ کی وضاحت کی جاتی ہے، چنانچہ لفظ "محجم" میم کے کسرہ کے ساتھ، حجام کے نشتر کو بھی کہتے ہیں اور اس آلہ کو بھی جس میں سینگی کا خون جمع ہوتا ہے۔ اور "لـــذعة" ذال نقطہ دار اور عین بے نقطہ کے ساتھ ہے، اس سے مراد معمولی طور پر آگ سے جلانا ہے۔ اور ''اکحل'' بازو کے وسط میں ایک رگ ہوتی ہے جس پر فصد کیا جاتا ہے۔ اور "مشـقـص" میم کے کسر کے ساتھ، ایک لمبے تیر کو کہتے ہیں جو عریض نہ ہو۔ کیونکہ عریض بھی ہو تو اسے "معيلة" کہتے ہیں، اور "حسمه" کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے داغ کے ذریعہ ان کا خون بند کیا۔ اور "لا يستـــر قـو ن" کا معنی ہے کہ وہ کسی سے جھاڑ پھونک کا نہیں کہتے تھے۔ اور "لا يتطير و ن" کا معنی ہے کہ وہ بدشگونی نہیں کرتے تھے، یہ لفظ ''شوم'' سے ماخوذ ہے جو "یـــمـــن" بمعنی برکت کا متضاد ہے۔ بہرکیف! یہ تمام احادیث مبارکہ ایسی ہیں، کہ ان میں سے کچھ تو داغنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ عدم جواز پر!

ان احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہو گی کہ ممانعت تو اس وجہ سے فرمائی گئی کہ وہ لوگ داغنے کے علاج کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ اگر عضو کو داغ نہ دیا گیا تو وہ

بے کار ہو جائے گا، اس بات سے آنحضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا کہ جب مذکورہ اعتقاد سے کیا جائے تو ممنوع ہوگا۔ اور اس طریق علاج کی اجازت بھی دی جبکہ اسے شفاء کا ایک سبب سمجھا جائے، اصل علت نہ سمجھا جائے، کیونکہ اللہ کی ذات ہی امراض سے شفاء دینے والی ہے، نہ داغ کر کوئی شفایاب ہوتا ہے اور نہ ہی دوا کے استعمال سے۔ اس بات میں لوگوں کو بہت شکوک وشبہات ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ، اگر وہ دوا بھی لیتا تو نہ مرتا، اگر اپنے شہر میں قیام پذیر رہتا تو قتل نہ ہوتا۔

نیز اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آنحضور ﷺ کی داغنے سے ممانعت اس صورت میں ہو جب بلاضرورت شدیدہ اس طریق علاج کا استعمال کیا جائے اور یہ مکروہ ہے۔ جبکہ ضرورت کے وقت جائز ہے۔ اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ آپ ﷺ کا اس سے منع کرنا، توکل کے اعتبار سے ہو اور آپ ﷺ کا خود یہ عمل کرنا اور اس کی اجازت دینا اس وقت ہو جب اس کے علاوہ کوئی بھی اور چیز اس کے قائم مقام نہ ہو سکتی ہو۔ اس لیے کہ جب کوئی زخم شریان میں گھس جائے تو عموماً خون داغ دیا جائے گا تو یہ عمل زخم کے منہ پر اس کا فاسد مواد پیدا کر دیتا ہے، کیونکر نکلنے والا خون رگ کے منہ پر خشک ہو کر اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور خون بند ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے صحت بحال ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب اس طرح کی اشد ضرورت پیش آجائے تو اس طریق علاج کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ، آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس خوف سے داغ دیا کہ کہیں خون نکلتے رہنے سے ہلاک نہ ہو جائیں۔

جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹ گیا ہو اس کو داغنا بھی اسی حکم میں شامل ہے، ایسی صورت میں داغنا واجب ہو جاتا ہے۔

نافع رحمہ اللہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ، انہوں نے لقوہ کی وجہ سے اپنے منہ پر داغ لگوایا تھا۔ مصنف کہتے ہیں کہ، لقوہ ایک غلیظ مادہ کی وجہ سے عارض ہوتا ہے اور یہ

امراض مزمنہ میں سے ہے اور وہ فاسد مادہ بغیر دوا اور علاج کے ختم نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں داغنا ہی اس کا مفید ترین علاج ثابت ہوتا ہے۔

اور چوٹ اور موچ وغیرہ کا علاج خون کے نکالنے اور گوشت اور برف چھوڑنے سے ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے موچ آنے پر اپنے کولہے پر پچھنا لگوایا۔" (ابوداؤد)

بہتر یہ ہے کہ متاثرہ جگہ پر روغن تل اور آس مصمون کا استعمال کیا جائے۔ اور ہڈی ٹوٹ جانے پر اس کا علاج پلستر سے کرنا ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ایک کلائی (کی ہڈی) ٹوٹ گئی تو میں نے اس کو پلستر کر دیا، پھر میں نے رسول پاک ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر مسح کر لو۔"

جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائے جبیرہ (پلستر) پر مسح کرنا جائز ہوتا ہے۔

کتے کے کاٹنے کا علاج:

کتے کے مزاج سوداء میں اسخان ہونے کے باعث اسے جنون عارض ہو جاتا ہے اور اس کی علامت اس کی آنکھوں کا سرخ ہونا، زبان کا باہر نکلنا اور منہ سے رال کا بہنا ہے۔ اور وہ اپنا سر زمین کی طرف جھکاتا ہے۔ اور دم ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور اسے ٹانگوں کے بیچ میں دباتا ہے اور جلد کو کھجلاتا رہتا ہے اور دوڑتا رہتا ہے اور وہ ایسے حرکت کرتا ہے جیسے نشہ سے مدہوش ہوا انسان، جو بھی اسے دیکھتا ہے اس پر حملہ کر دیتا ہے اور بہت کم بھونکتا ہے، آواز میں بھی جھاری پن ہوتا ہے، دوسرے کتے اس سے بھاگتے ہیں اور کھانے سے باز رہتا ہے پانی دیکھ کر بھاگتا ہے اور اگر کسی کو کاٹ لے تو اسے کئی اعراض لاحق ہو جاتے ہیں۔

ایسے کتے کے کاٹنے پر جو بیماری لگتی ہے وہ بہت بڑی ہے، یہاں تک کہ کتے کا کاٹا ہوا انسان، پانی دیکھ کر گھبراتا ہے اور اسے آئینہ میں اپنا چہرہ کتے کی مانند دکھائی دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھولو اور ایک بار مٹی سے بھی مانجھ لو۔"

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''سات مرتبہ دھولو، پہلی مرتبہ میں مٹی استعمال کرو۔'' (صحیح مسلم)

اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے کی سمیت اس کے لعاب میں سرایت کی ہوتی ہے تو جب وہ برتن میں منہ ڈالتا ہے تو وہ لعابیت اس میں سرایت کر جاتی ہے۔ جیسے کاٹنے سے اس عضو میں وہ سمیت سرایت کرتی ہے۔ اور ایسے کتے کا جھوٹا پانی پینے والے میں بھی وہی اثر کرتا ہے جو کاٹے ہوئے انسان میں اس کا کاٹنا اثر کرتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پیش بندی اور امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایسے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے پر برتن کو دھونے کا حکم دیا ہے۔

کبھی کتے کا کاٹا ہوا انسان فوری طور پر پانی سے نہیں گھبراتا بلکہ ایک ہفتہ یا دو ہفتے کے بعد بھی چھ ماہ کی مدت تک گھبرا سکتا ہے۔

اگر دیوانے کتے کی علامت مشتبہ ہو جائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر اسے اس خون سے لتھیڑا دیا جائے جو کاٹنے سے نکلا ہے، اور اس ٹکڑے کو کسی دوسرے کتے کی طرف پھینک دیا جائے، اگر وہ اسے کھا لے تو جس کتے نے کاٹا ہے وہ دیوانہ نہیں ہے اور اگر نہ کھائے تو وہ دیوانہ ہے۔

علاج اس کا یہ ہے کہ کاٹی ہوئی جگہ کو شق کر کے اس پر نشتر لگایا جائے اور زوردار طریقہ سے اسے منہ سے کھینچا جائے اور کوشش کی جائے کہ زخم کھلا رہے تاکہ فاسد مادہ اس سے خارج ہو جائے اور اس علاج میں آب جو، بکری کے بچہ کا گوشت اور راحہ استعمال کیا جائے۔ ایسے کتے کا کاٹا ہوا شخص بعض اوقات پیشاب میں عجیب لحمی اشیاء خارج کرتا ہے جیسے چھوٹے چھوٹے کتے ہوں۔ چوسنے والے کو چاہیے کہ چوستے وقت اپنے منہ کو روغن گلاب لگا لے۔

کاٹے ہوئے شخص کا نیند ترک کرنے سے ہوتا ہے، اس لیے کہ سونے سے زہر کا اثر جسم کے اعماق تک سرایت کرتا ہے اور مقام گزیدہ پر نشتر لگایا جائے اور حسب سابق اس کو منہ سے چوس لیا جائے۔ فصد کرنا بھی بدن میں زہر سرایت کر جانے کے بعد مفید ہوتا ہے۔ لیکن

شروع میں مفید نہیں ہے۔ باقی سانپ کے ڈسنے کی دو حالتیں ہیں ایک وقت میں سرد اور دوسرے وقت میں گرم۔

بچھو کے ڈسنے کا علاج یہ ہے کہ مقام گزیدہ کو چیرا جائے اور عضو کو خوب باندھ کر اس کا ضماد کیا جائے اور ایسے مریض کو مغز فندق اور ترنج کے بیج کھانا چاہیے، یہ آزمودہ نسخہ ہے، اس لیے پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ: ''رسول اکرم ﷺ نے بچھو کے ڈسنے کی جگہ پر پانی اور نمک لگایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''آنحضور ﷺ نے بچھو کو مار ڈالا پھر پانی اور نمک منگوا کر ڈسے ہوئے کی انگلی پر لگانے لگے۔''

نیز جو شخص شام ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرے: ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) تو صبح ہونے تک کوئی بچھو اسے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔'' (الحدیث صحیح) نیز جو شخص شام ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے: ((بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ)) تو صبح ہونے تک کوئی چیز اسے گزند نہ پہنچا سکے گی۔''

حشرات الارض کو بھگانے کی تدابیر:

اطباء کی یہ عادت تھی کہ وہ گھروں میں بلے سارس پرندے، مور اور سیہہ (خار دار جانور) وغیرہ باندھ کر رکھتے اور گھروں میں رات کے وقت چراغ وغیرہ جلا کر رکھتے تھے تا کہ تمام حشرات اس کی طرف مائل ہوں اور یہ سارا کام ان حشرات کی تکلیف سے بچنے کے لیے کرتے تھے۔

(لیکن) رسول پاک ﷺ نے ان اطباء کے اس عمل کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو'' اور فرمایا کہ: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ کھلی نہ چھوڑا کرو'' نیز فرمایا کہ: یہ آگ تمہاری دشمن ہے لہٰذا اسے سوتے وقت بجھا دیا کرو''۔ نیز فرمایا کہ یہ چھوٹا فاسق (چوہا) بسا اوقات بتی کو کھینچ کر سارے گھر کے لوگوں کو جلا ڈالتا ہے۔

یہ تمام احادیث صحیح درجہ کی ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ ((اُعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

التَّامَاتِ)) اورآیت الکرسی کی تلاوت کے ذریعہ ان حشرات سے پناہ ڈھونڈیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:''رسول پاک ﷺ جب (سونے کے لیے) بستر پرآتے تو اپنے ہاتھوں کو جوڑ کر ان میں پھونکتے اور پھر اس میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے اور پھر اپنے جسم اطہر پر جہاں تک ممکن ہوتا، پھیر لیتے تھے، ابتداء اپنے سر مبارک اور چہرۂ انور اور جسم کے اگلے حصہ سے کرتے تھے، اور آپ ﷺ یہ عمل تین بار کرتے تھے۔''(متفق علیہ)

حدیث میں مذکور لفظ''نفث'' کا معنی ہے پھونکنا، جس میں تھوکنا نہ ہو۔ اور''تفل'' میں معمولی سا تھوکنا ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا مفہوم برعکس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کے پھونکنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ:''ایسے پھونکتے جیسے کشمش کھانے والا پھونکتا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا کہ:''جو شخص سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے تو وہ اس کے لیے کفایت کریں گے۔''(متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ یہ دو آیتیں ہر تکلیف دہ سے اس کی کفایت کریں گی۔

آنحضرت ﷺ سوتے وقت دعا پڑھتے تھے کہ ((اللھم قنی عذابك یوم تبعث عبادك)) اور بیدار ہونے کے بعد یہ پڑھتے۔ ((الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور))

حضور ﷺ سوتے وقت استغفار تسبیح وتحمید اور تکبیر کا حکم دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:''جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا تو صبح ہونے تک اللہ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا (فرشتہ) اس پر مقرر رہے گا۔''(بخاری)

حضور ﷺ نے ہمارے لیے یہ پاکیزہ مبارک اور محافظ کلمات ان حشرات اور حیوانات سے بچاؤ کے لیے بیان فرمائے ہیں جس سے ہم دنیا میں ان چیزوں کے شر سے

محفوظ رہے اور آخرت میں اس کا اجر باقی رکھا گیا۔ یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کے فضل اور برکت سے ہی ہوا ہے۔

طاعون اور وباء کا ذکر:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ (ہاں)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا یا فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں پر (وہ عذاب) بھیجا گیا تھا، لہٰذا جب کسی جگہ پر طاعون کا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر ایسی جگہ پر طاعون واقع ہو جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''طاعون، ہر مسلمان کے لیے شہادت کا درجہ رکھتا ہے جو طاعون، وبا سے مرنا ہے۔''

صاحب ''الصحاح'' نے اس کو نقل کیا ہے۔ باقی ''طاعون'' از روئے طب ایک جان لیوا ردی ورم ہے جس میں التہاب بہت ہوتا ہے اور ارد گرد کی جگہ سیاہ اور سبز ہو جاتی ہے۔ اور عام طور پر یہ ورم، بغل اور کان کے نیچے نکلتا ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ''مطعون شہید ہے'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! طاعون کیا ہے۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک گلٹی ہے جیسے اونٹوں کے طاعون میں ابھرتی ہے، انسان کے بغل اور کھال میں ابھرتی ہے۔''

ابن سینا کا قول ہے کہ: ''جب یہ پھوڑا، نرم گوشت، بغل اور کان کے پیچھے نمودار ہو جائے تو اس کا نام طاعون ہے۔

یہ ایک ردی متعفن خون ہوتا ہے اور بسا اوقات اس سے خون اور پیپ بہنے لگتا ہے اس کی سمیت دل میں ردی کیفیات پیدا کر دیتی ہیں جس سے قے، خفقان اور بے ہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں اور سب سے ہلکا طاعون سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اس کے بعد زرد رنگ

کا درجہ ہے۔سب سے زیادہ جان لیوا طاعون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اس سے کوئی بچ نہیں پاتا اور یہ وباء میں اکثر ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے طاعون زدہ علاقہ میں جو منع فرمایا ہے، اس کے دو فائدے ہیں۔

① تاکہ متعفن اور فاسد ہوا لگ کر وہ بھی بیمار نہ پڑ جائیں۔

② بیماروں کی مصاحبت سے کہیں مصیبت میں اضافہ نہ ہو جائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وبا کے قریب آنا ہلاکت ہے۔''

ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''حدیث میں مذکور لفظ ''القرف'' کا معنی ہے وبا سے بیماروں کی قربت۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''اس جگہ سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو۔'' اللہ پر توکل اور تفویض کو ثابت کرنے کے لیے ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آنحضور ﷺ نے طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے اس لیے منع فرمایا اور خبردار کیا کہ وہاں جانے سے مزاج میں تغیر آئے گا اور قویٰ کمزور ہوں گے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ: ''جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔'' (الحدیث)

لہٰذا مزاج کے تغیر اور قوی کے ضعف سے وبائی ہوا کی تاثیر زیادہ تیز ہو گی۔

آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''جب طاعون ایسی جگہ پر آئے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہلاکت خیز مرض جب کسی جگہ پر نمودار ہوتا ہے تو ابدان کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور ان میں اثر انداز ہوتا ہے، اس طرح وہاں منتقل ہونے سے مصیبت میں اضافہ ہو گا۔ اسی لیے اس سے منع فرمایا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جس پر اللہ

چاہتا ہے بھیجتا ہے (لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنین کے لیے باعث رحمت بنایا ہے، کہ جس کسی کی جلد میں طاعون ہو جاتا ہے اور پھر وہ صبر و احتساب کے ساتھ رکا رہتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اللہ نے اس کے لیے لکھ دی ہے تو اسے شہید جیسا اجر ملتا ہے۔'' (ابوداؤد)

بعض کہتے ہیں کہ وباء طاعون عام پھیلتے ہوئے مرض ہی کا نام ہے۔ اس کا سبب متعفن ہوا ہوتی ہے جیسے ایک جگہ ٹھہرے ہوئے متغیر پانی سے تعفن اٹھتا ہے۔ اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔

① زمینی اسباب: جیسے مقتولین، جن کو دفن نہ کیا گیا ہو۔

② آسمانی اسباب: جیسے بارش کی قلت، شہاب اور رجوم کی کثرت۔ لہٰذا جب ہوا متعفن ہو گی تو اخلاط بھی متعفن ہوں گے اور بہت سارے لوگ اس کی لپیٹ میں آئیں گے۔

مذکورہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ: یہ ایک عذاب تھا جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا۔ اس کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ اس طاعون سے بنی اسرائیل کے بیس ہزار افراد ایک لمحہ میں مر گئے تھے۔ اور بعضوں کے نزدیک ستر ہزار لوگ مر گئے تھے۔ ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ پہلے پہل یہ عذاب بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ طاعون سے کوئی بھی بھاگ کر محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ﴾ (البقرہ: ٢٤٣)

''تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لیے۔''

میں یہی طاعون مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ چار ہزار افراد تھے، طاعون سے بھاگے مگر موت نے آ دبوچا، پھر اللہ کے ایک پیغمبر نے ان کے لیے دعا کی تو اللہ نے ان کو زندہ کر دیا۔

تمیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ، ملک شام، بنو مروان کے آخری ایام تک طاعون سے دو چار رہا، بالخصوص دمشق اور اردن کے علاقے۔ بعض کہتے ہیں کہ، السفاح کے چچا نے دمشق میں خطاب کرتے ہوئے کہا، ''اے اہل شام! اللہ نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے کہ ہمارے دور میں تم سے طاعون کا عذاب دور ہوا ہے۔''

(یہ سن کر) ایک شخص بولا: ''اللہ زیادہ عدل کرنے والا ہے کہ اس نے ہم پر طاعون اور تم لوگوں کو (ایک ساتھ) جمع نہیں کیا ہے۔

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''خدا کی راہ میں شہید ہونے کے علاوہ (بھی) شہادت کی سات قسمیں ہیں۔ ① اللہ کی راہ میں مارے جانے والے شہید ہے۔ ② طاعون میں مرنے والا شہید ہے۔ ③ پانی میں غرق ہو جانے والا شہید ہے۔ ④ ذات الجنب والا شہید ہے۔ ⑤ پیٹ کی تکلیف میں مرنے والا شہید ہے۔ ⑥ آتشزدگی میں مرنے والا شہید ہے۔ ⑦ جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے شہید ہے۔ ⑧ جو عورت پیٹ میں بچہ لیے ہوئے مر جائے شہید ہے۔'' (ابوداؤد)

یہی روایت ''الموطا'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''جب کوئی وبا کسی علاقہ میں نازل ہو اور تم اس وقت وہاں پر موجود ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے مت نکلو اور جب تم سنو کہ وبا کسی علاقہ میں آئی ہے تو وہاں نہ جاؤ۔'' (بخاری)

''وباء'' کا لفظ مہموز ہے اور مد اور قصر دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ ابن سینا کا قول ہے کہ وباء سے بچنے والے ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے پیٹ سے رطوبات فضلیہ کا اخراج کرے اور بھوکا رہے اور حمام سے اجتناب کرے اور راحت و آرام کو لازم جانے اور اخلاط کے ہیجان کو تسکین دینے کی کوشش کرے جبکہ وبائی علاقہ سے تکلیف دہ طریقہ کے بغیر بھاگنا ممکن نہ ہو۔

بہر حال (حدیث نبوی ﷺ سے طبی معنی و مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وہ خبر بہت مشہور ہے کہ جب وہ ملک شام گئے اور مقام سرغ پہنچے تو آپ کو بتایا گیا کہ ملک شام میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ (یہ سن کر) آپ وہاں سے واپس چلے آئے۔ ''سرغ'' وادی تبوک میں ایک بستی کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ''سرغ'' حجاز کا آخری علاقہ ہے۔ اور بعض کے نزدیک سرغ اور مدینہ کے مابین تیرہ مراحل کا فاصلہ ہے۔

چیچک اور خسرہ وغیرہ کا ذکر:

جاننا چاہیے کہ چیچک کی بہت سی اقسام ہیں کوئی چیچک سفید رنگ کی ہوتی ہے اور کسی کا رنگ سرخ ہوتا ہے، کسی کا زرد اور کسی کا بنفشی اور کسی کا سبز اور کسی کا سیاہ ہوتا ہے۔ سفید رنگ کی (دوسروں کی بہ نسبت) بہتر ہے، کیونکہ یہ طبیعت کی قوت پر دلالت کرتی ہے جیسے سفید رنگ کی پیپ کی حالت ہوتی ہے۔ سفید اور سرخ سے کم درجہ زرد رنگ کا ہے اور زرد سے کم بنفشی رنگ ہے اور سبز اور سیاہ رنگ بہت خراب ہے۔ تعداد میں کم ہو تو سلامتی والی بات ہے، اسی طرح جس کا حجم بڑا ہو اس میں بھی سلامتی ہے۔ اس لیے کہ یہ مادہ کی مطاوعت اور قوت طبیعت پر دلالت کرتا ہے، اور یہ اس صورت میں ہے جب اگر وہ بہت زیادہ نہ ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ ایک دانہ ابھی نہ نکلا ہو کہ اس کے پہلو میں ایک اور نکل آئے اور جو دانے تعداد میں زیادہ اور حجم میں چھوٹے ہوں وہ ردی ہیں، سب سے سلامتی والے وہ ہیں جو تیسرے دن نکلنا شروع ہوں یا اس کے قریب قریب، دیر سے نکلنا، قوت مادہ اور عاجزی طبع پر دلالت کی وجہ سے ردی اور خراب ہیں۔

اور جو دانے کبھی نمودار ہوں اور کبھی غائب ہو جائیں وہ خطرناک ہیں۔ اور جس کا نضج کرنا آسان ہو وہ سلامتی والے ہیں اور جس کی ہیئت پسلیوں والی ہو وہ ردی ہے، اور گول ہوں تو سلامتی والے ہیں، اور پیٹ اور سینہ میں جو زیادہ نمودار ہوں وہ ردی ہیں، کیونکہ یہ مادہ کی عدم مطاوعت پر دلالت کرتا ہے۔ جو دانے اطراف میں نمودار ہوں وہ اس سے بہتر ہیں

جو چہرے اور سر میں ظاہر ہوں۔ اور جس میں تکلیف اور بخار کم ہو وہ سلامتی والے ہیں، اور جس سے پہلے بخار کا عارضہ ہو وہ اس سے بہتر ہے جو بخار سے پہلے عرض ہو۔ اور جب سانس ٹھیک ہو تو وہ سلامتی والا ہے اور اگر سانس کا تواتر ہو تو ردی ہے اور اگر اس کے ساتھ پیاس مسلسل لگے تو مریض ہلاکت کے قریب ہے۔ اگر پیشاب میں خون کرے یا سیاہ رنگ کا پیشاب کرے تو مریض ہلاک ہونے والا ہے۔ خسرہ مرۃ صفراء سے ہوتا ہے جیسے چیچک کا مادہ خون ہے۔ اور حمیقی دونوں کے وسط کی حالت ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اسہال سے پرہیز کرایا جائے اور فصد یا حجامت کے ذریعہ خون کا اخراج کرایا جائے۔ اور پینے میں شربت عناب و انار دیا جائے۔ اور کھانے میں ماش، تخم اسیا ناخ اور حریرہ باداموں کے ساتھ دیا جائے۔ اور جو کا پانی، روغن بادام کے ساتھ اور آنکھ میں آب کسفرہ کے قطرے ڈالے جائیں اور اس میں سیاہ سرمہ ڈال دیا جائے۔ تلووں کا مہندی سے خضاب کیا جائے بخار ختم ہونے کے بعد مریض کو چوزوں کا شوربہ غذا میں دیا جائے اور بیس دن کے بعد حمام میں جائے۔ حصہ اور حمیقی کا علاج، چیچک کے علاج کے قریب قریب ہے۔

غیل کا ذکر:

حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اپنی اولاد کو خفیہ طور پر مت قتل کرو، کیونکہ اس غیل نے فارس والوں کو خوف زدہ کر کے گھوڑے سے گرا دیا۔'' (ابوداؤد)

حضرت جذابہ بنت دھب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ غیلہ سے لوگوں کو منع کر دوں، پھر میں نے دیکھا کہ روم اور فارس والے بھی غیلہ کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (تو میں نے ارادہ چھوڑ دیا)۔''

لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو خفیہ انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔ اور اس آیت سے یہی مراد ہے۔ واذا الموء ودۃ سئلت (مسلم)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "غیلہ" یہ ہے کہ انسان اپنی بیوی سے اس حال میں مجامعت کرے کہ وہ بچہ کو دودھ پلاتی ہو۔ اغال ولدہ کا معنی ہوتا کہ اس نے بچہ کی شیر خوارگی کے زمانہ میں اس کی ماں سے صحبت کی۔ بعض کہتے ہیں کہ غیلہ سے مراد یہ ہے کہ مجامعت کرے جب عورت دودھ پلائے اور وہ حاملہ ہو۔

حدیث میں مذکور لفظ "یذعرہ" کا معنی ہے کہ اس عمل نے ان کو نیچے گرا دیا اور ہلاک کر دیا۔ اس لیے کہ وہ دودھ ردی ہوتا ہے خون حیض کا فضلہ ہوتا ہے۔ نیز اس لیے کہ جب عورت حاملہ ہو جائے اور دودھ پلانے لگے تو اس کا حیض منقطع ہو جاتا ہے اور اس وقت وہ خون جنین کی غذا بن جاتا ہے اور باقی ماندہ بہت ردی ہوتا ہے جو اس کی چھاتیوں میں پہنچتا ہے اسی طرح رضاعت کے وقت حیض کا سارا خون چھاتی میں مندفع ہو جاتا ہے اور بچہ کی غذا بننے کی خاطر دودھ میں بدل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اور اہل فارس کو اس نے گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔"

مطلب یہ ہے کہ اس خراب غذا کی تاثیر قائم رہتی ہے حتیٰ کہ جب وہ بچہ بڑا ہو کر آدمی بن جاتا ہے اور میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے تو کمزوری دکھاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "میں نے غیلہ سے منع کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔" اس میں ممانعت نہی تنزیہی پر محمول ہے۔ آپ ﷺ نے اس لیے منع نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ صحبت ترک کرنے سے خاوند کس نقصان سے دو چار ہو سکتا ہے اور اسے اپنی خواہش کو کس طرح جھیلنا پڑے گا۔

نیز آپ ﷺ کے علم میں تھا کہ اس عمل سے اہل فارس و روم کو بھی ضرر نہیں پہنچا تھا۔ باقی رہا "عزل" کا مسئلہ! تو یہ بصورت اتفاق جائز ہے۔

جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ہم عہد نبوت میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا۔" (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ہم عزل کرتے تھے، جب آنحضور ﷺ

کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا (بلکہ) فرمایا کہ: ''جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔'' (متفق علیہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کیا جائے۔''

عورت کے لیے حیض بند کرنے کے لیے دوا پینا جائز ہے جبکہ دوا سے ضرر کا خطرہ نہ ہو۔ [1] صالح کی روایت میں امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے۔ جبکہ بعض شوافع کہتے ہیں کہ عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے، اس لیے اس سے قطع نسل لازم آتا ہے اور اگر وہ شوہر والی ہو تو شوہر کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

نظر لگ جانا حق ہے اور اس کا علاج:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا کہ اس کے چہرے پر کچھ داغ سا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دم کرواؤ، اسے نظر لگی ہوئی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''نظر لگ جانا برحق ہے۔'' (بخاری)

رسول اللہ ﷺ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہر شیطان اور ہر مضر جانور اور نظر بد سے بچانے کے لیے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

عبارت میں مذکور لفظ ''الھامۃ'' ہوام کی جمع ہے اس سے ہر جان لیوا زہریلا جانور مراد ہے۔ جیسے سانپ وغیرہ، اور کبھی لفظ ہامۃ کا اطلاق اسے حشرات پر بھی ہوتا ہے جو جان لیوا ہوں۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: "ایــؤذیك هــوام رأسك" ''کیا تمہیں سر کے حشرات تکلیف پہنچا رہے ہیں۔'' اور لفظ ''لامۃ'' خوفناک اور ڈراونی چیز کو کہتے ہیں اور نظر بد کو بھی کہتے ہیں۔

---

[1] یہ مسئلہ مسلک حنبلی میں ہے۔ از مترجم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ''رسول پاک ﷺ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں نظر بد میں جھاڑ پھونک کرواؤں۔'' (متفق علیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی منقول ہے کہ: آنحضور ﷺ نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیتے وہ وضو کرتا پھر نظر زدہ شخص اس سے غسل کرتا۔'' (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ''نظر لگ جانا برحق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو یہ نظر لے جاتی۔'' اور جب تمہیں غسل کرنے کا کہا جائے تو غسل کیا کرو۔'' (ترمذی، مسلم)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے۔ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ: ''جب تمہیں غسل کرنے کا کہا جائے تو غسل کیا کرو۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نظر زدہ انسان تم سے غسل کرنے کا مطالبہ کرے تو اس کی بات کو مانو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نظر لگانے والا اپنا چہرہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اطراف اور ازار کے اندرونی حصہ کو ایک برتن میں دھوئے، پھر وہ پانی نظر زدہ شخص پر ڈال دیا جائے۔ اور برتن کا پانی اس کی پشت کی جانب سے اس کے سر پر یکبارگی ڈالا جائے اس وقت برتن زمین پر نہ رکھا جائے۔ تو اللہ کے حکم سے مریض صحت یاب ہو جائے گا۔ (ہکذا رواہ مالک فی الموطا)

امام احمد سے ازار کے اندرونی حصہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ازار کا وہ حصہ جو جسم کے ساتھ متصل ہے۔ ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے نظر بد میں جھاڑ پھونک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَاِنۡ یَّکَادُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَیُزۡلِقُوۡنَکَ بِاَبۡصَارِھِمۡ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کفار، آپ کو اپنی نظر بد سے دو چار کر دیں گے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسی چیز دیکھے جو اس کو اس کی ذات یا مال کے بارے میں متعجب کرے تو اسے چاہیے کہ بارک اللہ علیہ کہہ دے۔ اور

فرمایا کہ جو شخص کوئی متعجب چیز دیکھے اسے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔

آنحضور ﷺ سے مروی ہے کہ جب کسی کو نظر بند کا خوف ہو تو یہ پڑھ لے ((اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْهِ وَلَا تضُرُّہٗ)) ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''رسول کریم ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے خدا کی پناہ مانگتے تھے۔''

مذکورہ حدیث میں لفظ "سفعة" چہرہ پر سیاہ نشان کو کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ چہرے پر زردی کے نشان کو کہتے ہیں۔ ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "سفعة" اصل میں چہرے کے خلاف رنگ کا نام ہے۔ اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "سفعة" سرخی مائل سیاہی رنگ کو کہتے ہیں۔ ابن خالویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "سفعة" جنون اور دیوانگی کو کہتے ہیں، اور کتاب العین میں ہے کہ "سفعة" سیاہی اور چہرے کے تغیر کا نام ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے نظر بد کا دم کرنے کی اجازت دی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''جھاڑ پھونک، نظر بد اور زہریلے جانور کے ڈسنے میں ہی جائز ہے۔'' (بخاری) حدیث میں مذکور لفظ (الحمۃ) زہریلی چیز کے زہر کو کہتے ہیں اصل میں بچھو اور بھڑ کی سوئی کو 'حمۃ' کہتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی حدیث صحیح ہے کہ: ''رسول کریم ﷺ نے ایک آدمی کو کسی درد تکلیف کی وجہ سے دم کیا تھا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نظر بد، زہریلی چیز کے ڈسنے اور غلہ (ایک مرض) میں دم کرنے کی رخصت دی ہے۔'' "سفعة" جسم میں جو پھوڑے نکل آتے ہیں اسے کہتے ہیں۔ بعض حکماء کا خیال ہے کہ نظر لگانے والے کی آنکھوں سے ایک قوت سمیہ سے نکلتی ہے جو نظر زدہ شخص کو لگ کر نقصان پہنچاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ سانپ کی ایک قسم ایسی ہے کہ جب اس کی نظر کسی انسان پر پڑ جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ سہل بن خیف رحمہ اللہ کی حدیث میں نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا

حکم دیا گیا ہے جس کا پانی نظر زدہ شخص استعمال کرتا ہے، یعنی حضور ﷺ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر وہ پانی نظر زدہ شخص پر انڈیل دیا ہے۔ (کمارواہ مالک)

جاننا چاہیے تعویذات اور جھاڑ پھونک تب ہی فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں جو اللہ کے ہاں قبول بھی ہوں اور انسان کی عمر اور زندگی بھی اس کی موافقت کرے اور یہ عمل، دراصل اللہ کی بارگاہ میں ایک التجاء ہے کہ جس طرح مریض کو دوا دی جاتی ہے اسی طرح یہ دم وغیرہ کر کے اللہ سے ہی شفاء کی طلب رکھی جاتی ہے۔ اور مذموم تعویذات وہ ہیں جو عربی زبان میں نہ ہوں اور جن کا معنی و مفہوم معلوم نہ ہو۔ اگر معلوم ہو تو مستحب ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ''ہم زمانہ جاہلیت میں دم وغیرہ کیا کرتے تھے، تو لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اپنے دم وغیرہ میرے سامنے پیش کرو، ایسے دم وغیرہ میں کوئی حرج نہیں جس میں کوئی شرکیہ کلمات نہ ہوں۔'' (مسلم)

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ: آپ ﷺ نے دم وغیرہ کرنے سے منع کیا ہے، حالانکہ میں بچھو کے ڈسنے کا دم کرتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو اسے ایسا کرنا چاہیے۔'' (مسلم)

ممانعت کا تعلق کفریہ دم تعویذ سے ہے یا پھر ممانعت پہلے کی گئی تھی پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت حرب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے بچھو کے ڈسنے کے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جبکہ اس کے کلمات معلوم ہوں یا قرآنی ہوں۔'' شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: اسے بھی غلہ کا دم سکھاؤ، جیسا کہ تم نے اسے کتابت سکھائی ہے۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث سے عورت کا بھی فن کتابت سیکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ''جب کسی شخص کو کوئی تکلیف ہوتی یا کوئی زخم یا پھوڑا وغیرہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک سے یوں زمین پر رکھ کر اسے اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے: ((بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى بِهَا سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا .)) (متفق علیه)

اس حدیث میں مذکور لفظ ''تربۃ ارضنا'' کا معنی ہے ہماری زمین کی مٹی، یہ اس لیے فرمایا کہ مٹی کی طبیعت ٹھنڈی اور خشک ہے اور اس سے رطوبات کو خشک کرنے کی تاثیر ہوتی ہے۔

اور پھوڑے پھنسیوں اور زخموں میں رطوبت کی کثرت ہوتی ہے جو طبیعت کو عمدہ کارکردگی سے روکتی ہے اور جلدی مندمل نہیں ہونے دیتی، اور "بریقة بعضنا" (ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ) اس کی وجہ یہ ہے کہ جب لعاب کا مٹی میں اضافہ ہوگا تو وہ مجفف ہو جائے گا اور جب اسے زخم پھوڑے پر لگایا جائے تو اللہ کے حکم سے شفاء حاصل ہو گی۔

اس قسم کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

باقی رہا مسئلہ قرآن کے ذریعہ دم وغیرہ کرنے کا تو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت آتی ہے کہ: ''بہترین دوا قرآن ہے۔'' (ترمذی)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲) ''اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے۔''

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت مبارکہ ''من'' تبعیض کے لیے نہیں ہے، مطلب یہ ہوا کہ قرآن ہم اتارتے ہیں جو سارا کا سارا باعث شفا ہے۔ یعنی جس طرح یہ قرآن جسمانی امراض کے لیے شفاء ہے اسی طرح ضلالت، جہالت اور شبہات کے لیے باعث شفاء ہے۔ چنانچہ قرآن، حیران و سرگردان پھرنے والوں کے لیے بھی باعث ہدایت ہے۔ لہٰذا یہ قرآن زوالِ جہالت کے سبب دلوں کی شفاء ہے اور زوال امراض کی وجہ سے شفاء اجسام ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جسم کی درستگی پر موقوف ہے، لہٰذا اے مخاطب! اپنے دل کو سنوار لو، درست کرلو، تمہارا جسم بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو گا تو سارا جسم درست رہے گا اور وہ ٹکڑا دل ہے۔'' (الحدیث)

اس سے پہلے بھی سورۃ الفاتحہ کے ذریعہ دم کرنے کی حدیث گزر چکی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جب گھر میں کوئی فرد بیمار ہو جاتا تو رسول کریم ﷺ معوذات پڑھ کر اسے دم کرتے تھے۔''

امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ''جس کی ڈاڑھ میں تکلیف ہو تو وہ اس پر اپنی انگلی رکھ کر یہ پڑھے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ۝﴾ (الانعام: ۹۸)

جب انسانی کلام میں یہ تاثیر ہے کہ بحکم خداوندی نافع ہوتے ہیں تو اللہ کا کلام کس قدر نافع ہو گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ یہ بات بیان فرمائی ہے کہ: اگر قرآنی آیات کسی چیز میں لکھ کر اسے دھویا جائے اور اس پانی کو پیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی شخص قرآنی آیات کسی برتن میں لکھتا ہے پھر مریض کو پلا دیتا ہے یا کسی چیز پر آیات پڑھ کر اسے پلاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح پانی پر آیات پڑھ کر وہ پانی مریض پر چھڑک دیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت عسر ولادت میں مبتلا ہو، اس کے لیے کوئی قرآنی آیت لکھ کر اسے پلا دی جائے تو جائز ہے۔

مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: جب کسی عورت پر ولادت دشوار ہو تو ایک صاف برتن لے کر اس میں یہ آیات لکھو: ﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ۝﴾ (الاحقاف: ۳۵)

اور ﴿لَقَدۡ كَانَ فِي قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٞ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ﴾ (الیوسف: ۱۱۱) پھر دھو کر اس عورت کو اس کا پانی پلا دیا جائے اور اس کے پیٹ پر بھی چھڑک دیا جائے۔''

ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ، سحر زدہ شخص کا سحر دور کرنا بھی علاج کی ایک قسم ہے، اور کسی کا سحر اتارنا جائز امر ہے، اس لیے کہ جب نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا تھا تو اس کو نکالا گیا اور اتارا گیا تھا۔ نیز یہ عمل، بمنزلہ علاج کے ہے۔ ''سحر'' لغت میں کسی چیز کو اس کی ذات سے پھیرنے کو کہتے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے کہ ماسحرک عن کذا: یعنی اس نے تجھے اس چیز سے نہیں پھیرا۔ اور سحر بمعنی دھوکہ دینے کے بھی آتے ہیں اور ''ساحر'' اس کلام کو کہتے ہیں جسے ساحر بولتا ہے اور اسے لکھتا ہے تو مسحور کے جسم یا دل و دماغ پر اس کا اثر ڈالتا ہے۔ سحر ایک حقیقت ہے، کسی سے انسان مارا جاتا ہے، کسی سے بیمار پڑ جاتا ہے اور کسی سے انسان اپنی بیوی سے مجامعت نہیں کر پاتا اور کسی سحر سے میاں بیوی کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے اور کسی سے محبت اور کسی سے آپس میں بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ کو خیال گزرتا کہ انہوں نے کام کر لیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔'' (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے)۔

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بعض اطباء کا خیال ہے کہ انسان کے اندر کوئی چیز اہل ارض میں سے داخل نہیں ہو سکتی؟ آپ نے فرمایا کہ: وہ اپنی بات کرتے ہیں۔ جب کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: شیطان، ابن آدم میں یوں گردش کرتا ہے جیسے خون گردش کرتا ہے۔'' مصنف کہتے ہیں کہ جنات، لطیف جسم رکھتے ہیں اور کسی جن کا انسانی روح کے ساتھ اختلاط کوئی مستنکر بات نہیں، جیسے خون اور بلغم کثافت کے باوجود بدن انسانی میں مختلط ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خبر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تاخیر سے پہنچی، جس (واقعہ) میں ایک عورت جس کے اندر کوئی شیطان تھا، اس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ وہ یہاں نہیں ہے، آئے گا تو بتاؤں گی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں نے

اسے صدقہ کے اونٹوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیجا ہے۔ یہ ایک وسیع باب ہے، اس میں بہت زیادہ حکایات وآثار منقول ہیں۔

موقع ومقام کی تنگی اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ان سب کو یہاں ذکر کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

باقی رہا مسئلہ تعویذات کے لٹکانے اور باندھنے کا تو امام احمد رحمہ اللہ تو اس کی کراہت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی چیز لٹکائے گا اسی کے سپرد کیا جائے گا۔"

حرب رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایسے تعویذات جن میں قرآنی آیات وغیرہ رقم ہوں ان کا لٹکانا کیسا ہے؟ فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ان لوگوں نے اس معاملہ میں سہولت اختیار کی ہے احمد نے اس میں سختی نہیں کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے گھبرا کر اٹھے تو وہ یہ دعا پڑھے: ((اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ)) اس کے پڑھ لینے کے بعد اسے کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ کلمات (مذکورہ) سکھایا کرتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے کاغذ میں لکھ کر گلہ میں لٹکا دیتے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس کو عمل الیوم واللیلۃ میں نقل کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کراہت اور عدم کراہت کا دار ومدار اس بات پر ہے کہ اگر کوئی شخص ان تعویذات وغیرہ کو موثر حقیقی خیال کرے کہ یہ چیزیں بذات خود نفع پہنچاتی ہیں یا نقصان دیتی ہیں یا ایسے الفاظ ہوں جن کے معنی ومفہوم نامعلوم ہوں، تو ممنوع ہوگا ورنہ نہیں۔

باقی رہا "نشرۃ" پانی پر ایک دم ہے جو کر کے آسمان کے نیچے رکھ چھوڑتے ہیں مریض اس سے اعضاء دھوتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ نے مراسیل میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نشرہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ ''نشرہ ایک شیطانی عمل ہے'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت منقول ہے۔

ادویۂ نبوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں پیٹ درد کے مارے بل کھا رہا ہوں تو پوچھا کہ پیٹ درد ہے؟ میں نے کہا کہ ''جی ہاں'' اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا کہ: اٹھو! اور نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں شفاء ہے۔''

علماء نے اس حدیث کے دو فائدے بیان کیے ہیں۔

① حضور علیہ السلام نے فارسی لفظ (اشکم درد) استعمال فرمایا اور اس میں گفتگو فرمائی۔

② نماز دل، معدہ اور آنتوں کی درد میں فائدہ مند ہوتی ہے۔

اس کی تین وجوہات ہیں:

① نماز، عبادت ہونے کی وجہ سے ایک امر الٰہی ہے۔

② ایک امر نفسی ہے، اس لیے کہ نماز میں مشغول ہونے سے نفس کو درد کا احساس کم ہوگا تو قوت اس درد پر غالب رہے گی اور اس کی مدافعت میں لگی رہے گی۔

③ طبیب حاذق قوت کی تقویت کے لیے ہر طرح کا حیلہ اختیار کرتا ہے کبھی تو اس کو غذا دے کر اور کبھی امید ورجاء کے ذریعہ اور کبھی خوف دلا کر تقویت دیتا ہے۔

یہ ''نماز'' ان تمام امور کو جامع ہے، کیونکہ بندے کو اس میں خوف وخشیت بھی حاصل ہوتا ہے اور امید ورجا بھی اور حیاء وشرم بھی، محبت بھی اور آخرت کا دھیان بھی، یہ سب امور اس کی قوت میں مزید تقویت کا سبب بنتے ہیں اور اس کا سینہ کھولتے ہیں جس کے نتیجہ میں اس کا مرض دور ہو جاتا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جسم میں کوئی زخم تھا، جس کا کاٹنا ممکن نہ تھا، گھر والوں نے ان کو مہلت دی حتیٰ کہ وہ نماز میں مشغول ہوئے تب لوگوں نے اس زخم کو کاٹا تو نماز میں

متهمک ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احساس تک نہ ہوا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ گھر میں ہوتے تو گھر والوں کو خاموش رہنے کا کہتے تھے اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ان کو گفتگو کی اجازت دے دیتے اور فرماتے تھے کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو مجھے تمہاری گفتگو سنائی نہیں دیتی۔

(ایک روز) مسجد کی دیوار گر گئی، وہ نماز میں تھے تو انہیں کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ نیز نماز میں رکوع، قیام اور سجدہ کو جامع ہے، نیز اس میں ذلت عاجزی، اخلاص، خشوع وخضوع، عبادت و بندگی اور جمعیت وغیرہ پائی جاتی ہے جن سے بدن کے مفاصل متحرک رہتے ہیں اور اکثر اعضاء متلین رہتے ہیں، بالخصوص انسان کا معدہ اور آنتیں۔ یہ نماز، دو گندی چیزوں (بول و براز کے دفعیہ اور معدہ سے کھانے کو اتارنے میں کس قدر معاون ہے! حکیم عبداللطیف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کی صحت بالکل ٹھیک ٹھاک ہے، میں نے اس کا سبب معلوم کرنے کی جستجو کی تو پتہ چلا کہ یہ لوگ کثرت سے نماز اور تہجد ادا کرنے والے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں کہ نماز کا یہ سجدہ، نزلہ وزکام میں کس قدر نافع ہے بعد یہ سجدہ منخر کا سدہ کھولنے میں کس قدر معاون ہے! اور یہ سجدہ دو گندی چیزوں کے تعفن کے ازالہ اور معدہ اور آنتوں سے کھانے کے اتارنے اور فضول محتقنہ کی تحریک و اخراج میں کیسا مضبوط مددگار ہے!

اس لیے کہ سجدہ کے وقت غذاء کے اوعیہ اپنے ازدحام کی وجہ سے نچڑ جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ان کا سقوط ہوتا ہے۔ نیز ''نماز'' بسا اوقات رنج والم کا ازالہ کرتی ہے اور آتش غضب کو بجھاتی ہے، حق تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے اور مخلوق کی تواضع کا ذریعہ ہے اس کے ذریعہ دل نرم ہوتے ہیں اور جذبہ عفو و درگزر پیدا ہوتا ہے اور جذبہ انتقام فرد ہوتا ہے، نماز میں بسا اوقات درست جواب اور صائب رائے اور تدبیر کا ظہور ہوتا ہے اور بندہ کو بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے۔ انسان اپنے امور اور معاملات میں غور کرنے لگتا ہے اور دنیا و آخرت کے مصالح میں غور وفکر اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔

خصوصاً جب قیام طویل کرے اور ہو بھی رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں اور سناٹا چھا رہا ہوتا ہے اور ساری دنیا پر ہو کا عالم چھا رہا ہوتا ہے۔ عالم سفلی کے قوی سمٹ جاتے ہیں اور عالم روحانی کے قوی منتشر ہو جاتے ہیں اور اس کے آثار پھیل رہے ہوتے ہیں۔

اس بات کی طرف آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اے بلال! نماز کے ذریعہ ہمیں راحت پہنچاؤ'' نیز اس ارشاد گرامی میں اسی امر کی طرف راہنمائی ہے کہ: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' اس لیے کہ نماز میں دنیا و آخرت کے فضائل موجود ہیں۔ اور اس سے نفس کو سرور و ابتہاج حاصل ہوتا ہے۔

اس سے قبل بھی یہ ارشاد نبوی ﷺ گزر چکا ہے کہ: ''اپنے کھانے کو ذکر اور کلام کے ذریعہ پگھلاؤ۔''

نماز تراویح کے مقرر کیے جانے کی بھی یہی ایک وجہ ہے۔ نماز میں دنیا و آخرت کی خیر موجود ہے کہ اس میں باری تعالیٰ کی تجلیات کا نزول ہوتا ہے جس سے جسمانی امراض و اسقام بھی دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اخلاق رزیلہ کی اصلاح و تکمیل بھی ہوتی جاتی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب گرایا اور دعا فرمائی تو وہ ٹھیک ہو گئیں۔'' (بخاری و مسلم) کہا جاتا ہے کہ: ''ایک آدمی نے سرکار دو عالم ﷺ سے اپنی آنکھوں کے دکھنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسے قرآن پاک دیکھنے کا فرمایا۔''

بعض کہتے ہیں کہ، ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرے یا اس کو کھانا کھلائے۔'' اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنگدلی کی شکایت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ: ''بیماروں کی بیمار پرسی کیا کرو، جنازہ کے ساتھ جایا کرو اور قبروں کی زیارت کیا کرو۔''

مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: امام احمد کو میرے بارے میں پتہ چلا کہ مجھے بخار ہے تو انہوں نے میرے لیے کاغذ پر بخار کا تعویذ لکھا:

((بسم الله الرحمن الرحیم، بسم الله وبالله و محمد رسول الله "یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم و ارادوابه کیدا فجعلنا هم الاخسرین" اللهم رب جبریل و میکائیل و اسرافیل، اشف صاحب هذا، الکتاب بحولك و قوتك و جبروتك اله الحق آمین۔"))

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے درد کی شکایت کی، جسے وہ اسلام لانے کے وقت سے اپنے جسم میں محسوس کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اپنا دایاں ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر تین بار بسم اللہ پڑھ، اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:
((اعوذ بعزة الله و قدرته من شرما اجده)) (مسلم)

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں رات کو بے خوابی کے سبب نہیں سو سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جب بستر پر سونے کے لیے آؤ تو یہ پڑھو:
((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، کُنْ لِیْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ وَ اَنْ یَّبْغِیْ عَلَیَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .)) (ترمذی)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے رات کے وقت گھبراہٹ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیے تھے۔"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زعم تھا کہ کوئی جن مجھے تنگ کرتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات پڑھو:((اعوذ بکمات الله التامات التی لایجاوزهن برولا فاجر من شرماینزل من المساء وما یعرج فیها، ومن شرما ذرا فی الارض وما یخرج منها، ومن شرفین اللیل والنهار، ومن شر طارق اللیل

والنهار الا طارقا يطرق بخير يا رحمن .)) (رواه الطبری فی معجمه)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ اس کے والد کا پیشاب بند ہو گیا ہے اور ان پر بندش ہے، چنانچہ انہوں نے اس آدمی کو آنحضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعا سکھائی، جو یہ ہے: ((ربنا الله الذی فی السماء، تقدس اسمك امعرك فی السماء والارض، كما رحمتك فی السماء، اجعل رحمتك فی الارض واغفرلنا حوبنا وخطايانا، انت رب الطيبين، فانزل رحمة من رحمتك، و شفاء من شفاء ك علی هو المجع)) پھر انہوں نے اس کو حکم دیا کہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرے، اس نے ایسا ہی کیا تو وہ صحت یاب ہو گیا۔'' (ابوداؤد) (مزید وظائف میری کتاب وظائف الصالحین میں دیکھ سکتے ہیں)

اس سے پہلے بھی سورۃ الفاتحہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنے کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

معجون برائے اصلاح قلب و دفع وساوس:

اصلاح قلب اور وساوس کے دفعیہ کے لیے معجون یہ ہے کہ حلال کا کھانا، تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنا، تاویلات کے ذریعہ رخصتوں کا استعمال ترک کرنا، ظاہری اور باطنی اعضاء و جوارح کی حفاظت رکھنا، نفس کی تدبیر علم سے اور باطن کی دیکھ بھال سے کرنا اور اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرنا کہ وہ تجھے نفس و شیطان اور ہوائے نفسانی کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: تم شب بیداری کو لازم جانو، کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ تھا اور یہ گناہوں سے باز رہنے کا ذریعہ اور تقرب الٰہی کا سبب ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے اور جسم سے بیماری کو دور کرتا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور نسخہ روحانی:

ایک مرتبہ حضرت ذوالنوین مصری رحمہ اللہ کا کسی طبیب کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ اس کے پاس مردوں اور عورتوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، جن کے ہاتھوں میں پانی کی بوتلیں ہیں۔ اور وہ طبیب ہر مریض کو اس کے مرض کے موافق نسخے بتا رہا ہے۔

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے قریب جا کر سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا، پھر میں نے اس سے کہا کہ، خدا تجھ پر رحم کرے! مجھے گناہوں کے مرض کی دوا بتاؤ، وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ، اگر میں تمہیں اس کی دوا بتاؤں تو کیا تم اس کا اہتمام کرسکو گے اور میرے نسخہ کو سمجھ پاؤ گے؟ میں نے کہا کہ ہاں، انشاء اللہ، پھر اس نے کہا کہ ''فقر کی جڑ، صبر کے پتے، تواضع کی ہڑ، خشوع کا بھیڑہ، خضوع کی ہندی، صفائی کی بسفائج اور خلوص کا ریوند، وفا کی غاریقون، یہ تمام اجزاء لے کر ان کو پاک دامنی کے پتیلے میں ڈال دو اور اس کے نیچے آتش محبت جلا دو، یہاں تک کے حکمت کے مکھن کا جھاگ اٹھنے لگے، جب حکمت کا مکھن جھاگ لانے لگے تو اس کو ذکر اللہ کی چھلنی سے چھان کر رضا کے جام میں انڈیل لو اور اس کو حمد و ثنا کے پنکھے سے اتنی ہوا دو کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے، ٹھنڈا ہونے کے بعد اسے نوش کرو، پھر اس کے بعد ورع اور پرہیز گاری کی کلی کرلو تو تم گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹو گے۔ کیونکہ جو شخص آنے والی کل کو اپنی اجل میں سے شمار کرتا ہے اور امیدوں میں ناداں بن کر سرکشی کرتا رہتا ہے وہ کوئی نیک عمل بجا نہیں لاسکتا، ان ادویہ کے ذریعہ اپنے قلب کا علاج کرو جس طرح تم ان ادویہ کے ذریعہ اپنے جسم کا علاج کرتے ہو تو نتیجہ کے طور پر دونوں جہاں کی کامل و مکمل عافیت حاصل ہوگی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

امراض اور مریض کی عیادت کرنے کے فضائل:

انسان کی توبہ، صدق و سچائی، تکفیر، سیہ اور بلندی درجات میں مرض (بیماری) کو بڑا عمل و دخل ہے بلکہ یہ ان امور کا قوی ترین سبب ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مرض کی حالت میں مر گیا تو وہ شہید ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور اسے صبح و شام جنت کا رزق دیا جاتا ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی ایمان دار کو درد تکلیف، یا تعب و مشقت یا بیماری یا غم و الم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کوئی فکر و پریشانی بلکہ کوئی کانٹا نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ

سے اس کے گناہ مٹا دیتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مومن پر تعجب ہے کہ وہ بیماری سے گھبراتا ہے، اگر اسے معلوم ہو جائے کہ بیماری میں کیا اجر اس کے لیے رکھا گیا ہے تو وہ یہی چاہے گا کہ وہ (ہمیشہ) بیمار رہے یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کرے۔'' (رواہ البزار)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے اکثر شہید صاحب فراش ہوں گے، دو صفوں کے درمیان قتل ہونے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ خدا ہی ان کی نیت سے واقف ہے۔'' (رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''بخار، اولاد آدم کے گناہوں کو یوں دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔'' (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں۔'' (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو درد میں مبتلا نہیں دیکھا۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء کرامؑ سب سے زیادہ مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں، پھر صالحین، پھر درجہ بدرجہ جو نیک ہوتا ہے۔ اور انسان اپنے دین کے لحاظ سے گرفتار مصائب ہوتا ہے۔ بندہ آزمائش میں مسلسل رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔'' (ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔'' نیز آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''جو مرض یا درد و تکلیف کسی مومن کو پہنچتا ہے وہ اس کے گناہ کا کفارہ بنتا ہے، یہاں تک کہ جو کانٹا چبھتا ہے یا کوئی مصیبت جس سے وہ دوچار ہوتا وہ بھی اس کے لیے کفارہ بنتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے) اس کے گناہ ختم کر دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔''

(بخاری و مسلم)

اس قسم کی احادیث اس باب میں کثیر ہیں۔

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس اس کے اسلام اور صحت کے سوا کچھ نہ ہو تب بھی یہ دو چیزیں اس کے لیے کافی ہوں گی۔'' (ابوداؤد)

حمید بن ثور کہتے ہیں:

أری بصری قد خانني بعد صحة

وحسباء منه أن یصح وتسلما

''میں دیکھتا ہوں کہ میری آنکھوں نے صحت کے بعد بھی مجھ سے خیانت کی ہے (میں کہتا ہوں کہ) تیرے لیے یہی کافی ہے کہ آنکھیں سلامت ہیں اور تم مسلمان ہو۔''

ابوالغیشاء جب بوڑھے ہو گئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس بیماری میں مبتلا ہوں جس کی لوگ تمنا کیا کرتے ہیں۔

ایک اثر میں یہ دعا منقول ہے: ''اے میرے بندے! عافیت تو تجھے اپنی ذات سے جوڑتی ہے اور بیماری تجھے میرے ساتھ جوڑتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ انسان کو عافیت طلب کرنی چاہیے، اگر اللہ نے اس کی تقدیر میں بیماری لکھی تو صبر سے اس کا استقبال کرے اور وہ ناشکری سے کام نہ لے۔

حضرت محاسبی کا قول ہے کہ، ابتلاء و آزمائش، مخلصین کے لیے عقوبت، توبہ کرنے والوں کے لیے گناہوں سے طہارت اور پاکیزہ لوگوں کے لیے باعث درجات ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔'' (بخاری)

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا اپنے دینی بھائی سے

ملاقات کرے تو ایک ندا لگانے والا ندا لگاتا ہے، تو خوش رہے، تیرا چلنا مبارک ہو اور جنت میں درجات تیرا ٹھکانہ بنے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''بیمار کی عیادت کی تکمیل میں سے ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر رکھ دو اور پوچھو کہ تم کیسے ہو؟۔'' (ترمذی)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر یوں کہے کہ، تم نے صبح کیسی کی؟ یا تم نے شام کیسی کی؟''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حضور ﷺ تین روز کے بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے زندگی کی ڈھارس دو۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔'' حضور ﷺ جب مریض کی عیادت کرتے تو اپنا دست مبارک اس پر رکھتے اور فرماتے کہ، کوئی ڈر کی بات نہیں، (یہ بیماری) گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اگر اللہ کو منظور ہوا۔'' (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ تین لوگوں کی عیادت نہیں کی جائے گی۔ ① جو آشوب چشم میں مبتلا ہو۔ ② ڈاڑھ کے درد میں مبتلا شخص ③ دنبل میں مبتلا شخص۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے، کیونکہ مریض کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا۔'' آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو، کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے، جس کی اجل ابھی نہ آچکی ہو، تو اس کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ پڑھے۔ ((اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ)) یہ پڑھنے سے اللہ اس کو عافیت بخشیں گے۔''

حضور ﷺ جب خود کسی مریض کے پاس آتے یا مریض آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے: ((اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ شِفَاءً لَّایُغَادِرُ سَقَمًا)) مریض کو بھی چاہیے کہ وہ سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونک کر اپنے چہرے پر پھیر لے، جیسا کہ یہ عمل حدیث صحیح میں خود آنحضرت ﷺ سے ثابت اور منقول ہے۔

نیز مریض کو یہ دعائے کرب بھی پڑھنا مناسب ہے: ((لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ))

مریض کے لیے درد و الم کا اظہار کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے (درد کی شدت سے) کہا: ہائے میرا سر۔" لیکن جزع و فزع یا غصہ اور ناراضگی کا اظہار نہ کرے بلکہ اللہ کی حمد بیان کرے اور زبان پر کوئی شکوہ یا شکایت نہ آنے دے۔ البتہ مریض کے لواحقین، طبیب سے مریض کے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔

جیسا کہ حضور ﷺ کی عیادت کر کے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے تو ان سے لوگوں نے آنحضور ﷺ کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے صحت یابی کی حالت میں صبح کی ہے۔"

موت کا بیان:

مریض کے لیے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر زندہ رہنے سے اپنے دین کے جانے کا ڈر ہو تو موت کی تمنا کر سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو وصال کی حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس پانی کا پیالہ رکھا تھا، اور آپ ﷺ اس پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے: ((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتَ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ)) نیز وہ فرماتی

ہیں کہ، آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔ ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)) (حدیث صحیح)

شیخ محی الدین النوی اپنی کتاب ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں کہ: جو شخص زندگی سے مایوس ہو جائے اس کے لیے مستحب ہے کہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و اذکار کرے اور اس کے لیے جزع فزع، بدخلقی، مخاصمت، سب وشتم اور غیر دینی امور میں منازعت کرنا مکروہ ہے۔ اور اس بات کو ذہن میں لاے ء کہ یہ اس کی دنیا کا آخری وقت ہے، اس لیے کوشش کرے کہ اچھے عمل پر خاتمہ ہو، لوگوں کے حقوق جلدی سے ادا کر دے اور امانتیں اور مستعار لی ہوئی چیزیں حوالے کر دے۔ اپنے اہل وعیال، غلام اور پڑوسیوں اور دوستوں سے ان کے حقوق کی کمی بیشی معاف کروائے، اسی طرح جن کے ساتھ کوئی بھی معاملہ ہو اس سے حساب بے باق کرے۔ اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی قضا پر راضی ہو اور اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھے کہ وہ اس کی مغفرت کرے گا اور اس پر رحم کرے گا۔ اور یہ کہ اللہ کی ذات عذاب دینے اور اطاعت دونوں سے بے نیاز ہے۔ لہٰذا اس سے عفو و درگزر اور معافی کی درخواست کرے کسی سے رجا اور امید والی آیات و احادیث اور آثارِ صالحین سنے، اور اپنی اولاد کے امور کی وصیت کرے اور نمازوں کی پابندی کرے اور نجاستوں سے اجتناب کرے اور اس معاملہ میں سستی سے باز رہے۔ کیونکہ یہ انتہائی قبیح بات ہے کہ زندگی کے اختتام پر اللہ کے حقوق میں کوتاہی کا مرتکب بنے۔ اور اس معاملہ میں کسی رسوا کرنے والے کی بات کو خاطر میں نہ لائے۔ کیونکہ کبھی آزمائش یوں بھی آتی ہے۔

نیز قریب الوفات، مریض کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو وصیت کرے کہ وہ اس کی بیماری پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی مصیبت پر بھی صبر کریں اور انہیں خوب وصیت کرے لیکن رونا دھونا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان سے کہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے دھونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

لٰہٰذا اے میرے پیارو! میرے لیے عذاب کا سبب نہ بنو، بلکہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔

اسی طرح انہیں وصیت کرے کہ اس کے جنازے میں بلند آواز سے کچھ پڑھنے سے اجتناب کریں جب نزع کا عالم طاری ہونے لگے تو کثرت سے ((لآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) کا ورد شروع کر دے اور گھر والوں سے کہہ دے کہ اگر میں غافل ہو جاؤں تو مجھے آگاہ کر دینا۔

اس لیے کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''جس کا آخری فلام لآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا جنت میں داخل ہوگا۔'' (ابوداؤد) نیز فرمایا ہے کہ: ''اپنے قریب الموت کو لآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کیا کرو۔'' (مسلم)

اگر مریض بولنے سے عاجز آجائے تو حاضرین کو چاہیے کہ نرمی سے تلقین کر دیں، کیونکہ اگر سختی سے تلقین کی گئی تو ڈر ہے کہ کہیں شدت تکلیف کے باعث کلمہ کو رد نہ کر دے۔ جب ایک بار کلمہ پڑھ لے تو اعادہ نہ کروائے، البتہ اگر کوئی اور بات (دنیا کی) کر لے تو کر سکتا ہے۔ تلقین کرنے والا شخص بھی (کسی گناہ میں) مہتم نہ ہو، تاکہ میت کو تکلیف نہ ہو۔

جب آنکھیں بند کرنے لگے تو یہ کہو: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) اور اس موقع پر خیر کے سوا کوئی اور بات نہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میت کے پاس موجود ہو تو اچھی بات کہو، کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں۔''

مروی ہے کہ انصار کا معمول تھا کہ وہ میت کے پاس سورۃ البقرۃ کی تلاوت کرتے تھے ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''اپنے مردوں پر سورۃ یٰس پڑھو۔'' (ابوداؤد) اور اس کے پیٹ پر کوئی لوہا وغیرہ رکھ دے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے سے کہا کہ میرا رخسار زمین پر رکھ دو، پھر رونے لگے، یہاں تک زیادہ آنسوؤں سے مٹی ان کی آنکھوں کو لگ گئی اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے اے عمر! ہائے تیری ماں: اگر اللہ نے معاف نہ کیا تو کیا ہوگا۔

ایک روایت یوں ہے کہ: خود بھی رو دیئے اور اردگرد بیٹھے لوگوں کو بھی رلا دیا اور اس وقت فرمایا کہ اگر میرے پاس ساری دنیا کی دولت ہوتی تو میں اسے دے کر اس ہولناکی سے

جان چھڑا لیتا۔ اور اپنے بیٹے سے کہا، لحد میں رکھتے وقت میرا رخسار زمین پر لگا دینا تاکہ میرے رخسار اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، اور اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تجھے اپنے اس حق کا جو میرا تجھ پر ہے، واسطہ دیتا ہوں کہ آواز نہ بلند کرنا، البتہ میں تیری آنکھوں کا مالک نہیں ہوں، کیونکہ جس میت پر آوازیں لگائی جائیں تو فرشتے اس پر غضب ناک ہوتے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو انہیں خواب میں دیکھا گیا، پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا! اچھا معاملہ کیا، قریب تھا کہ میری چھت گر جاتی اگر میں اپنے رب کو غفور نہ پاتا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ: میں نہیں پسند کرتا کہ میری موت میں تخفیف ہو، اس لیے کہ یہ آخری عمل ہے جس پر مسلمان کو اجر دیا جاتا ہے۔ انہیں خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا کہ آپ نے کونسا عمل زیادہ افضل پایا؟ انہوں نے کہا کہ توبہ واستغفار کو۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بوقت وفات کہنے لگے: اے موت! خوش آمدید! تیری ملاقات کے تو ہم مشتاق ہیں فاقہ کی حالت میں آگئی، اللہ جانتا ہے کہ میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا لیکن آج تیرا امید وار ہوں۔ حضرت معروف رحمہ اللہ نے اپنے مرض الموت میں کہا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا کرتہ صدقہ کر دینا، کیونکہ میں دنیا سے برہنہ بدن جانا چاہتا ہوں جیسے میں دنیا میں برہنہ جسم آیا تھا۔"

ابوبکر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں جنید بغدادی کے پاس موجود تھا، انہوں نے قرآن ختم کر کے دوبارہ شروع کر دیا ابھی ستر آیات تلاوت کی تھیں کہ وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

علم التشریح کا ذکر: یعنی انسان کی پیدائش کا بیان

بعض احباب نے مجھ سے علم التشریح کے متعلق کچھ ذکر کرنے کی خواہش کی تھی کہ غذاء اعضاء انسانی تک کیسے پہنچتی ہے تو میں اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے ان کی خواہش کو پورا کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ○﴾ (المومنون: ۱۲ تا ۱۴)

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا، پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ ایک محفوظ مقام میں رہا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا، پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنا دیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ﴾ اس میں ''انسان'' سے اولاد آدم مراد ہے۔ انسان کا لفظ اسم جنس ہے، جس کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔ ﴿مِن سُلَالَةٍ﴾ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿سُلَالَةٍ﴾ کہتے ہیں پانی کے صاف اور خالص ہونے کو مجاہد کہتے ہیں کہ: اس کا معنی ہے ''اولاد آدم سے'' عکرمہ کہتے ہیں کہ ﴿سُلَالَةٍ﴾ وہ پانی ہے جس کا کمر سے سیلان ہوتا ہے۔ اہل عرب نطفہ کو ﴿سُلَالَةٍ﴾ اور اولاد کو ﴿سلیل﴾ اور ﴿سُلَالَةٍ﴾ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں آدمی کی مٹی سے کھینچ کر نکالی گئی ہیں۔ اور ﴿سُلَالَةٍ﴾ اس مٹی سے پیدا ہوتا ہے جس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ بعض کے نزدیک ''انسان'' سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔ اور ﴿سُلَالَةٍ﴾ کہتے ہیں جو ہر مٹی سے کھینچ لیا گیا ہو۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس کا مطلب ہے ایسے نطفہ سے جو عام مٹی یا آدم علیہ السلام کی مٹی سے کھینچی گئی تھی۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً﴾ کا معنی یہ ہے کہ پھر اس انسان کو نطفہ بنایا۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے پھر اس نطفہ کو محفوظ جگہ میں رکھا، یعنی رحم مادر میں ﴿مَكِينٍ﴾ کا معنی ہے ایسی جگہ جو بلوغ مدت تک استقرار نطفہ کی

اہل ہو۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً علقمة﴾ کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ ہر دو تخلیقوں کے درمیان چالیس دن کی مدت ہوتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے ہر کسی کی تخلیق اپنے رحم مادر میں چالیس روز تک نطفہ کی صورت میں جمع کی جاتی ہے، پھر اتنے عرصہ تک علقمہ بنتا ہے، پھر اتنی ہی مدت تک مضغہ بنتا ہے، پھر اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور پھر اللہ چار باتوں کے لکھنے کا حکم اس کو دیتا ہے اس کے رزق، اس کی اجل، اس کے عمل اور یہ کہ بد بخت ہوگا یا خوش بخت۔'' (بخاری و مسلم)

اطباء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جنین کی رحم مادر میں تخلیق چالیس روز کے قریب ہوتی اور اس عرصہ میں نر کے نہ کہ مادہ کے اعضاء نشو ونما پاتے ہیں، اس لیے کہ نر کا مزاج گرم ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں یہ جملہ کہ: ''پھر اتنی ہی مدت میں علقمہ بنتا ہے۔'' اس میں ''علقمہ'' خون کے منجمد ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ ''پھر اتنی ہی مدت میں مضغہ بنتا ہے'' مضغہ گوشت کے چھوٹے سے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ یہ تیرا چلہ ہے اس پر وہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔'' اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ نفخ روح چار ماہ بعد ہوتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ مادۂ منویہ، ابتداء میں بلبلہ کی مانند ایک جھاگ سا ہوتا ہے، پھر خون کی شکل اختیار کرتا ہے، پھر گوشت کی ہیئت اختیار کرتا ہے اور دو سو اسی ایام میں اپنی تکمیل کی مدت پوری کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''مرد کا مادہ، سفید گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا مادہ، پتلا زرد ہوتا ہے، پھر ان میں سے جو بھی غالب آتا ہے یا سبقت لے جاتا ہے مشابہت اسی سے ہوتی ہے۔'' (مسلم)

مرد کے مادۂ منویہ سے اعضاء اصلیہ اور ہڈی تخلیق ہوتی ہیں اور عورت کے مادۂ منویہ سے گوشت بنتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ: ''عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ بچہ اپنے ماں باپ سے کس طرح مشابہت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرد کا مادۂ منویہ عورت کے مادۂ منویہ پر سبقت لے جائے تو مرد پر چلا جاتا ہے اور اگر عورت کا مادۂ منویہ مرد کے مادۂ منویہ پر سبقت لے جائے تو عورت پر چلا جاتا ہے۔'' (بخاری)

مرد کا مادۂ منویہ زیادہ گرم اور قوی ہوتا ہے اس لیے وہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا مادۂ منویہ رقیق اور کمزور ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ بچہ کی مشابہت اس سے ہوتی ہے جس کا انزال دونوں میں سے زیادہ قریب ہو اور جس کا مادۂ منویہ زیادہ ہو اور شہوت زیادہ سچی ہو۔

بقراط کا قول ہے کہ مادۂ منویہ، تمام اعضاء سے بہہ کر خارج ہوتا ہے، لہٰذا صحیح سے صحیح اور بیمار سے بیمار وجود میں آئے گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے۔'' اس فرمان میں اس بات کی طرف اشارہ اور رہنمائی ملتی ہے کہ مادۂ منویہ، ہر عضو سے بہتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد خداوندی ہے: ﴿ثم انشاناه خلقا اخر﴾ اس آیت کے مفہوم کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، عکرمہ، شعبی، ضحاک اور ابوالعالیۃ کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بدن میں روح پھونکنا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس سے مراد دانتوں اور بالوں کا اگنا ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جوانی کا اعتدال ہے۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی پیدا کرتے ہیں۔

عوفی، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد ولادت کے بعد مختلف احوال و مراحل کا پیش آنا ہے۔ یعنی پیدائش کے وقت چیخنا چلانا، پھر دودھ پینا، پھر بیٹھنا، پھر کھڑے

ہونا، پھر چلنا شروع کرنا، پھر دودھ چھڑانا، پھر کھانا پینا شروع کر دینا، یہاں تک کہ بالغ اور جوان ہو کر مختلف بلاد میں گھومتا پھرتا اس طرح آخر زندگی تک۔ (جیسا کہ کتب تفسیر میں تفصیل مذکور ہے۔)

اس کے بعد فرمایا: فَتَبَارَكَ اللّٰهُ یعنی وہ ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اس لیے وہی تعظیم وثناء کی مستحق ہے اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ مطلب یہ ہے کہ وہ ذات ہی بہترین صورت گری کرنے والی اور قدرت رکھنے والی ہے۔ لغت میں خَلْق کہتے ہیں صورت بنانا جیسے کہا جاتا ہے رَجُلٌ خَالِقٌ یعنی کاریگر آدمی

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بھی کاریگری کرتے ہیں اور اللہ بھی کاریگری کرتا ہے لیکن اللہ بہترین کاریگری کرنے والا ہے۔

علم التشریح: اناٹومی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، پس جو شخص اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہے۔ ((لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کہے۔ سبحان اللّٰہ کہے اور استغفر اللّٰہ کہے اور راستہ سے پتھر ہٹا دے یا کوئی کانٹا یا ہڈی اور نیک کام کا دوسروں کو کہے اور برے کام سے روکے تین سو ساٹھ اعضاء کی تعداد میں تو وہ اس دن یوں زمین پر چلتا ہوگا کہ دوزخ کی آگ سے دور ہوگا۔'' (مسلم)

ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''تو اس پر لازم ہے کہ ہر جوڑ کے بدلہ میں ایک ایک صدقہ کرے۔'' اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ: ''لہٰذا اس پر لازم ہے کہ ہر روز ہر ہڈی کے بدلہ میں صدقہ دے۔'' رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''انسانی جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ ٹھیک رہتا ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خرابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ (ٹکڑا) دل ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''معدہ، بدن کا حوض ہے اور پیٹ کی رگیں معدہ تک آئی ہوئی ہیں، جب معدہ درست ہوتا ہے تو یہ رگیں معدہ سے صحت بخش رطوبات کے ساتھ جاتی ہیں۔ اور جب معدہ خراب ہوتا ہے تو یہ رگیں فاسد رطوبات کے ساتھ اعضاء کی طرف جاتی ہیں۔'' (ذکر ابونعیم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

معدہ ایک عصبی مجوف عضو ہے مثل کدو کے جس کی گردن لمبی ہو، اس کے اوپر کے سرے کو المری کہتے ہیں، جس میں کھانا پینا منحدر ہوتا ہے اور نیچے والے سرے کو ابواب کہتے ہیں، یہاں سے گاد آنتوں میں جاتی ہے۔ اور معدہ کے منہ کو فواد کہتے ہیں اور اس کے اندرونی حصہ میں ریشے ہوتے ہیں اور وہ پیٹ کا وسط حصہ ہوتا ہے، یہ بیماری کا گھر ہے جبکہ وہ پہلے ہضم کا محل ہو۔ کیونکہ اس میں غذا پکتی ہے اور جگر کی طرف متحدد ہوتی ہے اور ریشہ بناتی ہے تا کہ غذا کی کثرت کے وقت پھیلاؤ کو قبول کر سکے اور منقطع نہ ہونے پائے۔

اور اس کے ساتھ ہی باریک تین آنتیں ہیں، پہلی آنت کو اثنا عشری کہتے ہیں اس کا طول بارہ انگل ہوتا ہے، دوسری کا نام صائم ہے، کیونکہ وہ اکثر اوقات میں خالی رہتی ہے اور تیسری کو لفائفی کہتے ہیں، یہ طویل اور باریک پٹی ہوتی ہے، پھر ان تین آنتوں کے بعد تین غلاف ہوتے ہیں، پہلے کو اعور کہتے ہیں وہ کافی وسیع ہوتا ہے، اس میں کوئی منفذ (راہ) نہیں جو دوسری جانب جاتی ہو اور اس میں پاخانہ بدبودار ہوتا ہے۔ اور دوسری کو لون کہتے ہیں اور تیسرے کو المستقیم کہتے ہیں اور اس کی جانب مخفی ہے چنانچہ یہ چھ آنتیں ہیں اور ایک معدہ، کل سات آنتیں بنیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ نے مذکوہ حدیث میں بیان فرمایا ہے۔

ابن سینا کا قول ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی بندے پر یہ بڑی عنایت ہے کہ اس نے متعدد آنتیں اور غلاف تخلیق کی ہیں، تا کہ معدہ سے کھانا منحدر ہو اور معدہ ہی ہر بیماری کی جڑ ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا کہ معدہ، بیماری کا گھر ہے۔ نیز فرمایا کہ جب معدہ بیمار پڑتا

ہے تو رگیں بھی فاسد رطوبات کے ساتھ اعضاء جسم کی طرف جاتی ہیں۔

(اس پر گفتگو پہلے ہو چکی ہے)۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حیوان کے بدن کو بہت سے اعضاء سے نوازا ہے اور ہڈیوں کو بدن کے لیے ستون بنایا ہے اور پھر بدن میں ایک نہیں کئی ہڈیاں پیدا کی ہیں، کیونکہ مختلف قسم کی حرکتوں کی بدن کو ضرورت ہوتی ہے، اگر بدن میں ایک ہی ہڈی ہوتی تو لامحالہ بدن مختلف حرکتیں نہ کر پاتا۔

اور پھر سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دو ہڈیوں کو ایک جسم کے ساتھ پیوست کیا ہے جسے رباط کہتے ہیں اور پھر اس ذات بے نیاز نے ہڈی کی ایک جانب کے آخر میں ایک بھری ہوئی زائد چیز پیدا کر دی اور دوسری جانب اس زائد چیز کے عین مطابق گڑھا بنا دیا جس سے خلقت کی ہیئت بھی بڑی موزوں ہو گئی اور حرکتیں بھی سہل ہو گئیں۔ پھر غور کیجیے کہ اللہ کی ذات نے انسانی دماغ کو حس وحرکت کا مبداء بنایا ہے اور اس سے اعصاب کو نکالا ہے تا کہ ہر عضو تک حس وحرکت کو پہنچایا جا سکے اور پھر اس ذات کبریاء نے ان اعصاب میں سے ایک قسم آنکھوں کی جانب پیدا کر دی ہے جسے عصب نوری کہتے ہیں جس سے بصارت کی تکمیل ہوتی ہے۔اور دوسری قسم اس کے ساتھ ہی کانوں کی جانب پیدا کر دی جس سے سماعت کی تکمیل ہوتی ہے اور تیسری قسم ناک کے دونتھنوں کی جانب بنا دی ہے جس سے سونگھنے کی قوت کی تکمیل ہوتی ہے اور چوتھی قسم زبان کی طرف بنا دی ہے جس سے چکھنے کی تکمیل اور اتمام ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اعضاء وجوارح کی حرکتوں کو مختلف آلات کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے جسے عضل کہتے ہیں، پھر اس ذات نے ان آلات کے ساتھ اعضاء کی مضبوطی کو مزید بڑھایا جسے وتر کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر چونکہ بدن کا اسفل حصہ ایسا ہے کہ وہ دماغ سے بعد رکھتا ہے اس لیے خالق انسان نے دماغ کی کھوپڑی کی ہڈی کے آخر میں ایک سوراخ پیدا کیا ہے جہاں سے نخاع (حرام مغز، ایک پٹھا) نکلتا ہے اور ریڑھ کی ہڈی کے منکے تک پھیلا ہوا ہے جو بدن کے اسفل حصہ کو حس وحرکت دیتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دماغ کو کھوپڑی کی ہڈی سے اور نخاع کو ریڑھ کی ہڈی سے محفوظ بنا دیا ہے جیسے دل اور جگر سینہ کی ہڈیوں سے محفوظ کر دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ اہم اعضاء ہیں اس لیے ان کو ہڈیوں کے ذریعہ محفوظ و مامون کر دیا تا کہ ہر آفت سے محفوظ رہیں، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دماغ کے تین بطون بنائے ہیں، ایک سامنے والا مقدم حصہ جو تخیلات کے لیے ہے اور دوسرا درمیان والا حصہ جو فکر وتدبر کے لیے ہے اور تیسرا موخر حصہ جو یادداشت کے لیے ہے اسی طرح اللہ جل شانہ نے دل کو معدن حیات اور حرارت عزیزی کا منبع اور سرچشمہ بنایا ہے۔ جس طرح دماغ سے اعصاب نکلتے ہیں اور اعضاء کو حس وحرکت پہنچانے کا کام کرتے ہیں اسی طرح دل سے بھی کچھ متحرک شریانیں نکلتی ہیں جو اعضاء جسم کو مادۂ حیات پہنچانے کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ دل چونکہ حرارت عزیزی کا آتش کدہ ہے، اگر اسے ہوا نہ ملے تو وہ آگ بجھ جائے گی۔

عمل تنفس:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منہ، ناک اور نتھنوں کو سانس لینے کے آلات بنایا ہے اور منہ میں دو نالیاں پیدا کی ہیں، ایک نالی پھیپھڑوں تک ہوا پہنچانے کی اور دوسری معدہ میں غذا پہنچانے کی۔ اور پھیپھڑے میں پانی معدہ کی طرف جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پھیپھڑے کو بمنز لہ پنکھے کے بنایا ہے جو دل کو ہوا دیتا رہتا ہے تا کہ حرارت کا شعلہ فرو نہ ہو جائے۔ اور اس ذات عالی نے ناک کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے، ایک قسم وہ ہے جس سے سونگھنے کا عمل ہوتا ہے اور دوسرے قسم میں سے ہوا اس وقت دل تک پہنچتی ہے جب سوتے وقت منہ بند ہوتا ہے اور کھاتے پیتے وقت بھی۔ اگر یہ ناک نہ ہوتا تو انسان کا سوتے وقت دم گھٹ جاتا۔ اس لیے ناک ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اور کھاتے پیتے وقت ہوا کی نالی بالکل بند ہو جاتی ہے، اور جب انسان زیادہ باتیں کرتا ہے تو ہوا کی نالی کھل جاتی ہے اس صورت میں ہوا کی نالی میں کبھی کھانے پینے کی کوئی چیز آسکتی ہے اور اچھو لگ سکتا ہے پھر جیسے اللہ سبحانہ واتعالیٰ نے قلب اور دماغ کو سارے بدن تک حسن وحرکت پہنچانے والا بنا دیا ہے اسی طرح جگر کو ساکن رگوں کے ذریعہ تمام اعضاء جسم تک غذا پہنچانے والا بنایا ہے۔

عمل انہضام:

کیونکہ انسان جب کھانا تناول کرتا ہے تو انسان کے سامنے کے دانت اس کو کاٹتے ہیں، کچلیاں اس کو توڑتی ہیں اور ڈاڑھیں اس کو پیستی ہیں اور زبان اس کو الٹتی پلٹتی رہتی ہے، اس کے بعد وہ کھانا معدہ میں اتر جاتا ہے، معدہ میں جمع ہونے کے بعد اس کا دروازہ مضبوطی سے بند ہو جاتا ہے اور وہ کھانا اس میں پکنا شروع ہو جاتا ہے، کچھ دیر پکنے کے بعد اسے پانی کی ضرورت پڑتی ہے تو اس صورت میں پیاس لگتی ہے، تا کہ معدہ میں کھانا مرطب کرنے کی استعداد پیدا ہو اور کھانا جل نہ جائے۔ پھر جب کھانا پانی سے پک کر مکمل تیار ہو جاتا ہے تو وہ پتلے حلوے کی طرح ہو جاتا ہے اور پھر معدہ اور جگر کے درمیان کچھ رگیں ہیں معدہ سے غذا ان تک پہنچتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''معدہ، بدن کا حوض ہے اور رگیں اس تک آتی ہیں۔''

خون کی پیدائش:

بہر حال! جب وہاں تک غذا پہنچتی ہے تو جگر ان رگوں سے عمدہ حصہ غذا کا چوستا ہے اور اس کو دوبارہ پکاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر جب خون بن جاتا ہے تو پھر ہر عضو بدن کو اتنا سپلائی کرتا ہے جتنی اس کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کے مزاج کے مطابق ہوتی ہے اور جو غذا پیچھے رہ جاتی ہے ان میں عمدہ سے آنتوں میں چلی جاتی ہے۔

اور باقی اس کی جانب مندفع ہو جاتی ہے۔ پھر یہ جگر، دل کو سب سے عمدہ حصہ غذا کا اور پھیپھڑے کو سب سے رقیق اور دماغ کو سب سے زیادہ مرطب اور ہڈیوں کو سب سے غلیظ اور خشک حصہ سپلائی کرتا ہے۔ پھر غذا کے فضلات بچ جاتے ہیں۔ جس کا ایک حصہ پتے کی طرف دھکیل دیتا ہے جسے مرۃ صفراء کا نام دیا جاتا ہے اور ایک حصہ تلی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ جسے مرۃ سوداء کہتے ہیں اور ایک حصہ پتے کا آنتوں کی جانب مندفع ہوتا ہے اور وہ گاد کے خروج کے لیے متعین ہو جاتا ہے اور تلی کا ایک حصہ معدہ کے منہ کی طرف آتا ہے جو

کھانے کی رغبت کو ابھارتا ہے اور خون پانی سے کچھ حصہ لیتا ہے تا کہ اس کو پتلا کر کے تنگ راہوں تک اس کا نفوذ کرے، پھر وہ پانی الٹے پاؤں جگر میں آتا ہے، پھر جگر اس کو گردوں اور مثانہ کی طرف دھکیلتا ہے اور یہ پیشاب بنتا ہے اور گردوں اور مثانہ کی غذا بنانے کے لیے تھوڑا سا خون اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس بات کی دلیل کہ پانی اطراف اعضاء تک پہنچتا ہے اور پھر الٹے پاؤں جگر میں پہنچتا ہے۔ ایک امر مخضوبہ ہے، یعنی اس کا پانی حناء کے طرح سرخ ہو جاتا ہے اور جگر سے وہ بڑی رگیں نکلی ہوئی ہیں ایک تو اس کے مقعد سے جسے باب کا نام دیا جاتا ہے جو معدہ سے متصل ہوتی ہے اور اس میں موجود غذا کو اخذ کرتی ہے (جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے) اور دوسری رگ اس کے محدب سے نکلی ہوئی ہے جسے اجوف کہتے ہیں وہ سارے بدن سے متصل ہے اور اس کی ایک قسم صلب کی جانب گزرتی ہے اسے وتین اور مفلق القلب کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ دل کے ساتھ معلق ہے ہر عضو بدن کو سیراب کرتی ہے اور اس کا نام نیاط بھی ہے۔ (قالہ ابن عباس)

رگ حیات:

جب یہ رگ منقطع ہو جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿نَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ میں یہی مراد ہے۔ یعنی وہ رگ کاٹ دیں گے جسے وتین کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ایک قسم حلق کی جانب جاتی ہے اسے ورید کہتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں ﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ یہی رگ مراد ہے۔ اس کا نام ودج بھی ہے، یہ وہی رگ ہے جو جانور ذبح کرتے وقت کاٹی جاتی ہے اور اسی طرح اس کی ایک اور قسم تجویف قلب کی دائیں جانب گزرتی ہے اس کو ابھر کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک ''ابھر'' وہ رگ ہے جس کا مقام سر ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ وہی رگ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے مرض وفات کا ذکر ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری ابھر (رگ) کے انقطاع کا وقت ہے جو اس لقمہ کے کھانے کے سبب ہے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔''

اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''ابھر'' صلب کے اندرونی حصہ میں ایک رگ ہوتی ہے جس کا دل سے اتصال ہوتا ہے۔ اور حدیث مذکور میں جس لقمہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد زہر آلود بکری کے کندھے کا گوشت ہے جو مرحب کی بہن ملعونہ یہودی عورت زینب بنت حارث نے زہر ملا کر پیش کیا تھا۔ اس زہر کا اثر ہر سال اسی وقت عود کر آتا تھا۔ ورید کی باقی رگ سر کی جانب چڑھتی ہے، اسے نامۃ کہتے ہیں۔ جیسے عرب کہتے ہیں اسکت الله نامته یعنی اللہ نے اس کو موت دیدی۔ اور اس کی ایک قسم دونوں ہاتھوں کی جانب گزرتی ہے پھر اس میں شاخیں پھوٹتی ہیں اس کا نام قیفال ہے۔ سر کے امراض میں اس کو فصد کیا جاتا ہے۔ اور ایک قسم کا نام باسلیق ہے اور اس سے بھی کچھ شاخیں پھوٹتی ہیں اور اسے اکحل کہتے ہیں، یہ وہی رگ ہے جس کو حضور ﷺ نے کاٹ کر داغ دیا تھا جب حضرت سعد کو اس رگ پر تیر آلگا تھا۔ اور اس کی ایک اور قسم ہے جسے حبل الذراع کہتے ہیں اور اس کی ایک قسم کو کتفی اور اسیلم کہتے ہیں اور یہ وہ رگیں ہیں جو ہاتھ میں اصل مقصود ہیں اور اس سے ایک رگ ران کی طرف اترتی ہے اس کا نام عرق النساء ہے، اس کی علت میں فصد کیا جاتا ہے (جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے) اور حیض کی بندش کے لیے بھی اس کا فصد کیا جاتا ہے جس سے حیض جاری ہو جاتا ہے۔ اور باقی رگ دونوں پنڈلیوں کی جانب پھیلی ہوئی ہیں جس کو صافن کہتے ہیں۔ پاؤں کے امراض میں فصد کیا جاتا ہے۔ یہ مذکورہ رگیں وہ ہیں کہ ان کے بغیر زندگی ناتمام ہے، کیونکہ ہاتھ پاؤں کٹنے سے زندگی کی بقاء ممکن ہے لیکن مذکورہ رگیں کٹ جائیں تو زندگی باقی نہیں رہتی۔ البتہ اگر اسے کاٹ کر داغ دیا جائے تو بقاء ممکن ہوتی ہے، جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اکحل رگ پر تیر لگا تو آپ ﷺ نے اسے کاٹ کر داغ دیا۔

فضلات:

جاننا چاہیے کہ معدہ کی قوت ہاضمہ بول وسوداء کا فضلہ ہے اور باقی اعضاء کا قوت ہاضمہ سینہ اور یل ہے اور ہر عضو کا فضلہ ہوتا ہے، چنانچہ دماغ کے ہاضمہ کا فضلہ ناک کی ریزش اور تھوک ہے۔ اور آنکھ کے ہاضمہ کا فضلہ اس کا سفید فیل ہے (جو گوشہ چشم میں جمع ہو جاتا ہے کہ

اور اسے نمکین بنایا گیا تا کہ متعفن نہ ہونے پائے۔ دل اور مثانہ کے ہاضمہ کا فضلہ ان بالوں کا اگنا ہے جس کے اکھیڑ دینے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ جیسے بغلوں کے بال اور زیر ناف بال کا مونڈنا۔ کان کے ہاضمہ کا فضلہ کان کا میل ہے اور اسے تلخ بنایا تا کہ اس میں کیڑے پیدا نہ ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کیسی شان کی مالک ہے اور وہ کیسا خالق و مالک ہے! پھر جب فردِ واحد کی بقاء دشوار تھی تو نوع انسانی کی بقاء کی خاطر اعضاء تناسل پیدا کر دیئے جو مرد میں آ کر تناسل اور خصیتین پر مشتمل ہیں اور عورت میں رحم اور دو چھاتیوں پر مشتمل ہیں۔

رحم مادر:

اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی لائق حمد ہے کہ اس نے رحم مادر میں دو بڑے تجویف پیدا کر دیئے ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب، چنانچہ عموماً لڑکا اس کی دائیں جانب سے اور لڑکی بائیں جانب سے پیدا ہوتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا﴾ (الشوریٰ: ۵۰)

''یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی۔'' جب مادۂ منویہ اس رحم میں جاتا ہے تو رحم مل جاتا ہے اور اس کی وجہ اس کا مادۂ منویہ کی طرف رجحان ہے۔

حضور صادق و مصدق ﷺ نے خبر دی کہ: ''رحم میں ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب! نطفہ بنے۔ اے رب! نطفہ بنے۔'' جب رحم میں نطفہ آتا ہے تو رحم اس کو سمیٹ لیتا ہے پھر عورت جماع سے کراہت کرتی ہے اور یہ حمل کی ایک علامت ہے اور یہ بات ہر حیوان میں پائی جاتی ہے۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ۔ رحم ایک اشتیاق رکھنے والا حیوان ہے، تو جب مرد کا مادۂ منویہ عورت کے مادۂ منویہ سے مل جاتا ہے تو دونوں کھتے ہیں اور ان سے حرارت طباخت کے ذریعہ کچھ نفاخات (بلبلے) پیدا ہوتے ہیں جیسے غلیظ مطبوخ اشیاء میں پیدا ہو جاتے ہیں پھر وہ نفاخات جمع ہو کر ایک نفاخہ (بلبلہ سا) بن جاتا ہے اور اس سے ایک بڑا تجویف بنتا ہے اور اس میں اللہ کے حکم سے جان پڑتی ہے اور اس مادۂ منویہ کے نفاخہ کو صلابہ بنا دیتا ہے اور اس

وقت اس کا نام علقہ رکھا جاتا ہے، اس وقت رحم پر مقرر فرشتہ کہتا ہے کہ ''پروردگار! لڑکا ہو یا لڑکی؟'' (الحدیث)

پھر اس علقہ میں دموی رگیں خلل انداز ہو کر اس کو غذا پہنچاتی ہیں اس وقت اس کا نام مضغہ رکھا جاتا ہے۔ پھر خالق و مالک اس میں روح پھونکنے کی اجازت دیتا ہے، اور فرشتہ کو اس کا رزق، اس کی زندگی، اس کے عمل اور بد بخت یا نیک بخت لکھنے کا حکم دیتا ہے۔

(جیسا کہ حدیث میں اس کا ذکر آتا ہے)

پھر اسے تین پردوں میں گھیر لیا جاتا ہے جن میں سے ایک کو مشیمہ کہتے ہیں جو جنین کی ناف سے متصل ہوتا ہے اسے غذاء میں مدد دیتا ہے، کیونکہ جنین رحم مادر میں اپنی ناف کے ذریعہ غذا حاصل کرتا ہے اور دوسرا پردہ جنین کے بول کو زائل کرتا ہے اور تیسرا پردہ جنین سے اٹھنے والے بخارات، جو ان کے بدن کے پسینہ اور میل کے بمنزلہ ہوتے ہیں، کو زائل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک کا یہی مفہوم ہے کہ ﴿یخلقکم فی بطون امھاتکم خلقا من بعد خلق﴾ یعنی پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ بناتا ہے، آگے فرمایا: ﴿فی ظلمت ثلاث﴾ یعنی تین پردوں میں، پھر جب وہ مدت جو اللہ نے رحم مادر میں اس کی مقرر کی ہوتی ہے، مکمل ہو جاتی ہے تو اللہ کی ذات ان تین پردوں کو پھٹ جانے کا اذن دیتی ہے، تب عورت کو درد اور تکلیف پیش آتی ہے اور خون نکلنے لگتا ہے جس کو دم نفاس کہتے ہیں۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں بیٹھا ہوتا ہے اور اس کا منہ ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے اور خروج کے وقت اوپر کا حصہ نیچے آجاتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو شکم مادر میں اس کے ہاتھ آپس میں ایک دوسرے میں گھس جائیں اور وہ بھی اور اس کی ماں بھی مر جائے۔ ان مشقتوں کے جھیلنے کی وجہ سے مرنے والی ماں شہید قرار دی گئی ہے جیسا کہ حدیث رسول ﷺ میں اس کا ذکر ہے۔ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آ کر ایسی دنیا میں آتا ہے جو رنج وغم اور فکر و پریشانی اور خطاؤں اور گناہوں کا گھر ہے، جہاں وہ نہ نفع ونقصان کا مالک ہوتا ہے اور نہ زندگی اور موت کا کچھ اختیار رکھتا ہے کہ اس کے لیے وہ اپنے ماں باپ کو

مجبور کرے۔ ماں اور باپ دونوں اس ننھے بچہ کے لیے عمدہ ترین غذا مہیا کرتے ہیں، اپنے اور پرائے سب اس سے پیار کرتے ہیں اور جو بھی اس کو دیکھتا ہے اس کی ناتوانی کی وجہ اس پر شفقت کرتا ہے۔ پھر وہ اس امتحان گاہ اور مصائب کے گھر میں اپنی مقررہ مدت اس طرح گزارتا ہے کہ یا تو سعادتوں میں گھرا ہوتا ہے اور یا پھر بدنصیبوں میں پھنسا رہتا ہے اور بالآخر انجام جنت یا دوزخ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنی رحمت سے انجام بد سے محفوظ رکھے اور ہمارا خاتمہ نیک اعمال پر کرے۔ (آمین!)

اے انسان! اپنی ابتداء اور انتہاء اور اپنے انجام پر غور کر اور عزیز وغفار ذات سے دعا کر کہ وہ تیرے گناہوں سے درگزر کرے اور تجھے اپنی رضا عطا فرمائے۔

تجربہ کار لوگوں کا قول ہے کہ: جب عورت کے حمل میں لڑکا ہوتا ہے تو عورت کا رنگ نکھرا ہوا ہوتا ہے اور اس کی حکت خفیف ہوتی ہے اور بچہ دائیں جانب حرکت کرتا ہے اور دایاں پستان قدرے بڑا ہو جاتا ہے اور دائیں ہاتھ کی نبض بڑھ جاتی ہے اور چلنے میں دائیں پاؤں کو بائیں پر مقدم کرتی اور لڑکی ہو تو اس کے برعکس ہوتا ہے۔

ہڈیاں:

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ''ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔''

اس کی وضاحت میں علم التشریح کے ماہرین کہتے ہیں کہ سر میں گیارہ ہڈیاں ہیں، آنکھوں میں چھ ہڈیاں ہیں، اور دو حشی دائیں پہلو میں دو ہڈیاں ہیں، ناک میں چار ہڈیاں ہیں، اور اس میں دو ہڈیاں ہیں جن میں ثنایا رباعیات، انیاب اور اصراص موجود ہیں ان کو حنک اعلیٰ کہتے ہیں اور دو ہڈیاں ہیں جن میں ثنایا، رباعیات اور اضراس نچلی جانب ہیں، ان کو حنک اسفل کہتے ہیں اور ذقن بھی کہتے ہیں۔

پھر دانتوں کی ہڈیاں اوپر کی سولہ اور نیچے کی بھی سولہ ہیں ان کو ثنایا، رباعیات انیاب اور افراص کہتے ہیں اور سر کی ہڈیوں سے ریڑھ کی ہڈی کے منکے ملے ہوئے ہیں اور وہ چوبیس

منکے ہیں جو بعض اوقات ایک کم یا زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ پھر ان منکوں کے ساتھ سرین کی ہڈی ملی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے: ''ابن آدم کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا سوائے دم کی ہڈی کے۔'' اور اس کے ساتھ نچلی جانب عصعص (دم کی جڑ) کی ہڈیاں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ چھ ہڈیاں ہیں اور وہ سارے بدن کی اساس ہیں اور سرین کی ہڈیوں سے کولہوں کی دو ہڈیاں متصل ہیں اور ان ہی دو ہڈیوں میں سرین کے دوسرے ہوتے ہیں اور ان ہی میں دونوں رانوں کے سرے دو ہڈیاں داخل ہیں۔ یہ تو پچھلے حصہ کی ہڈیوں کی ہیئت ہے۔ باقی رہی اگلے حصے کی ہڈیوں کی ہیئت وشکل تو گردن کے نیچے دو پسلیوں کی دو ہڈیاں اور دو مونڈھوں کی دو ہڈیاں ہیں تو یہ چار ہڈیاں ہوئیں اور دو بازوؤں میں دو ہڈیاں اور دونوں کلائیوں میں چار ہڈیاں اور سینہ کی ہڈیاں ہر جانب سے بارہ مورب شکل میں ہیں جو پچھلی جانب ریڑھ کی ہڈی سے متصل ہیں، یہ تو اگلے حصہ کی ہڈیوں کی ہیئت ہوئی، باقی رہی دونوں ہاتھوں کی ہڈیاں تو دونوں گٹوں میں سولہ ہڈیاں ہیں۔ رسغ کہتے ہیں بازو کی ہڈی جہاں جا کر ختم ہو جائے اور اس کے ساتھ ہتھیلی شروع ہوتی، دونوں کے درمیان کا جوڑ رسغ کہلاتا ہے اور کوع کہتے ہیں اس حصہ کو جو انگوٹھے کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جو حصہ چھنگلی کے ساتھ ملا ہوا ہے اس کو کرسوع کہتے ہیں۔ اور دونوں ہتھیلیوں کی ہڈیاں آٹھ ہیں اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کی ہڈیاں تیس ہیں، ہر انگلی میں تین ہڈیاں ہیں اور ان کو سلامیات کہتے ہیں اس کا ذکر حدیث رسول میں آیا ہے۔

باقی رہیں دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں، تو دو ہڈیاں دو کولہوں میں اور دو ہڈیاں دو رانوں میں ہیں اور دونوں گھٹنوں میں بھی دو ہڈیاں ہیں اور دونوں پنڈلیوں میں بھی دو ہڈیاں اور دونوں ایڑیوں میں بھی دو ہڈیاں ہیں اور ٹخنوں کو بھی ہڈیاں شامل ہیں جن کے بغیر قدموں کی حرکت ممکن نہیں ہے۔ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں اٹھائیس ہڈیاں ہیں، ہر انگلی میں تین ہڈیاں ہیں انگوٹھے کے علاوہ۔ کیونکہ انگوٹھے میں دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔ یہ ہیں بدن کی تمام ہڈیاں جن کو آنحضرت ﷺ نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

پھر چونکہ یہ ہڈیاں بذاتِ خود قائم نہیں رہ سکتیں اس لیے اللہ جل شانہ نے ان کے اطراف میں کچھ اجسام پیدا کیے جو ان ہڈیوں کو مضبوطی سے باندھ کر رکھتے ہیں ان کو اوتار اور رباطات کہتے ہیں۔

اور ان کی حرکت کو عضلات کے ساتھ وابستہ کر دیا اور عضلات کی تعداد پانچ سو انتیس (۵۲۹) ہے۔ اور ہر عضلہ گوشت اور پٹھوں سے مرکب ہے، پھر ان تمام چیزوں کے ساتھ شریان، رگیں اور پٹھے متصل ہیں، تا کہ حیات، حس و حرکت اور غذا فراہم ہو۔ پھر ان تمام چیزوں کو گوشت، چربی اور روغن نے ڈھانک رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گوشت کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اعضاء کے خلل کو بند کرے اور اس کو سردی، انصداع اور انقطاع سے بچائے رکھے، کچھ گوشت رانوں اور سرینوں کی مانند ہیں۔ اور روغن، حرارت کا مادہ ہے، اس لیے کہ آگ، روغن سے ہی باقی رہ سکتی ہے۔ اور چربی، غذائی آلات کو گرم رکھتی ہے اور ہاضمہ میں مددگار ہوتی ہے۔ اور زیلوہ چربی آنتوں اور پیٹ کے اندر ہوتی ہے۔ جب جسم کا ڈھانچہ مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ کی کریم ذات اس پر جلد کا خلاف چڑھا دیتی ہے اور پھر کسی جلد کو رقیق اور انتہائی باریک بنایا، جیسے چہرے کی جلد، اس لیے کہ اس کو حسن و جمال کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کو دبیز بنایا جیسے پاؤں کے نچلے حصہ کی جلد، کیونکہ اس کو چلنے کی اور سخت اجسام سے واسطہ پڑتا ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جلد میں محسوس کرنے اور چھونے کی صفات پیدا کیں اور رگوں کے منہ کو اس کے ساتھ جوڑ دیا، لہٰذا دیکھ لو کہ جب کسی بھی جگہ پر کوئی سوئی بھی چبھو دی جائے تو اس سے خون نکلنے لگتا ہے اور یہ اس کی تغذیہ کا سبب ہے، پھر اس جلد میں بال اور ناخن اگا دیئے، کچھ بال تو زینت اور بچاؤ کے لیے بنائے جیسے سر کے بال اور پلکوں اور بھوؤں اور سر کے بال تو زینت کے لیے ہیں اور پلکوں کے بال آنکھوں کی حفاظت اور بچاؤ کے لیے ہیں کہ کہیں کوئی چیز ان پر نہ آئے اور زینت بھی ہے اگر ہم ایک ایسے آدمی کا تصور کریں جو سر کے بالوں سے گنجا ہو اور اس کی آنکھوں اور پلکوں کے بال نہ ہوں تو وہ کیسا بدشکل اور بدہیئت دکھائی دے گا۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قرندلی کس قدر بری شکل وہیئت رکھتا ہے! یہ اللہ کی حکمت اور

رحمت ہی کی تکمیل ہے کہ اس نے ابروؤں اور آنکھوں کے بالوں کو ایک جگہ رکا ہوا بنایا ہے کہ وہ لمبے نہیں ہونے پاتے اس لیے کہ اگر یہ بال لمبے ہو جائیں تو آنکھوں پر لٹک جائیں اور آنکھوں کو نقصان پہنچائیں۔ اور اگر اوپر کی جانب یا نیچے کی جانب اگنے لگتے تو دیکھنے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی۔ اس لیے کہ زائد بالوں کا ہونا آنکھوں کی امراض میں شامل ہے، کیونکہ یہ بال آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں ان کا علاج اکھاڑنے سے کیا جاتا ہے۔

اور کچھ بال زینت کے لیے ہوتے ہیں جیسے داڑھی کے بال کیونکہ داڑھی انسان کو ہیبت اور وقار سے نوازتی ہے۔

آپ دیکھ لیں کہ داڑھی منڈے بڑھاپے میں کس قدر بدشکل ہو جاتے ہیں۔

اس طرح کچھ بال نہ زینت کے لیے ہیں اور نہ کسی اور منفعت کے لیے۔ جیسے بغلوں کے بال اور زیر ناف بال۔ اس لیے آنحضور ﷺ نے ان کو اکھاڑنے اور مونڈ ڈالے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ زیر ناف بال مونڈنے سے شہوت جماع بڑھتی ہے۔ جیسا کہ سر کے پچھلے حصہ کے بال مونڈنا گردن کو مضبوط کرتا ہے۔

پھر اللہ کی اپنی مخلوق پر رحمت و لطف کا نظارہ دیکھئے کہ اس نے انگلیوں کے سروں پر ناخن پیدا کر دیئے ہیں، تا کہ انگلیوں کو حرکت میں قوت آئے۔ اور انگلیوں کے سرے خراب نہ ہونے پائیں اور ناخنوں کو ایسا بنایا کہ وہ ہر وقت بڑھتے رہتے ہیں، اس لیے کہ اگر ناخن اپنی جگہ پر رکے رہیں اور نہ بڑھیں تو کاموں کی کثرت سے خراب ہونے لگیں، اس لیے حدیث پیغمبر ﷺ میں ناخنوں کو تراشنے کا حکم آیا ہے۔

ناخنوں کے تراشنے اور زمین میں دبانے کے متعلق بہت سے آثار وارد ہوئے ہیں۔

مثلاً ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''جمعرات کے روز ناخنوں کو تراشو، زیر ناف بال مونڈ دو اور بغلوں کے بال اکھاڑ دو، اور جمعہ کے دن خوشبو، لباس اور غسل کرو۔''

جمعہ کے دن غسل کرنا بعض اوقات واجب اور بعض صورتوں میں مستحب ہوتا ہے۔

مروی ہے کہ: ''جو شخص اپنے ناخن مخالف سمت سے کاٹے گا وہ اپنی آنکھوں میں آشوب کا مرض نہ دیکھے گا۔''

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بالوں اور ناخنوں کے دبا دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جادوگر ان کو استعمال نہ کریں۔'' وکیع نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ناخنوں کو کہیں دبا دینا مستحب ہے۔'' نیز اسی سند سے نقل کرتے ہیں کہ: خون اور بالوں کو بھی کہیں دبا دینا مستحب ہے۔ امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا، پھر کسی آدمی سے فرمایا کہ اس کو دفن کر دو کہ کہیں کتے اس کو نہ چاٹنے لگیں۔

اطباء کہتے ہیں کہ اگر انسان کے خون کو کوئی کتا چاٹ لے تو وہ کتے کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتیاں نازل ہوں اس نبی امی ﷺ پر، جن کے معجزات سے آنکھیں خیرہ اور عقلیں حیران و سرگردان اور انگشت بدنداں ہو رہی ہیں۔ جب تک یہ شب و روز قائم اور باقی ہیں آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر ان گنت درود وسلام ہوتا رہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔ والحمدلله .

سماع کا بیان: ❶

''سماع'' نفس کی خوشبو، دل کی راحت اور روح کی غذا سے عبارت ہے اور یہ طب روحانی کا ایک عظیم حصہ اور سرور و خوشی کا ذریعہ ہے، حتیٰ کہ بعض حیوانات بھی اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ معتدل سرور، حرارت کو روشن اور قویٰ کے افعال کو توانا کرتا ہے اور بڑھاپے کو موخر اور امراض کو دفع کرتا ہے۔ اور بدن کو خوبصورت اور شاداب بناتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جس کے رنج و غم زیادہ ہوں گے اس کو مرض بھی زیادہ لاحق ہوں گے۔

(رواہ ابونعیم فی الطب النبوی)

پھر الفاظ کے معانی کے سمجھنے سے فوائد سماع میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَبَشِّرْ عِبٰدِیْ ○ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ

اَحْسَنَهٗ﴾ (الزمر: ۱۷۔۱۸) ''سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو اس کلام الٰہی کو کان لگا کر سنتے پھر اس کی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اتنی توجہ نہیں دیتے جتنی توجہ کسی پیغمبر پر دیتے ہیں جب وہ بلند آواز سے خوش الحانی سے قرآن پڑھتا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دیا کرو۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَايَشَاءُ﴾ (فاطر: ۱) ''وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔'' یہاں پر اس سے مراد حسن صوت ہے۔

''حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے سماع کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ سماع، ایک سچا ورود ہے جو دلوں کو حق تعالیٰ کی طرف کھینچتا ہے۔'' اور ان سے خوش آوازی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''خوش آوازی، کچھ اشارے اور کنایات ہیں جو اللہ نے ہر پاکیزہ انسان میں ودایت رکھتے ہیں۔''

---

❶ سماع کے بارے میں مستند علماء سے پوچھ کر عمل کیا جائے، اس مضمون کو دیکھ کر از خود عمل کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آج کے دور میں سماع کی حقیقت بدل چکی ہے۔ ساز اور ڈھول کا آجانا موسیقی بن جاتا ہے۔ از مترجم

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر میں گنگنا رہے تھے تو ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ، ہم بھی عام لوگوں کی طرح خلوت میں گنگناتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ''کہ غنا، مسافر کا زادِ راہ ہے۔''

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سماع کے بڑے دلدادہ تھے۔

امام زہری رحمہ اللہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا یہ مکروہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب بھدی آواز سے ہو تو مکروہ ہے اور اصل ممنوع امر، سماع میں موجود لہو ولعب ہے۔''

جب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلی میں حدی خوانی کر رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رفقا بالقوا ریر یعنی ان عورتوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ تا کہ تمہاری آواز سے کسی فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام بھی بڑے خوش الحان تھے جب وہ اپنی خطاؤں پر رویا کرتے تھے اور جب زبور کی تلاوت کرتے تو جن وانس اور وحوش وطیور آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے تھے۔

آنحضور ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کو بھی آل داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار دیا گیا ہے۔''

افلاطون کا قول ہے کہ، دنیا کی لذتیں چار ہیں، کھانا، پینا، جماع اور سماع۔''

آپ دیکھتے ہوں گے کہ جو لوگ تھکا دینے والے پیشوں سے وابستہ ہیں جیسے دھوبی، قلی وغیرہ، وہ اپنی طبیعت کو ہلکا کرنے کے لیے مختلف خوش آوازیں نکالتے رہتے ہیں۔

بچہ کو دیکھتے ہو کہ جب رو رہا ہو تو حدی کی آواز سن کر خاموش ہو جاتا ہے، اور اونٹ بھی حدی کی آواز پر جنگلوں کے فاصلے طے کر لیتا ہے۔

ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک دیہاتی ایک شخص کا غلام تھا جو بڑا خوش الحان تھا، اس نے ایک دن اونٹ کو ہکانے کے لیے حدی خوانی کی تو سامان لدا ہونے کے باوجود اس نے تین دن کا فاصلہ ایک دن میں طے کر لیا، جب واپس پہنچا تو اوندھا لیٹ گیا اور مر گیا۔ اب دیکھو کہ یہ اونٹ مفہوم نہ سمجھنے کے باوجود خوش آوازی سے کتنا متاثر ہوا!

پھر اہل ذوق ومعرفت جب ایسی خوش آوازی کو سنیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ کستورہ پرندہ اور بلبل کو دیکھ لو ایسی جگہوں پر اپنے آپ کو گرا دیتا ہے جہاں طرب آمیز سماع ہوتا ہے۔

سماع کے بارے میں مختلف آراء ہیں، بعض اس کو صباح قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو حرمت کے قائل ہیں۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ، سماع سے ذہن تازہ ہوتا ہے، طبیعت میں نرمی آتی ہے اور نفس میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور خون اتر آتا ہے، علت غلیظہ کے مریضوں کے بہت موزوں ہے اور ان کو نفع دیتا ہے، نفس کی خوبیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور امراض سوداوی میں سماع کو بطور علاج بتایا جاتا ہے۔''

مؤلف کہتے ہیں کہ ''سماع کی ایک قسم حرام، ایک قسم واجب اور ایک مباح اور ایک مستحب اور ایک قسم مکروہ ہے۔

حرام سماع تو کسی اجنبی خوب رو بچی کا غنا ہے جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو اور بعض اوقات شادی بیاہ میں اس کی آواز کا سننا مباح ہوتا ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں ہے۔

اسی طرح امرد خوب رو کی آواز بھی سختی سے حرام ہے، اور جب اس میں جوان عورتوں اور دف وغیرہ کا بھی اضافہ ہو تو تحریم میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے، سماع والے جو بمنزلہ فقہاء کے ہیں وہ اس کی تحریم میں شدت اختیار کرتے ہیں، فاسق لوگ ہی اس حرام سماع کو اپناتے ہیں، جن کو پیسے اڑانے کی عادت ہوتی ہے، ایسا سماع حرام ہے اور غافل اور نچلے درجہ کے لوگوں کا اختیار کردہ ہے اور اس طرح کے سماع پڑھنے والے اکثر و بیشتر رذیل اور فاسق لوگ ہوتے ہیں۔ اسیوں کی مجالس میں امرد (بے ریش جوان بچے)، بدمعاش اور فساق و فجار لوگ شریک ہوتے ہیں اور ان کی مجالس میں رقص و سرود ہوتا ہے اور انسان کی شہوتیں بھڑکتی ہیں، ایسی تمام مجالس سماع سے بچنا ضروری ہے۔ واجب درجہ کا سماع قرآن مجید کا فرض نمازوں میں سننا ہے، جب امام بھی خوب خشوع خضوع سے پڑھنے والا اور تجوید کے ساتھ خوش الحان بھی ہو تو نفع بہت ہوتا ہے لیکن ایسا امام بہت کم ملتا ہے۔ اور مباح سماع، خوش آوازی کے ساتھ حدی خوانی کرنا ہے، اسی طرح اشعار کا سننا اور سجع اور مقفی کلام ملاحظہ کرنا، مرد کا اپنی ذات کے لیے غنا سننا اور عورت کا اپنے شوہر کے لیے غنا کرنا اور باندی کا اپنی مالکن کے لیے غنا کرنا، مباح سماع میں شامل ہیں۔

اسی طرح جو عورتیں زیادہ خوب رو نہ ہوں ان کا عورتوں کے لیے سماع کرنا شادی بیاہ اور عید وغیرہ کے موقع پر مباح ہے۔ اس طرح جو آدمی اپنے دوستوں کو اشعار سناتا ہو اس کا سماع بھی مباح ہے۔ لیکن اگر وہ اس کی عادت بنا لیں اور کثرت سے شروع کر دیں تو مکروہ ہو گا، مستحب سماع کی چند صورتیں ہیں۔ ① ایک جماعت کو خوش الحان قاری قرآن سناتا ہے۔ اور اس کی آواز دل میں اتر جانے والی ہو اور لوگ اس کے آواز اور رب کے کلام سے لطف

اندوز ہوتے ہوں اور اس میں غور و تدبر کرتے ہوں اور اس پر روتے ہوں یا خشوع وخضوع کرتے ہوں، یا پھر وہ قاری ان کو احادیث رسول سناتا ہے جن کا تعلق زہد و رقائق وغیرہ سے ہے اور اس کی کثرت کرنا بہتر ہے۔ ② ایک نیک اور صالح انسان ہے وہ طرب آمیز آواز میں اشعار پڑھتا ہے اور وہ اشعار خوف خدا، زہد و رقائق، ضیاع عمر پر رنج و افسوس اور حق تعالیٰ سے دوری پر اظہار غم والم پر مشتمل ہوں، اور سامعین بھی نیک اور صالح اور متقی ہوں اور ان اشعار سے ان میں نشاط پیدا ہوتا ہو اور ان اشعار کے نتیجہ میں لوگ توبہ و استغفار، عبادت اور رجوع الی اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوں تو یہ سماع مستحب ہے، لیکن ان شرائط کے ساتھ ① یہ کام مہینہ یا دو مہینوں میں تھوڑی دیر کے لیے ہو۔ ② مجلس میں کوئی جاذب نظر شخص موجود نہ ہو ③ وہ مجلس ایسے وجد سے خالی ہو جس سے انسان کی عقل اور ہوش و حواس باقی نہ رہیں۔ ④ وہ مجلس شطحیات اور نفسانی خواہشات سے محفوظ ہو ⑤ وہ مجلس اس اعتقاء سے سالم ہو کہ یہ سماع کوئی عبادت لذاتہ ہے یہ چند شرائط ہیں جن کے نہ پائے پانے پر سماع یا تو معصیت کے رمزے میں آئے گا یا کراہت میں شمار ہوگا۔

اور مکروہ سماع میں وہ سماع شامل ہے جس میں دف وغیرہ بجائی جائے۔ جس میں جوان عورتیں آئیں اس کی تحریم میں تو توقف کیا جائے گا البتہ میرے اعتقاد میں یہ مکروہ ہے۔ اور عام طور پر سماع میں باطل امور موجود ہوتے ہیں، حق باتیں نہیں ہوتیں۔ ان امور میں غور کیجیے: اور اللہ تعالیٰ نے جس کام میں وسعت اور گنجائش دی ہو اس کی تحریم میں جلد بازی نہ کیجیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ﴿لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔'' مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں تمہیں نماز اور عبادت سے غافل نہ کریں، معلوم ہوا کہ جس کو سماع اور غنا، عبادت خداوندی سے غافل کرتا ہو اور نماز سے دور کرتا ہو وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو یوں مخاطب کیا کہ:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾

(الجمعه: ۱۱)

''اور وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے تو وہ اس کی طرف دوڑنے کے لیے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔''

اللہ کی ذات کریمی نے مسلمانوں کو مباح تجارت اور جائز کھیل سے منع نہیں کیا اور اس پر کوئی سختی نہیں کی ہے، ہاں البتہ اگر ان کاموں میں منہمک ہو کر جمعہ، جماعت اور فرض نماز کو ترک کر دیا جائے تو یہ ممنوع ہوگا۔

اور اس کے ماسط دیگر کھیلوں کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے لہٰذا وہ بھی دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے جائز ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ بھی بسا اوقات ہنستے اور مسکراتے تھے اور بعض اوقات آنحضور ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ سے مزاح بھی فرماتے بلکہ دوڑ کا مقابلہ بھی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی پشت مبارک پر سوار کر لیا اور فرمانے لگے: نعم الرجل جملکما یعنی تمہارا اونٹ (سواری) کیا ہی اچھا انسان ہے! آپ ﷺ بعض اوقات ایسے گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے جس کی پشت ننگی ہوتی فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر داخل ہوئے تو بلند آواز سے کہہ رہے تھے، تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ نیز آپ ﷺ اس موقع پر سورۃ الفتح کی تلاوت حسین آواز سے کر رہے تھے، اور فرما رہے تھے کہ اہ، اہ، اہ۔'' اور فرماتے: اے عامر! ہمیں اپنے کچھ اشعار تو سناؤ!''

علاوہ ازیں آپ ﷺ حبشیوں کے کھیل سے تفریح کرتے تھے۔

یہ ہیں آنحضور ﷺ کے شمائل حسنہ، بہت سے خشک رویئے رکھنے والے اور ترش رو اور ناک بھوؤیں چڑھانے والے ان امور سے غافل ہیں۔

نیز آنحضرت ﷺ عورتوں سے، جو دنیا کی زینت ہیں، خوشبو سے اور عمدہ پوشاک سے، شیریں اشیاء اور دلکش آواز سے محبت کرتے تھے بالخصوص فصیح اور سچے کلام سے۔

آنحضرت ﷺ پاکیزہ اور عمدہ چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس کا استعمال کثرت سے نہیں کرتے تھے، اس لیے کہ مباح اشیاء کا کثرت سے استعمال کرنا اوقات کو برباد کرتا ہے اور تقرب خداوندی اور اطاعت سے دور کرتا ہے۔

مذکورہ اوصاف و خصائل کے باوجود آنحضرت ﷺ، اللہ کی عظمت و کبریائی کے پیش نظر بہت زیادہ روزے رکھنے والے، بہت زیادہ شب بیدار اور آہ و بکار کرنے والے تھے اور اس کی بارگاہ میں بہت زیادہ رجوع کرنے والے، گڑگڑانے والے اور حلیم الطبع اور باحیا تھے۔

حلم و علم، سخاوت اور شجاعت و بہادری جیسے اوصاف آپ ﷺ پر ختم ہو گئے، ان محاسن اور اخلاق حمیدہ کے باعث آپ ﷺ کامل ترین مخلوق قرار پائے۔

صلی اللہ علیہ و الہ وسلم (آمین!)

تم بحمد للہ وعونہ

امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب ''الطب النبوی'' کا پہلا اردو ترجمہ

''شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ۔ ۲۵، جون ۲۰۱۲ء بروز پیر پایہ تکمیل کو پہنچا

حافظ اقبال قریشی

خطیب جامع مسجد الشیبی راولپنڈی

0300-5802404

چیرمین الشیبی ٹرسٹ

www.alshaibitrust.com

خوشخبری

بیت اللہ کی تاریخ پر لکھی گئی شیبی خاندان کی سب سے جامع کتاب تاریخ بیت اللہ کا اردو ترجمہ بھی جلد نظر قارئین ہو گا ترجمہ کی یہ سعادت بھی بندہ عاجز کو ہو رہی ہے اور شائع مکتبۃ الحسن کی معاونت سے ہو گا۔